مِیرِ کارواں

# مولانا فضل الرحمٰن

دُنیائے صحافت

کی نظر میں

ایمان افروز دلچسپ اور تاریخی حقائق

پیش لفظ:

مولانا عبد القیوم حقانی

ترتیب

حافظ محمد قاسم

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

# میرے کارواں

# مولانا فضل الرحمٰن

## دُنیائے صحافت کی نظر میں

ایمان افروز دلچسپ اور تاریخی حقائق

پیش لفظ : مولانا عبدالقیّوم حقانی

ترتیب : حافظ محمّد قاسم

القاسم اکیڈمی
جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

2106

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | میر کاروان مولانا فضل الرحمٰن |
| پیش لفظ | : | مولانا عبدالقیوم حقانی |
| مرتب | : | حافظ محمد قاسم |
| ضخامت | : | 190 صفحات |
| کمپوزنگ | : | مولانا گل رحمان رکن القاسم اکیڈمی |
| پروف ریڈنگ | : | مولانا عمادالدین محمود چودھوان |
| تعداد | : | 1000 |
| تاریخِ طباعت بارِ دوم | : | صفر المظفر ۱۴۲۷ھ / مارچ 2006ء |
| ناشر | : | القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ |

83973


## ملنے کے پتے :

☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس، 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک، کراچی 74800

☆ مولانا سید محمد حقانی، مدرس جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی

☆ زم زم پبلشرز، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

☆ مکتبہ بخاری، صابری مسجد گلستان کالونی مرزا آدم خان روڈ، لیاری کراچی

☆ مکتبہ سید احمد شہیدؒ، ۱۰۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ ، چارسدہ ☆ مکتبہ حنفیہ ...... مینگورہ سوات

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی، جامعہ ابوہریرہ، چنوں موم، ضلع سیالکوٹ

☆ اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔

Marfat.com

ذخیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین


افتتاح سخن ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی --- 9

عرض مرتب ---------- حافظ محمد قاسم ------- 17

تاریخی کارنامہ (مکتوب تبریک) ---------- شیخ الحدیث مولانا امان اللہ - 21

مکتوب مرغوب ---------- مولانا قاری محمد عبداللہ --- 23

میر کاروان ---------- علامہ اقبال مرحوم ----- 24

مرد مومن ---------- مولانا عاشق الٰہی (مدینہ منورہ) 25

بے تاج بادشاہ 'تاریخی منظر نامہ ---------- قاری محبوب الرحمان قریشی -- 27

انقلابی 'جاندار اور ایماندار قیادت ---------- مولانا گل نصیب خان --- 29

امریکی قونصلر 'مولانا فضل الرحمان کے در دولت پر -- اخباری رپورٹ ----- 31

کردار کی زبان ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی ---- 35

مولانا فضل الرحمان کا الٹی میٹم ---------- روزنامہ اوصاف 'ادارتی تحریر 36

امریکی سفارتکار 'بڑی ہوشیار ---------- سرفراز اقبال ----- 38

مولانا فضل الرحمان کا حقیقت پسندانہ موقف ---------- روزنامہ اوصاف 'ادارتی تحریر 41

مولانا فضل الرحمان نے امریکہ کا کھیل خراب کر دیا --- جناب حامد میر صاحب --- 43

قافلہ مجاہدین کے سالار ---------- خوشنود علی خان ----- 46

مولانا کی وارننگ 'امریکی عزائم کے لئے سدراہ ---------- ادارتی تحریر روزنامہ اوصاف 48

مولانا کا اعلان جہاد اور پیش منظر ---------- ادارتی تحریر روزنامہ خبریں 51

مولانا فضل الرحمان کی بات امریکیوں کو سننا پڑیگی --- خوشنود علی خان ---- 55


Marfat.com

آسمان سیاست کے ماہتاب ــــــ ہارون الرشید ــــــ 57
مولانا فضل الرحمان بطل جلیل ــــــ اسلم کھوکھر ــــــ 60
مولانا فضل الرحمان اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ــــــ حامد میر ــــــ 63
غیرت و حمیت کے ترجمان ــــــ یونس قیاسی ــــــ 67
قومی امیدوں کے چراغ ــــــ فرمان اللہ زاہد ــــــ 71
مولانا فضل الرحمان سے محبت ــــــ خوشنود علی خان ــــــ 76
مولانا فضل الرحمان کی شدت پسندی ــــــ حامد میر ــــــ 78
قافلہ شیخ الہند کی چنگاری ــــــ مولانا زاہد الراشدی ــــــ 80
چھوٹے مفتی ــــــ سید انور قدوائی ــــــ 83
پاکستان کے اسامہ بن لادن ــــــ جناب نسیم احمد ــــــ 85
امریکہ کے خلاف اعلان جنگ ــــــ میر جمیل الرحمان ــــــ 88
مولانا فضل الرحمان، ہر ایک کی جان ــــــ ایم ایم ادیب ــــــ 90
مولانا فضل الرحمان نے سر پر کفن باندھ لیا ہے ــــــ امیرزادہ خان ــــــ 93
مولانا فضل الرحمان کا طوفان ــــــ روزنامہ مشرق 'ادارتی تحریر ــــــ 97
مفتی نظام الدین شامزئی کا فتویٰ ــــــ حامد میر ــــــ 100
تیر نشانے پر ــــــ روزنامہ خبریں 'ادارتی تحریر ــــــ 103
افغانستان کی سلامتی کی جنگ ــــــ ندیم اپل ــــــ 106
مولانا فضل الرحمان کی للکار ــــــ محمد عبدالستار انصاری ــــــ 109
مولانا فضل الرحمان کی جرات رندانہ ــــــ محمد عمر فاروق ــــــ 113
اخبارات میں نمایاں کوریج ــــــ روزنامہ اوصاف کی ادارتی تحریر ــــــ 115
علماء حق کا تاریخی کردار ــــــ جناب حامد میر ــــــ 118


Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| مولانا فضل الرحمان کا واضح موقف | جوہر میر | 121 |
| مولانا فضل الرحمان متفقہ قائد | الہلال' اداراتی تحریر | 123 |
| کردار کے غازی | خالد شریف ہزاروی | 124 |
| جمعیت کا تاریخی کردار | الجمعیۃ کی اداراتی تحریر | 127 |
| دھمکیوں کا نوٹس لیا جائے | اداراتی تحریر الجمعیۃ | 132 |
| عہد ساز قیادت | الجمعیۃ اداراتی تحریر | 134 |
| مولانا فضل الرحمان تب و تاب جاودانہ | شمس العارفین | 140 |
| عوام کے دل و دماغ کا ترجمان | اداراتی تحریر' روزنامہ اوصاف | 142 |
| امریکی امداف اور جمعیت کے کارکن | جناب حامد میر صاحب | 145 |
| ایک سامراج دشمن رہنما | محمد رحیم حقانی | 148 |
| مولانا فضل الرحمان' پابند سلاسل | حامد میر | 153 |
| مولانا فضل الرحمان کی گرفتاری | اداراتی تحریر' روزنامہ اوصاف | 156 |
| جیلیں ' ہتھکڑیاں علماء دیوبند کا زیور | اداراتی تحریر' روزنامہ اوصاف | 158 |
| عظیم باپ کا عظیم بیٹا | حافظ ہارون الرشید | 160 |
| کہاں فضل الرحمان اور کہاں کلنٹن | مولانا زاہد الراشدی | 163 |
| جمعیت کی تاریخی کامیابی | نعمت اللہ شمس | 166 |
| نعرہ رستاخیز | نقیب ختم نبوت | 169 |
| افغانستان' امریکہ کی نظر میں کانٹا | مولانا محمد ازہر | 172 |
| مولانا' امریکہ کے لئے دردسر | عزیز اللہ پکتوی | 177 |
| قوم کی آنکھوں کا تارا | مدیر "لولاک" | 183 |
| سد ذوالقرنین | مولانا غلام محمد صادق | 185 |


Marfat.com

# اذھب الیٰ فرعون

# انہ طغیٰ

اب تم فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔(سورہ طٰہٰ آیت24)

Marfat.com

# انتساب

شیخ الاسلام والمسلمین مرشد الهند والحجاز٬ سید المجاهدین
شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد المدنی کے نام

.................

- جن کے وجود مقدس سے فیضان الٰہی کے سینکڑوں چشمے پھوٹے تھے ۔
- جو اپنے دور میں ایک نظام رشد وہدایت اور مذہب وسیاست کے مرکز ومحور تھے
- جن کا فیض اور علمی ٬ دینی ٬ قومی اور ملی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے حیات انسانی کا شاید ہی کوئی پہلو ہو ٬ جہاں آپ کے خدمات کا اثر نہ ہو ۔
- جن کی دعوت ٬ تغیر و تبدل کے آغاز سے لیکر انقلابی حالات تک ۔
- مسند درس وتدریس ٬ تعلیم و تعلم اور ذوق عمل کی تربیت سے لیکر میدان جہاد وعمل تک ۔
- تالیف وتدوین افکار سے لیکر جہاد لسانی کے ملی وقومی میدانوں تک ۔
- مسلمانوں کی عام اجتماعی زندگی سے لیکر بین المللی سطح تک
- عام مسلمانوں سے لیکر برادران وطن اور تمام انسانوں تک
- ملکی حالات سے لیکر بین الاقوامی مسائل تک ٬ اور اسلامی دینی دائرے سے لیکر سیاست کے تمام گوشوں تک پھیلی ہوئی ہے ۔

کچھ طوطیوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستان کے ہیں

Marfat.com

# عالمانہ اور مجاہدانہ تقریریں

پیش لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

ضبط و ترتیب : حافظ محمد قاسم

(تحفظ دینی مدارس کانفرنس پشاور 6مئی 1999ء)

.................

قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمان — شیخ الحدیث مولانا حسن جان

مولانا عبد الغفور حیدری — شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ

شیخ الحدیث مولانا امان اللہ — مولانا محمد خان شیرانی

مولانا محمد عبداللہ بھکر — مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو

مولانا گل نصیب خان — اور دیگر زعماء جمعیت

.. کتاب پر اصل لاگت صرف 15روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے اپنے گھر طلب کر سکتے ہیں ..

**ملنے کا پتہ**

قاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ (سرحد) پاکستان

فون و فیکس نمبر 630237 ( 630611 ) 0923


Marfat.com

# پیش لفظ

از حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی پرنسپل جامعہ ابوہریرہ

کہو وہ کون حسین ہے تمہاری بستی میں
کہ جس کے نام کے ساغر اٹھائے جاتے ہیں

زندگی کے شہر میں اولادِ آدم کے انبوہ پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر آن کچھ تعداد پردہ عام کے پیچھے چلی جاتی ہے اور اپنے سے زیادہ جانشین پیچھے چھوڑ جاتی ہے مگر ان میں مجسمہ ہائے حسن و خوبی کم ہوتے ہیں۔ اشخاص کروڑوں ہوتے ہیں لیکن شخصیت کم میں پائی جاتی ہے اور پھر ان میں تابناک شخصیتیں تواکادکا سامنے آتی ہیں۔ ہمارے اس دور میں اور ہمارے اپنے ہی دیس میں ایک شخص ہیں کہ جن کو مولانا فضل الرحمٰن کہا جاتا ہے۔

حافظ محمد قاسم نے اپنی تالیفی کاوش کے نقش ثانی میں انہی کی شخصیت کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ حافظ محمد قاسم کی تو ترتیب و تالیف ہے 'لکھنے والے مفکر' مدبر 'ادیب' دانشور' تجزیہ نگار اور چوٹی کے صحافی ہیں۔

کسی شخصیت نگار کی پرکھ کرتے وقت دیکھنے کی پہلی چیز یہی ہوتی ہے کہ اس نے کس شخصیت پر نگاہ جمائی۔ اس لحاظ سے حافظ محمد قاسم کا انتخاب اس امر کا ثبوت ہے کہ اس کی اپنی انسانیت کا معیار بھی الحمدللہ تیر بہ ہدف اور خاصا قابل رشک ہے۔

دیکھنے کی دوسری چیز یہ ہے کہ جس مرتبے کی شخصیت سامنے ہے 'کیا اس کے مطابق شخصیت نگاری کا حق ادا ہو گیا۔ اس سوال کا جواب نفیاً یا اثباتاً نہ میں دے رہا ہوں اور نہ میں نے یہ جواب سوچا ہی ہے۔ یہ جواب ہمیشہ زمانہ دیا کرتا ہے البتہ اپنے تجربے کی روشنی میں یہ کہنا چاہتا ہوں' میرا اندازہ یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کے شخصیت نگار کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا میرے بس

Marfat.com

میں نہیں ہے اور نہ کسی صحافی کی بس کی بات ہے اور نہ حافظ محمد قاسم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ اس کام کے لئے جس درجہ کا بڑا انسان موجود ہونا چاہیئے وہ شاید موجود نہیں ہے۔

---

دراصل مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت کی تصویر اتنی پھیلی ہوئی ہے اور اس کے اتنے درخشاں گوشے سامنے ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر سوال صرف اسے پیش کر دینے کا نہیں' پیش اس طرح کرنا ہے کہ قاری یہ محسوس کرے کہ جیسے اس نے تصویر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

مولانا کے اندر ایک داعیٔ حق' ایک متکلم اسلام' ایک مفکرِ حیات' ایک ادیب' ایک خطیب' ایک سیاسی قائد' ایک تنظیم کار اور ایک بے باک مجاہد بیک وقت جمع ہیں۔ ان کی شخصیت سیاسی و تاریخی اور علمی و انقلابی ہر دو لحاظ سے بے حد اہم ہے اور پھر اس کے ساتھ حسن کردار کے اجتماع نے ان کو اپنے دور کی ایک عبقری شخصیت بنا دیتا ہے مگر کسی ایسی جامع شخصیت کے حسن کو دوسروں تک منتقل کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کام کو کیا ہی نہ جائے۔ کوشش ہی کی راہ کامیابی کی منزل کو جاتی ہے۔

بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جنہیں ان کے شخصیت نگاروں کا قلم زندگی بنا دیتا ہے ورنہ وہ ہمیشہ گمنامی میں پڑی رہتیں۔ چنانچہ ڈاکٹر جانسن کے متعلق کارلائل نے ٹھیک کہا کہ اس کا نام شاعر اور قصہ گو یا مقالہ نگار اور مؤلف ہونے کی بناء پر زندہ نہیں ہے بلکہ وہ زندہ ہے تو باسویل کی لافانی تصنیف کے اوراق کے بل پر زندہ ہے۔ اس سوانح عمری کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دنیا کے سوانحی لٹریچر میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

دوسری قسم کی شخصیتیں وہ ہوتی ہیں کہ جن کی عظمت ان کے سوانح نگاروں کو بھی شہرت و عظمت کے مقام پر لا کھڑا کرتی ہے۔ شخصیت نگار کو کسی حسین شخصیت کے حسن سے بھرپور حصہ ملتا ہے۔ اس کی مثال میں مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جو آج یا کل مولانا کی شخصیت یا سوانح کو دنیا کے سامنے شایان شان طریق سے لائے گا اس کا نام مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ ساتھ رہے گا۔

Marfat.com

مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت میں بہت ہی غیر معمولی اہمیت کیوں پیدا ہو گئی ہے؟ سچ یہ ہے کہ زر نگار قبائیں دیکھ کر نگاہ کتنے ہی مواقع پر بہکی ہو گی مگر وائے ناکامی کہ ان قباؤں میں انسان کم ہی ملا۔ فرماں رواؤں کے طنطنے دیکھے 'ادیبوں کے چمنستان ہائے نگارش دیکھے' شعرا کی زمزمہ سنجیوں سے استفادہ کیا' جادو بیان خطیبوں کی طلاقت لسانی کے شعبدے دیکھے' اہل علم کی نکتہ آفرینیوں سے بہرہ پایا۔ مذہبی شخصیتوں کو عقائد و احکام کی وضاحت کرتے اور کفر و ایمان کے فیصلے کرتے دیکھا مگر کم ہی ایسا ہوا کہ انسانیت کے حسن سے دامن نگاہ بھرا ہو۔ کیا پوچھتے ہو!

آدمیت! تیری تلاش رہی
دیکھے ہیں پردہ ہائے نام بہت

مگر مولانا فضل الرحمٰن کے اندر انسان کو موجود پایا اور اسے انسانِ عظیم پایا -- مولانا کی عظمت تاریخی لحاظ سے یہ ہے کہ اس نے حالات کے دھارے پر بہنے والے انبوہ ہائے کثیر کے بالمقابل دھارے سے لڑنے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ بہنے والے وہ بھی ہیں جو پانی پر پر شکوہ تخت بچھائے بہ رہے ہیں۔ وہ بھی جو خوبصورت بجروں میں بہہ رہے ہیں۔ وہ بھی جو براہ راست موجوں کی آغوش میں جھولے لیتے ہوئے بہہ رہے ہیں اور وہ بھی جو غوطے کھا کھا کر بہہ رہے ہیں اور یہ بہنے والے ایک ایک کر کے ڈوب بھی رہے ہیں۔ مادہ پرستی کے اس طوفان مغرب میں جو قیمتی عنصر دھارے کے خلاف لڑ رہا ہے یا کم سے کم قدم جمائے کھڑا ہے یا کھڑا رہنے کی سعی کر رہا ہے اس کے درمیان مولانا فضل الرحمٰن کو ایک تنہا امتیازی مقام حاصل ہے کیونکہ وہ وقت کی ہوا کے ساتھ چلنے پر ایک لمحہ کے لئے کبھی راضی نہیں ہوئے بلکہ برابر ہوا کا رخ بدلنے کے لئے کوشاں ہیں۔　ع

مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

---------- • ----------

دراصل کسی دینی ملت کی ساری زندگی کشمکش کی زندگی ہوتی ہے کیونکہ اسے ایک واضح عقیدہ اور ایک معینہ ضابطہ کے تحت پورے تمدن کو چلانا ہوتا ہے مگر حالات کی ہوائیں موافق ہی نہیں' مخالف ہو کر بھی چلتی ہیں۔ مخالف ہواؤں کے چلنے پر سفینہ تمدن کا رخ اپنے اصولی نصب العین کی جانب رکھنا ایک کٹھن کام ہے۔ یہی کٹھن فریضہ ملتِ اسلامیہ کے سر عائد ہے۔ یہ فریضہ خلافت

Marfat.com

راشدہ کے دور تک ملت اسلامیہ نے بخوبی سر انجام دیا مگر بعد میں بدلتے حالات کا مقابلہ کما حقہ جاری نہ رہا۔ ایک اصولی نظام کا رخ تاریخ کس قدر موڑ لے گئی۔ مسلمانوں پر ماضی میں ایسے دو بڑے خوفناک دور آئے۔ ایک عباسی دور، دوسرے سلطنت مغلیہ میں اکبر کا دور۔ ان دونوں موقعوں پر جو قوت سفینہ ملت کی ناخدائی کر رہی تھی۔ وہ طوفانی ہواؤں اور موجوں کے سامنے خم کھا گئی اور ان دونوں موقعوں پر طوفان سے لڑنے اور نظریہ واصول کو بحال رکھنے کی سعادت ان مردان خدا کے حصے میں آئی جن کے پاس ایمان، علم اور کردار کے سوا کوئی دوسری طاقت نہ تھی اور اب تیسرا سنگین ترین دور در پیش ہے جس میں باہر سے فکری سیاسی اور ثقافتی اور امریکی یلغار کے اثرات کا طوفان خوفناک رفتار سے پورے عالم اسلام میں بہہ رہا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقے اور ان میں سے اٹھے ہوئے ارباب قیادت جن پر قلعہ کے بچاؤ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ امریکہ کی ذہنی غلامی کے روگ نے ان سے تابِ مقاومت سلب کر لی ہے اور وہ ہنستے مسکراتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے کنجیاں دشمن کے حوالے کر رہے ہیں۔ عالم وہ ہو گیا ہے کہ -----

مستی سے اس نگاہ کی لے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

یہی وہ خطرناک مرحلہ تھا جس کے لئے اقبال نے یہ احساس قوم کو دلانا چاہا تھا کہ تم میدانِ جنگ میں ہو اور یہ موقعہ نوائے چنگ سے لطف اندوز ہونے کا نہیں بلکہ اس مرد خود نگر نے "دورِ حاضر کے خلاف" اس بھروسے سے پر اعلانِ جنگ بھی کر دیا تھا کہ قوم کے نوجوان اس کے اعلان پر صف بستہ ہو جائیں گے۔ آج اگر وہ نغمہ طراز جہاد اٹھ کے دیکھے کہ اس کے شاہین و عقاب کس شان سے پسپا ہوتے ہیں تو اپنے رجز کو واپس لے کر شاید وہ مرثیہ پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔

بہر حال اقبال کے اعلان جنگ کی لاج رکھی تو مولانا فضل الرحمٰن نے ! کہ خود ہی فکری و تہذیبی اور سیاسی جنگاہ میں سینہ سپر نہیں ہوئے بلکہ قوم کے اندر سے جیدار اور صاحبِ کردار عنصر کو اپنے گرد سمیٹا اور آج اگر معرکہ گرم ہے تو اس شخص کے دم سے !

مولانا فضل الرحمٰن نے اس کوشش میں اپنی پوری صلاحیتیں کھپا دی ہیں کہ حالات کے

Marfat.com

سامنے جھک کر اپنے اصولوں کو مسخ کرنے کے بجائے ہم اصولوں کو قائم رکھنے کے لئے حالات سے جنگ کریں۔ اسلام کو ہم اپنی سہل طلبی کی وجہ سے تاریخ کے دھارے کے تابع نہ کردیں بلکہ تاریخ کو مجبور کردیں کہ وہ اسلام کے منشا کے مطابق رہے۔ مولانا کا مشن یہ ہے کہ ہم امریکی تہذیب و سیاست اور مغربیت کے سانچے میں آرام سے نہ ڈھل جائیں بلکہ امریکی نظام اور مغربیت کے مقابل میں اسلامی نظریہ 'اسلامی نظریہ حیات اور اسلامی تہذیب کو برپا کریں۔ یہ درحقیقت اپنی خودی کے تحفظ اور اپنی ہستی کے بازیافت کا پیغام ہے۔ اس پیغام سے اثر پذیر ہونے والوں کا احساس یہ ہوتا ہے کہ ----- ہ

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

امریکی جارحیت کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے لئے جس ایمان و شعور کی ضرورت ہے اسے نوجوانوں میں ابھارنے کے لئے مولانا فضل الرحمٰن نے ایک عظیم جہادی اور انقلابی کارنامہ سرانجام دیا ہے جس میں کتاب و سنت کی حکمت اور علوم حاضر دونوں کی روشنی میں تہذیب مغرب بالخصوص امریکی یلغار کے خلاف اپنا مقدمہ نہایت مدلل طور پر ثابت کیا ہے اور اسلام کی اساسی صداقتوں سے لے کر اس کے اصولی احکام اور سیاسی برتری تک ہر چیز کو اس طرح منقح کردیا ہے کہ اس دور کے عقلیت زدہ ذہن اس کے زیر اثر فکری انقلاب سے دوچار ہو رہے ہیں اور انہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ انہیں اپنی گمشدہ ہستی دوبارہ ہاتھ آگئی ہے۔

---------- • ----------

مولانا فضل الرحمٰن نے اسلام کو انفرادی مذہب کی حیثیت سے نہیں پوری زندگی کے بہترین نظام عدل کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے اور بیشمار دلوں کو اس کی برتری کے اعتراف پر مجبور کردیا ہے اتنا ہی نہیں' انہوں نے اس نظام کو عملاً قائم کرنے کی جدوجہد کے لئے نوجوان طاقت کو اٹھا کھڑا کیا ہے۔ شہروں میں' دیہاتوں میں' تاجروں میں' ملازمین میں' ادیبوں اور صحافیوں میں' طلبہ میں' مزدوروں میں' غرضیکہ ہر طبقے میں ایک فعال طاقت موجود ہو گئی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے قوم کو پکارا' لبیک کہنے والوں کو جمع کیا' ان کو جماعتی نظم میں پرو دیا' ان

Marfat.com

کی تربیت کی، نصب العین کے لئے ان کو وقت قوی اور مال کی قربانی دینے کا درس دیا ان کو سیاسی و عمرانی مسائل کا گہرا شعور دیا ان کو مفاد کی کشمکش سے بے نیاز رہ کر زندگیوں کو انسانی اور ملکی خدمات کے لئے وقف رکھنے کا جذبہ دیا۔ پھر اس بہم شدہ قوت کے بل پر ایک طرف الحاد پسند امریکہ، مغرب پرست اور جاہ طلب عناصر کی مزاحمت نظریاتی اور سیاسی میدانوں میں جاری رکھی، دوسری طرف ملک کے عوام کو اسلامی نظام کے لئے تیار کرنے کی مہم چلائی۔ وقت کے مسائل سے جمہور کو آگاہ رکھنے کے لئے دینی مدارس اور جمعیت سے وابستہ سلجھے ہوئے خطیبوں اور مقرروں کی ایک بہت بڑی ٹیم میدان میں اتاری۔ نوجوان طلبہ کو الحاد کمیونزم اور مغربیت کا مقابلہ تعلیمی دائروں میں کرنے کے لئے خطوط کار بہم پہنچائے اور ان کو رہنمائی اور تربیت دی۔

بدقسمتی سے مولانا فضل الرحمٰن کو نہایت گھٹیا حریفوں سے سابقہ پڑا اور زمانے نے اس داعیٔ اصلاح و فلاح اور داعیٔ جہاد کا خیر مقدم اولاً گالیوں، پھبتیوں، الزام تراشیوں اور اتہام و بہتان سے کیا اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی حد تک برابر جاری رہا ہے۔ قید و بند کے دور آئے۔ ظلم و جور کی یہ بھٹی ہر داعی کے لئے گرم کی جاتی ہے کیونکہ بغیر اس سے گذارے کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں ہو سکتا۔

چلی تھی بلت جو منبر سے دار تک پہنچی
قلم کی نوک سے خنجر کی دھار تک پہنچی
مگر صدا تیری گردوں کے پار تک پہنچی

------- • ------

اسی لئے عشق کی نگری کا دستور یہ ہے کہ کلمہ خیر کہیئے اور گالیاں کھایئے۔ پھول برسایئے اور کانٹوں سے دامن بھریے، موتی لٹایئے اور پتھر کھایئے، بے لوث خدمت کیجئے اور مجرم ٹھہریے، راستی کے مسلک پر چلئے اور تعزیر بھگتئے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت بفضلہ تعالیٰ ان تمام بھٹیوں سے گذر کر کھرا سونا ثابت ہو چکی ہے اور آج اس کشمکش، عمر بھر کی تعمیری جدوجہد اور امتحان بلا کی لذت کشی نے صورت ایسی پیدا کر دی ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن راہ حق کی ایک علامت ٹھہرے ہیں۔

عینی مشاہدہ ہے کہ صدہا لوگ آتے ہیں، ایک نظر مولانا فضل الرحمٰن کو دیکھتے ہی اور بس اتنے ہی سے ان کی امیدیں، امنگیں اور ہمتیں استوار ہو جاتی ہیں، وہ محسوس کرتے ہیں کہ تجدید و

Marfat.com

احیائے اسلام اور جہاد کا کام اس تاریک ترین دور میں بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ رات کتنی بھی لمبی ہو اس کی کوکھ سے صبح جنم ضرور لے گی۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کے اندر جو انسان عظیم پایا جاتا ہے وہ بہ حیثیت انسان کشمکش اور امتحان ہی کے مراحل میں نہیں بلکہ غیر معمولی درجے کی شہرت و اعزاز کے درمیان بھی برابر حسن پاش رہا ہے۔ ان کی طرف سے کسی کو کچھ بھی گھٹیا پن کا تجربہ نہیں ہوا۔

ہزار ہا انسان ان سے ہر روز ملتے اور انہیں سنتے ہیں۔ ہر روز مختلف طبقوں کے اور علاقوں کے نت نئے لوگوں کو ان سے واسطہ پڑتا ہے' مختلف قسم کے ظروف و احوال میں انہیں دیکھتے ہیں مگر انہیں دیکھ کر کبھی کسی کو مایوسی نہیں ہوئی حتیٰ کہ ان کے نادان حریف بھی تنہائیوں میں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آدمی بس وہ ایک ہے جو نہ کبھی بکا نہ جھکا۔

بعض نے انہیں نظر انداز کرنا چاہا گویا وہ موجود ہی نہیں۔ انہوں نے اس سے آنکھیں بند کر لیں لیکن ان کے مساموں کو بھی دکھائی دیا کہ ایک کوہِ گراں سامنے کھڑا ہے اور یہ تردید نہیں کی جا سکتی کہ وہ موجود نہیں ہے یا وہ محض ایک ذرہ ناچیز ہے۔ بعض نے بہت اونچی مسندیں بچھا کر مصنوعی مناصب کی بلندیوں سے اسے دیکھا کہ شاید اس طرح ان کے مقابلے میں پست رہ جائے گا مگر اس سرد بلند و بالا کا قامت کوتاہ نہ ہو سکا۔ بعض نے اسے " ملا " کہہ کر ادنیٰ بنانا چاہا مگر اندازہ ہوا کہ تحیرہ عرب سیکٹر نے کی کوشش کا کچھ حاصل نہیں۔ یہ مقام قدرت کی دین ہے۔

---

ایسی درخشاں شخصیت کی سوانح نگاری یا شخصیت نگاری کی ذمہ داری اٹھانے والوں کے لئے ایک اہم کام یہ ہے کہ ان کی شخصیت کا صحیح مرتبہ اور مقام اور موقف واضح کریں۔ ہونے کو تو یہ کام از خود ہو رہا ہے اور ایک شمع روشن کے گرد کتنا بھی غبار کیوں نہ پھیلا رہے وہ اپنے تعارف کے لئے اس کی محتاج نہیں ہوتی کہ کوئی قصیدہ خواں یہ بیان کرے کہ یہ شمع ہے اور اس کی روشنی بھی ہے۔

سو مولانا فضل الرحمٰن کے لئے بھی ان کا اپنا ایمان و کردار ان کا مقام متعین کرنے کے لئے کافی ہے مگر معاصرت زدہ عناصر (خصوصاً سیاسی حلقے) جب کسی کام کے آدمی کے گرد تعصبات اور غلط فہمیوں کا غبار پھیلا دیتے ہیں تو بہت سے لوگ استفادہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں تا آنکہ حقیقت

Marfat.com

از خود ان پر آشکارا ہو۔

بڑا سوال یہ ہے کہ معاشرے میں' تاریخ میں اور اپنے دور میں ان کی جگہ کیا ہے؟ معاشرے میں لوگوں نے انہیں زیادہ سے زیادہ علماء کی صفوں میں جگہ دی ہے۔ تاریخی کشاکش کے لحاظ سے انہیں حریفوں نے ایک اقتدار طلب شخصیت کے رنگ میں دکھانا چاہا ہے اور دور کے لحاظ سے انہیں بیرونی اور اندرونی مخالفین نے مغرب کے اسلام دشمن پروپیگنڈا کی مروجہ اصطلاح کے مطابق ایک قدامت پسند اور رجعت شخصیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ معاشرے کے موجودہ طبقوں میں سے کسی میں بھی مولانا کی ذات پوری طرح نصب نہیں ہوتی ان کے لئے ایک نئی جگہ درکار ہے کیونکہ وہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طبقوں کے درمیان قوم وملت کے لئے ایک نجات دھندہ کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ تاریخی کشمکش کے لحاظ سے وہ اسلامی نظریہ اور اصولوں کو برسر اقتدار لانے کے لئے کوشاں ہیں' امریکی معبودیت اور مادیت کا طلسم توڑ کر انسانیت کی لازوال اخلاقی قدروں پر تمدن کی بنیاد رکھنے کے خواہاں ہیں۔ مگر کم لوگ اور مخالفین میں تو بہت ہی کم لوگ ان کے صحیح مقام کو جان سکتے ہیں۔ یہ کام مولانا کے سوانح نگار اور شخصیت نگار کا ہے کہ وہ ان کو صحیح مقام پر دکھائے۔

پس میں یہ پیشن گوئی کر سکتا ہوں کہ مولانا فضل الرحمن کی شخصیت اور سوانح کے اب تک جو مضامین' تحریریں اور جو خاکے مرتب ہوئے ہیں۔ ان میں حافظ محمد قاسم کا مرتب کردہ ملک کے معروف اصحاب قلم کے اس تازہ خاکے کا اضافہ نہایت قابل قدر ہوگا۔

مبارک ہیں وہ ہاتھ جو تاریکی میں کاغذی فانوس کے اندر حسن انسانیت کی ایک شمع روشن کر رہے ہیں۔ خدا کرے حافظ محمد قاسم کی یہ کاوش ان کے روشن مستقبل کی ضمانت ہو۔ آمین ثم آمین۔ اپنی طالب علمانہ کوشش اور مساعی میں الحمدللہ وہ کامیاب رہے ہیں۔ ان کا ہدف بھی صحیح اور کام بھی اور ایسے کاموں سے تو علماء' مشائخ' مجاہدین' طلباء اور اولیاء خوش ہوتے ہیں۔ کیا عجب کسی کی غائبانہ دعا کام کر جائے اور ان کی یہ کاوشیں ان کی علمی صلاحیتوں کے نکھار کا باعث بن جائیں۔ وما ذالك على الله بعزیز۔

عبدالقیوم حقانی

4 رجب المرجب 1420ھ / 14 اکتوبر 1999ء

Marfat.com

# عرض مرتب

..............

اس کتاب میں میرا موضوع نہ تاریخ ہے نہ سوانح 'اور نہ محض شخصیت 'بلکہ قائد جمیعت امیر مرکزیہ حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ کی شخصیت کے وہ بیرونی مظاہر جو اسلامی انقلاب ' دعوت و مشن اور جہاد پر مشتمل ہیں ' جس کی عکاسی ' ان کے کسی جماعتی کارکن 'کسی مخلص شاگرد 'کسی مرید باصفا اور کسی عقید تمند نے نہیں کی 'بلکہ ان کی شخصیت کا پیش نظر خاکہ ان لوگوں نے بنایا ہے جو آزاد منش ہیں ' جنہوں نے یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے جنہیں حکومت ' حکمرانوں اور سیاست دانوں کی قربتیں بھی حاصل رہیں اور عتاب بھی 'جو دانشور بھی ہیں 'اور گریجویٹ بھی 'جو سیاست دان بھی ہیں اور اخبار نویس بھی مجلّات اور اخبارات کے مدیر بھی ہیں اور صحافی بھی ' مضمون نگار بھی اور کالم نویس بھی ۔

یہ ان کا ایک جامع سوانحی خاکہ نہیں ' صرف ایک ماہ ' دو ماہ کی وہ عظیم اور مجاہدانہ مساعی اور جہاد و للکار کے منظر کی ایک جھلک ہے ' جس نے پوری دنیائے انسانیت کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے 'جو ان کی غلبہ دین اور باطل سے پنجہ آزمائی کی عملی جدوجہد کے ذریعے نہ صرف ہم پر صحافیوں پر بلکہ پوری دنیا پر ظاہر ہوئی ہے ' جس کے سبب میرا اور ہزاروں بندگان خدا کا تعارف ان سے ہوا ہے اور جس کے سبب مجھے اور ہزاروں اور لاکھوں افراد کو اندرون ملک اور بیرون ملک ان سے گہری محبت اور بہت سے حضرات کو ان سے گہرا بغض و عناد ہے ' سوانح نگاری ابھی میری دسترس سے باہر ہے ' مجھے تو گذشتہ چھ سات ماہ سے مولانا کی دعوت و مشن سے واسطہ پڑا ہے اپنے مشن سے مخلصانہ تعلق نے مولانا کو ایک شخصیت بنایا ہے اور اب اتنی وزنی وسیع الاطراف اور وسیع الصفات شخصیت بنا دیا ہے کہ ان کی شخصیت پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں رہ گیا ہے نہ نگارش کے لئے 'نہ آزمائش کے لئے ...... میں نے تو اس وسیع

Marfat.com

الاطراف شخصیت کے مجاہدانہ سوانحی خاکے اور وہ جو صرف امریکی یلغار کے جواب میں مولانا کی مجاہدانہ للکار پر مبنی ہیں' جو دنیائے صحافت کی معروف ترین شخصیات نے بنائے ہیں کے بیرونی مناظر کا صرف ایک پنسل اسکیچ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے' تاکہ بس ایک اندازہ ہو جائے کہ وہ شخصیت کس نوعیت کی ہے۔

حضرت قائد محترم کی پوری شخصیت پر لکھنا مجھ گناہ گار کے لئے تو ایک نہایت مشکل بلکہ ناممکن سا کام ہے' میں اس کا پوری طرح احاطہ نہیں کر سکتا' مولانا فضل الرحمان سیاست دان ہیں مدبر ہیں' مجاہد ہیں' جید عالم دین ہیں' مدرس ہیں' قرآن و حدیث پر درک رکھتے ہیں خطیب ہیں' اعلیٰ پایہ کے ادیب ہیں' قائد ہیں' منتظم ہیں' ایک عالمگیر نظریئے کے علمبردار ہیں' ماہر سیاسیات ہیں معاشرتی مصلح ہیں' پر عزیمت مجاہد ہیں' ایک شفیق و غمگسار رفیق اور ساتھی ہیں' قانون دان ہیں ماہر تعلیمات ہیں' سیاست' دور اندیشی' بصیرت و فراست کا یہ عالم ہے کہ سات سمندر پار امریکی سپر پاور سے پنجہ آزمائی کر لی ہے اور اسے پسپا کر دیا ہے' ان سے جو بھی مل لے' انہیں دیکھ لے' سن لے تو سخت مایوس کن حالات میں بھی ہمت و جرات اور قوت عمل کا ایک وسیع ذخیرہ اور ولولہ اپنے سینے میں لیکر واپس آتا ہے' مایوسی نامرادی' دل شکستگی اور افسردگی کا ان کے قریب کہیں گزر نہیں ہے' وہ اپنا سفینہ دربار حبیب ﷺ کی طرف کھینچتے چلے جا رہے ہیں اور اس سے قطعی بے نیاز ہیں کہ مخالف لہروں کے تھپیڑے کتنے شدید اور طوفانوں کے جھکڑ کتنے جان لیوا ہیں' جب تک دینے والے مالک نے اپنی آخری امانت جان واپس نہیں لے لی ہے' مومن کو مالک کے بتائے ہوئے راستے پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا ہے حالیہ مجاہدانہ وطیرہ' امریکہ بہادر سے پنجہ آزمائی کی للکار اسی نظریہ اور عقیدہ و استقامت کی عملی تفسیر ہے۔

مولانا فضل الرحمان ایک مجاہد فی سبیل اللہ ہیں' ایک ایسے مجاہد جن کی ساری عمر کفر و ضلالت اور جاہلیت کی تاریکیوں اور طاغوت کے ظلم و تشدد اور قہرمانی کے خلاف جہاد کرتے گزر

Marfat.com

گئی ہے نظام اسلامی کے قیام کے لئے وہ جس طرح جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کی تنظیم نو کر رہے ہیں اور جن نوعیت کے مجاہدین کا گروہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں اس کا اندازہ اور ان کے عزائم کی ایک جھلک اور ان مجاہدین کے مستقبل کے کردار کی ایک جھلک مولانا کے حالیہ اعلان جہاد سے سامنے آجاتی ہے ۔

مولانا فضل الرحمان کی شخصیت ایک نہایت وسیع الاطراف ہے ' اگر کوئی چاہے تو اسے ایک مجموعے میں سمیٹ سکے تو یہ بہت مشکل ہے ' اس کے لئے ایک بڑے علم ' بڑے مطالعہ اور بڑے زوردار قلم کی ضرورت ہے ' شاید اسے ان صفات میں مولانا فضل الرحمان کے لگ بھگ ہی ہونا چاہئے اس لئے میرے لئے سعی لاحاصل ہے ' البتہ اس کی ضرورت بڑی شدید ہے کہ مولانا کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو کتابچوں کی صورت میں مختلف لکھنے والے مرتب کریں تاکہ اس قوس قزح کے سارے رنگ علیحدہ علیحدہ دیکھے جاسکیں ' امید ہے کہ مولانا فضل الرحمان سے زیادہ قربت رکھنے اور قریبی مطالعہ کرنے والے اہل قلم اس طرف ضرور توجہ کریں گے ' یہ بھی وقت کا اہم تقاضا ہے ' شخصیتیں انسانوں کو متاثر کرتی ہیں اور اعلیٰ کردار کا جادو وہ ہے جو ہمیشہ سر پر چڑھ کر بولتا ہے اور جس کے وزن کو ہر معاشرے نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے ' یہ وہ جادو ہے جو اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا ۔

میں نے پیش نظر کتاب میں مولانا کی سوانح نہیں لکھی ہے............ آپ کو اس کتاب میں مولانا فضل الرحمان کے ذاتی اور شخصی حالات عادات اور دیگر ابتدائی خاندانی حالات بہت کم نظر آئیں گے اور نہ اس میں مولانا کی شخصیت ' ان کی دعوت ' مشن ' کردار ' تعلیمات اور ہدایات کو پیش کیا گیا ہے ' اس میں آپ کو اسکی ذاتی اور شخصی خصوصیات کی تفصیلات نہیں ملیں گی ۔ مولانا ایک بامقصد آدمی ہیں غلبہ اسلام اور اس راہ میں شہادت ان کا مقصد زندگی ہے وہ کس لیلائے مقصد کے عاشق ہیں ' اس عشق میں ان کا درجہ کتنا بلند ہے اسلئے انہوں نے کیا کیا وادیاں ' کیسی کیسی گھاٹیاں اور کیسے کیسے دشوار گزار راستے طے کئے ہیں

Marfat.com

اس عاشق صادق کے لئے کیسے کیسے دار ورسن کے جھولے نصب کیے گئے ہیں' جن میں جھول جانے کے لئے ان کے قدموں میں کبھی ذرہ بھر بھی لغزش نہیں پائی گئی ہے' اس راہ عشق میں ان کا مقام کتنا بلند ہے ان کے اس عشق کے چرچے کہاں کہاں تک پہنچے ہیں' اپنے اس آرزوں کو لیئے لیئے کہاں کہاں سے وہ گزر رہے ہیں' اپنی نظر میں وہ کیا ہیں مگر پروفیسر' دانشور' علماء مشائخ اساتذہ گریجویٹ' اخبار نویس اور کالم نگاروں نے انہیں کیسا پایا ہے' جو لوگ انہیں خوردبین لگا لگا کر دیکھ رہے ہیں' ایک شاگرد' ایک مرید' ایک پارٹی ورکر اور عقید تمند کی حیثیت سے نہیں ایک غیر جانبدار بلکہ ایک ناقد و معترض کی حیثیت سے پرکھ رہے ہیں انہوں نے کیسے پایا' ان کے علم ان کی مساعی' ان کی نفاذ شریعت کی جدوجہد اور ان کی ایثار و قربانی کا چمن کتنا سرسبز ہے اور اس میں کیسے کیسے تر و تازہ اثمار ہیں' جو انسان کے قلب کو منور اور روح کو سرشار کرتے ہیں اس کتاب کا یہی موضوع ہے اور یہ وادی بھی مجھے ایسی دشوار گزار محسوس ہوئی ہے کہ بڑی مشکلوں سے قدم قدم چل کر اسے عبور کیا ہے' کسی کو کچھ ملے یا نہ ملے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قلمی اور ذہنی سفر میں میں نے بہت کچھ پایا ہے۔

احسان ناشناسی ہوگی کہ اس موقع پر اپنے عظیم محسن' درویش خدامست' مرد قلندر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی نائب امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کا شکریہ ادا نہ کروں' میں نے ارادہ ظاہر کیا میرے ارادے ہی کو انہوں نے تحریک بنا دیا' مسودات مہیا کیے مضامین عنایت فرمائے' مختلف اخباری کالموں کی نشاندہی کی' اکثر و بیشتر فون پر رابطے کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی' شیخ الہند لائبریری بنوں کے انچارج جناب جمشید خان کو اخبارات سے مضامین نکال نکال کر فوٹو کر کے مسلسل بھیجتے رہنے کی ذمہ داری سونپی جو انہوں نے احسن طریقے سے انجام دی جو کچھ بن پڑا وہی نذر قارئین ہے۔

**حافظ محمد قاسم**

خادم ادارۃ العلم والتحقیق جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد نوشہرہ سرحد

یکم رجب 1420ھ' 11 اکتوبر 1999ء

Marfat.com

مکتوب تبریک

شیخ الحدیث مولانا امان اللہ صاحب
امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد

# مولانا فضل الرحمان کا تاریخی کارنامہ

## سیاسی اور علمی لحاظ سے اپنے وقت کی ایک عبقری شخصیت

**میر کاروان** صحافتی عظمت کا ایک لازوال اعتراف ہے جو مختلف افکار رکھنے والے صحافی حضرات کی قلمی نگارشات پر مشتمل ہے، جس شخصیت کے بارے میں یہ مواد جمع کیا گیا ہے یہ انتہائی عجیب و غریب بات ہے کہ کسی شخصیت کی زندگی میں اتنا بڑا مواد کا آجانا ایک کرامت سے خالی نہیں، غالباً یہ پہلی دفعہ پاکستانی صحافیوں کی طرف سے ایک باکردار عالم شیخ الہند کے مشن کے علمبردار مولانا فضل الرحمان کی عظمت کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ مولانا فضل الرحمان حقیقت میں اپنے وقت کے سیاسی و علمی لحاظ سے عبقری شخصیت کے مالک ہیں، عزیمت واستقامت کے داعی ہمیشہ یوں ہی کیا کرتے ہیں، عظمت رفتہ کی پرانی کہانی برصغیر کی سیاست اور ہمارے اکابر کی جدوجہد کے باب میں علماء اسلام کی حریت پسندی مولانا فضل الرحمان کا تاریخی کارنامہ ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تلك الايام نداولها بين الناس، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی اور قائد ملت مولانا مفتی محمود کی مثال سامنے ہے، ظالم حکمرانوں اور مفاد پرست سیاستدانوں نے جادہ حریت کے ان بے نفس اور ایثار پیشہ راہ رووں کو اجیر غدار اور قوم فروش کہہ کر پکارا، ان سے سماجی مقاطعہ کیا ان پر جوتوں اور پتھروں کی بارش کی گئی اور ان کی مقدس داڑھیوں میں شراب کی بوتلیں انڈیلی گئیں یہ اور نہ معلوم اس قسم کی کتنی

Marfat.com

حرکتیں تھیں، جو ان کے ساتھ روا رکھی گئیں لیکن ان کی استقامت اور حریت پسندی کو شاباش ہے کہ ان کے قدم راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر نہایت مضبوطی سے قائم رہے اور اگر آج اس ملک میں ہم مسلمانوں کا کچھ بھرم دیکھ رہے ہیں تو یہ بڑی حد تک ان ہی کے دم قدم کی برکت ہے۔

مولانا فضل الرحمان صاحب بھی اپنے اکابر کی سنت زندہ کرتے ہوئے جب امریکیوں کے خلاف تقریر کرتے ہیں تو وہ وقت قابل دید ہوتا ہے الفاظ و معانی کا ایک دریا موجیں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے یونہی محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی شخص ایک مرصع نظم پڑھ کر اٹھ گیا لیکن ان کی مترنم بازگشت فضاؤں میں بسی ہوئی ہے خاص کر جزیرۃ العرب والی حدیث وہ اپنے مخصوص حجازی لہجہ میں پڑھتے ہیں تو گزرگاہ خیال پر ایک مغنی آتش نفسؒ کے مضطرب ساز کی آوازیں محسوس ہوئی ہیں اور اکثر یہ خیال گزرتا ہے کہ دور صحراؤں میں عرب شہسواروں کی چمکتی ہوئی تلواریں سرخ فضاؤں میں لہرا رہی ہیں یا قرن اول کے غزوات نے اپنے چہروں سے نقاب الٹ دی۔

عزیز القدر حافظ محمد قاسم نے اس سے قبل 6 مئی کو جناح پارک پشاور میں اکابر جمعیۃ کی عالمانہ فاضلانہ اور مجاہدانہ تقریریں مرتب کیں، محنت کی جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوئی اور اب انہیں "**میر کاروان**" کے مرتب کرنے کے انعام و اعزاز سے نوازا گیا، میری دلی دعا ہے کہ وہ علمی اور عملی تدریسی و تصنیفی اور خدمت اسلام کے ہمہ جہتی کاموں میں اپنے والد کے جانشین ثابت ہو، آمین ثم آمین۔

83973

Marfat.com

**تھجیع نامہ**

حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی
نائب امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد

# مکتوب مرغوب

.........

قائد محترم مولانا فضل الرحمان صاحب کے بارے میں آپ کے تاریخی و علمی ذوق نے بے حد متاثر کیا ہے' حقیقت میں 1920ء کے بعد یہ دوسرا موقع ہے کہ قافلہ حق و صداقت کی اکثریت نے مولانا فضل الرحمان کو شیخ الہند کے مشن کا علمبردار اور ان کا جانشین تسلیم کیا ہے 'یقیناً جب یہ اداراتی تحریریں اور مضامین کتابی شکل میں شائع ہوں گے تو یہ ایک تاریخی و علمی کارنامہ ہوگا' جماعت شیخ الہند کے تسلسل کے یہ تیسرے امیر ہیں جن کی وجہ سے شیخ الہند کے افکار کو عروج ملا ہے ۔

## اعتذار

پیش نظر مجموعہ مضامین' علماء' مشائخ' دانشوروں' ادیبوں' صحافیوں اور کالم نگاروں کی وقیع تحریروں کا حسین گلدستہ ہے' اس میں وہ مضامین شامل ہیں جو اب تک ہمیں میسر ہو سکے ہیں' اب چونکہ کتاب پریس میں جارہی تھی کہ بعض اہم اور وقیع تحریریں موصول ہوئیں بیرون ملک کے بعض انگریزی' عربی اخبارات اور مضامین بھی موصول ہوئے' جن پر مستقل کام کرنے' عربی اور انگریزی سے اردو میں ڈھالنے کی ضرورت ہے لھذا فیصلہ یہ کرلیا گیا کہ اگر قارئین نے دلچسپی لی اور " **میر کاروان** " کی اشاعت و تقسیم اور تعارف و ترسیل میں ادارہ کی سرپرستی کی تو اس کا نقش ثانی علیحدہ مستقل جلد میں ترتیب دے کر اپنے احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے گی ۔ ( محمد قاسم )

Marfat.com

# میر کاروان

..........

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر وموجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں دکھا کر رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کر احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

اقبالؒ

Marfat.com

عنوان کالم !ایک فکر انگیز مکتوب تحریر : مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مد ظلہ

# مولانا فضل الرحمان نے مرد مومن ہونے کا حق ادا کر دیا

حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کے بیان سے اور امریکن سفارتکار سے جو انہوں نے نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ گفتگو کی ہے ان دونوں باتوں سے بہت زیادہ دل خوش ہوا' مولانا نے مرد مومن ہونے کا حق ادا کر دیا' اللہ تعالیٰ شانہ دیگر علماء اور قائدین میں بھی ایسی ہی جرات اور ہمت پیدا فرمائے۔

بات یہ ہے کہ کئی سو سال سے جہاد کا سلسلہ منقطع تھا جو مسلمانوں کی بہت بڑی غفلت تھی فقہاء نے لکھا ہے (کہ عام حالات میں) جہاد فرض کفایہ ہے' ہمیشہ کہیں نہ کہیں ہوتا رہنا چاہئے' یہ اسلئے فرمایا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ "جہاد قیامت تک جاری رہے گا"

نصاریٰ نے اسلام اور ایمان کو ختم کرنے کے لئے بڑی بڑی جنگیں لڑیں جنہیں صلیبی جنگوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جنہوں نے نصاریٰ کے چھکے چھڑا دیئے' مجاہدین کے مقابلہ اور مقاتلہ سے عاجز آکر نصاریٰ نے یہ کیا کہ قتال تو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے ملکوں کے ذمہ داروں پر ہاتھ ڈالا یعنی انہیں اپنا بنایا اور ان سے ایسے ایسے کام لئے جو مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے' اس سلسلہ میں یہودیوں کی خفیہ تحریک "فری میسن" نے بھی بہت کام کیا جس کے نقصانات آج تک مسلمان بھگت رہے ہیں' اللہ کی مدد ایمان اور تقویٰ اور اعمال صالحہ سے ہوتی ہے' فسق فجور آجائے تو نصرت الٰہی اٹھ جاتی ہے' اسلئے یہودی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا رہیں' نفسانی جذبات میں بہتے چلے جائیں' اللہ کی مدد مخلصین اور صالحین کے ساتھ ہوتی ہے' فسق و فجور کے ساتھ

Marfat.com

نہیں ہوتی ۔ سورہ محمد میں فرمایا "اے ایمان والو ! اگر تم اللہ کی یعنی اس کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا"

جب سے مسلمانوں نے احکام الہیہ کو چھوڑ دیا ' عموماً نمازیں چھوڑنے لگے ' حرام و حلال کا خیال چھوڑ دیا ' سود اور رشوت لے لے کر تجوریاں بھرنے لگے ' نیچے سے اوپر تک نصرانی شکلیں اختیار کرلیں ' دشمنوں کو دوست بنالیا اس وقت سے ذلت بھگت رہے ہیں ' مسلمان ملکوں کے جو اصحاب اقتدار ہوتے ہیں ' دشمنان اسلام ان پر شفقت کا ہاتھ پھیرتے ہیں ' یہ لوگ اسی دست شفقت کے تحت اپنا اقتدار باقی رکھتے ہیں اور دشمنوں کو خوش کرنے کا اور ان کی فرمانبرداری کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ' پھر بھی مقتول یا معزول ہو جاتے ہیں ' یہ دنیا کسی کی نہیں ' سب کو داغ بھی دیتی ہے اور دغا بھی دیتی ہے ۔ ( ضرب مومن کراچی 8 تا 14 اکتوبر 1999ء )

Marfat.com

قاری محبوب الرحمٰن قریشی
سیکرٹری اطلاعات جے یو آئی صوبہ سرحد

# بے تاج بادشاہ

## مولانا فضل الرحمٰن کی للکار کی گونج سے دنیا کے ایوانہائے کفر لرزہ بر اندام ہیں

## میڈیا نے ان کی جہادی للکار کو پوری قوم کی ترجمانی قرار دیا ہے

## جماعتی کارکنوں کے لئے انمول تاریخی دستاویز کا تحفہ

جمعیت علماء اسلام کی رسمی ابتداء اگرچہ ۱۹۲۰ء میں ہوئی تاہم اس کا تاریخی اور واقعاتی تسلسل ۱۶۰۰ء سے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدھما سے ملتا ہے۔ یہ طویل سفر تقریباً چار صدیوں پر مشتمل ہے۔ ان چار سو سالوں میں انتہائی کٹھن اور دل و دماغ کو ماؤف کرنے والے کتنے ہی ماہ و سال آئے اور گزر گئے۔ دنیاء کفر نے اپنی انفرادی اور اجتماعی سازشوں سے ہزارہا بار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کو عملی جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کی تاکہ اسلام کی مکمل بیخ کنی کر کے مسلمانوں کو آغوش ارتداد میں دبوچ کر یہودی یا عیسائی بنایا جاسکے۔ اگرچہ یہ اولاد ابلیس آج تک اس میں ناکام و نامراد ہی رہی۔

تاریخ پر سطحی نظر رکھنے والا شخص بھی ببانگ دہل یہ اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ ان دشمنان اسلام کی منظم و مربوط سازشیں جو تار عنکبوت کی مانند چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں کہ ۱۵۷۶ء سے حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت قاسم نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سید احمد بریلویؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، مولانا حامد میاںؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمودؒ نے جہاد بالسیف و جہاد بالقلم کے علاوہ مناظرے و مجادلے اور خداداد بصیرت سے نہ صرف ناکام بنایا بلکہ انہیں خاک میں ملا کر دم لیا۔ آج بھی ان کے روحانی بیٹے اور

Marfat.com

موجودہ کاروان حق کے سرخیل مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت وسیادت میں ان اسلاف کی روحانی اولاد جمعیت کے پلیٹ فارم سے دنیاء کفر کے ناخداؤں اور ان کے پروردہ پٹھوؤں کے سامنے سینہ تانے کھڑی ہے۔

چونکہ اس دور میں پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک دونوں دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ جدید دنیا کے تیز ترین ذرائع مواصلات نے دنیا کو ایک پیالے کی مانند بنادیا ہے۔ آج کی دنیا کا مؤثر و مہلک ترین ہتھیار پروپیگنڈہ ہے جس نے اس حد تک رسائی حاصل کی وہ کامیاب رہا۔ آج کے دور میں جس نے بھی اپنا برحق موقف پوری شدومد سے بروقت پیش کر کے ذرائع ابلاغ کو اپنی طرف متوجہ کرالیا وہی حقیقتاً بے تاج بادشاہ اور عام آدمی کے دلوں کا حقیقی حکمران ہے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کی اسلامی نظام کے عملی نفاذ سے دیدہ دانستہ غداری اور پاکستان کے مفادات کے برعکس فیصلوں اور بزدلانہ طرز عمل پر امریکہ اور ان کے گماشتوں کو برسرعام للکارا ہے۔ آج اس سچی للکار کی گونج و گرج سے دنیا کے ایوانہائے کفر لرزہ براندام ہیں۔ اسی وجہ سے قائد جمعیت کی جرأت مندانہ للکار کو دنیا بھر کے نشریاتی اداروں نے بھرپور کوریج دی۔ پاکستان کے نامی گرامی روزناموں، ہفت روزوں، رسائل و جرائد اور ماہناموں نے نہ صرف قائد جمعیت کے موقف کو کماحقہ سراہا ہے بلکہ ان کی اس جہادی للکار کو پوری قوم کی ترجمانی قرار دیا ہے۔

ان تحریرات اور تاثرات جن میں معروف رسائل و جرائد کے اداریے، آرٹیکل اور مراسلے شامل ہیں۔ جن کو خطیب وقت علامہ عبدالقیوم حقانی کے برخوردار حافظ محمد قاسم نے عاشق علمائے دیوبند مولانا قاری محمد عبداللہ آف بنوں صوبائی نائب امیر کی دلی خواہش اور استدعا پر انتہائی کم وقت میں مثالی جان فشانی اور لیل و نہار کی جہد مسلسل سے ان تحریرات کو کتابی شکل میں بند کیا ہے جو جماعت کے لئے ایک انمول تاریخی دستاویز سے کسی طرح کم نہیں۔ موصوف کی ان قلمی کاوشوں سے جہاں صحافت کے قرطاس ابیض پر لکھنے والوں کی دلربا و دل بہار تحریروں اور تجزیوں سے قائد جمعیت کے اصولی موقف اور جرأت مندانہ للکار کی سچائی واضح ہو گی وہاں جماعتی احباب کے سرفخر سے بلند ہونے کے ساتھ ان کی سیاسی پختگی میں بھی مزید اضافہ ہو گا۔

Marfat.com

مولانا گل نصیب جان
جنرل سیکرٹری جے یو آئی سرحد

# انقلابی ' جاندار اور ایماندار قیادت

## مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے اسلاف کے مشن کو زندہ اور ان کے نام کو روشن کیا ان کا مجاہدانہ کردار تاریخ کا روشن باب ہے

کسی قوم کے عروج وزوال' ترقی و کمال اور انحطاط و ادبار کے اسباب میں سب سے بڑا عنصر قیادت ہے۔ قیادت ایماندار ہو' جاندار ہو' انقلابی ہو اور علمی اور دیندار ہو تو کارکن اس پر اعتماد کرتے ہیں اور جان دیتے ہیں۔ ہر نبی اپنے امت کا قائد ہوتا ہے۔ علماء نبی کے ورثاء ہیں۔ انسانیت کی قیادت ان کا فریضہ ہے۔بر صغیر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ ' شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ تک اس فریضہ ہدایت و قیادت کو بہ احسن وجوہ نبھاتے رہے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی اسی قافلہ حق کے مشن کے علمبردار ہیں جن کا ماضی روشن' حال بے غبار اور مستقبل تابناک ہے۔ گذشتہ دو تین ماہ سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جرأت 'بہادری اور جذبہ جہاد نے انہیں وہ عظمتیں دیں جو ان کے روحانی آباء واجداد کا طرہ امتیاز تھا۔

قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد مولانا فضل الرحمٰن مسائل میں گھر گئے۔ گھریلو مسائل، علمی اور تدریسی مسائل' جماعتی مسائل 'سیاسی مسائل۔ الغرض مشکلات اور مسائل کا ایک طوفان تھا مگر مولانا فضل الرحمٰن نے بڑی پامردی' اخلاص' استقامت اور استقلال سے حالات کا مقابلہ کیا اور اپنے کام میں لگے رہے۔

۱۔ حضرت مفتی صاحب کی رحلت کے بعد جمعیت علماء اسلام کی مرکزی قیادت' مولانا مفتی محمود کے مشن اور وراثت اور طریقہ سیاست کی حفاظت اور پیش رفت کے لئے بھی اللہ پاک نے مولانا

Marfat.com

فضل الرحمٰن کو چن لیا جس میں آپ کامیاب رہے اور آج دنیا نے دیکھ لیا کہ اپنے پرائے سب قائل ہو گئے۔

۲۔ مولانا فضل الرحمٰن نے عنفوان شباب ہی سے اپنے وقت کے عظیم حکمران جنرل ضیاء الحق اور ان کی فوجی مارشل لاء کا بھرپور مقابلہ کیا۔ کوئی لالچ، کوئی جبر و استبداد، کوئی قید و بند اور آمرانہ ہتھکنڈا انہیں اپنے موقف سے نہ ہٹا سکا۔

۳۔ پارلیمانی سیاست میں مولانا فضل الرحمٰن ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین اور عظیم سیاستدان کے طور پر ابھرے۔ ایوان حکومت میں حق کی ترجمانی کی اور اپنے اسلاف کے نام کو زندہ اور روشن کیا۔

۴۔ پی پی پی کے دور حکومت میں تہمت، اتہام اور پراپیگنڈوں کی بھرمار کے باوصف جو موقف حق سمجھا اس پر ڈٹ گئے۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے پاکستان کی سالمیت، تحفظ، بقاء اور عظمت کی جو جنگ لڑی، تمام اہل بصیرت اور ارباب سیاست اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

۵۔ تحریک طالبان افغانستان کی حمایت، اسامہ بن لادن کی حفاظت، امارت اسلامی کا قیام اور عالمی سطح پر طالبان کے موقف کو اجاگر کرنے میں آپ نے جو نمایاں کردار ادا کیا وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔

۶۔ دنیائے انسانیت کا معبود خود ساختہ اور الٰہ باطل کلنٹن کے مقابلہ میں آپ نے جو بہادرانہ کردار ادا کیا اس سے پوری دنیائے انسانیت ورطہ حیرت میں ڈوب گئی۔ امریکہ افغانستان پر حملے کے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ امریکی یلغار کے مقابلہ میں مولانا فضل الرحمٰن کی للکار پر قومی اور بین الاقوامی اخبارات نے جو کچھ لکھا، استاذ محترم مولانا عبدالقیوم حقانی کے برخوردار مخدوم زادہ ذی قدر حافظ محمد قاسم نے اسے مرتب کر کے ایک تاریخی دستاویز بنا دیا۔ جمعیت علماء اسلام سرحد کے صوبائی نائب امیر مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب محرک بنے۔ اس طرح جمعیت کے کارکنوں اور اسلامی انقلاب کے سپاہیوں کے ہاتھوں میں ایک گائیڈ بک آگئی۔ یقیناً جماعتی احباب اس کتاب کو حرز جان بنائیں گے۔

Marfat.com

# امریکی قونصلر، مولانا فضل الرحمان کی در دولت پر
## دونوں میں ہونے والے مکالمہ کی مختصر اخباری رپورٹ

••••••••

اسلام آباد (اوصاف رپورٹ) امریکن سفارتخانے کی ایک اہم خاتون سفارتکار اپنے دفتر خارجہ کا خصوصی پیغام لے کر جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی رہائش گاہ پر پہنچ گئیں، خاتون سفارتکار کی طرف سے پاکستان میں موجود امریکی باشندوں کی جان کی امان کے مطالبہ پر جمعیت کے قائد نے دوٹوک انداز میں آگاہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک امریکہ افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد ان کے ملک پر حملہ نہ کرنے کی یقین دہانی نہیں کرائے گا، پاکستان میں موجود کسی امریکی کی جان کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، منگل کی دوپہر مولانا فضل الرحمان کی رہائش گاہ پر ہونے والے ایک گھنٹہ سے زائد وقت کی اس ملاقات میں افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے گوادر کے مقام پر امریکی بحری بیڑے کی موجودگی اسامہ بن لادن کے موضوع زیر بحث رہے، امریکی سفارتکار نے ملاقات کے ابتدائی کلمات میں اپنی حکومت کی طرف سے احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ جمعیت علماء اسلام کی قیادت کی طرف سے امریکی باشندوں کے بارے میں اختیار کی جانے والی حالیہ پالیسی پر ہماری حکومت کو سخت تشویش ہے، ہمارا مطالبہ ہے کہ ہمارے باشندوں کی تشویش کو دور کر کے ان کی جانوں کو محفوظ بنایا جائے انہوں نے کہا کہ افغانستان دہشت گردوں کی سرزمین ہے اور اسامہ بن لادن کی وہاں موجودگی ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے، مولانا فضل الرحمان نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ جب ملکوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں تو کشیدہ تعلقات کو مل بیٹھ کر حل کیا جاتا ہے لیکن آپ طاقت کے ذریعے افغانستان فتح کرنے کی خواب دیکھ رہے ہیں، آپ نے

Marfat.com

کروز میزائیلوں سے حملہ کر کے ہماری اور افغان سرزمین کے تقدس کو پامال کیا ' لوگ خاموش رہے ' آپ نے عراق کو سامنے رکھ کر سارے مشرق وسطیٰ اور سعودی عرب میں اڈے قائم کیے ' پھر بھی لوگ خاموش رہے لیکن اب ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ خاموش نہیں رہیں گے ۔

مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ زندگی میں بعض مواقع ایسے آتے ہیں جب انسان سب کچھ کر گزرنے سے نہیں رکھتا' ہمارا ابھی وہ سٹیج آپہنچا ہے اس موقع پر امریکی سفار تکار نے استفسار کیا کہ ایسی صورتحال میں کیا ہم سفار تکار بھی محفوظ نہیں رہیں گے ' مولانا فضل الرحمان نے دوٹوک انداز میں واضح کیا کہ اگر ہم اپنی سرزمین پر آپ کے ہاتھوں محفوظ نہیں تو پھر آپ کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ اسامہ افغانوں کا مہمان ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہماری روایات کا حصہ ہے انہوں نے کہا کہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان مجرموں کے تبادلے کا کوئی معاہدہ نہیں ہے لیکن اس کے باجود افغان حکومت نے آپ کے مطالبہ پر اسامہ بن لادن پر مقدمہ چلایا اس موقع پر مولانا فضل الرحمان نے امریکی سفار تکار سے استفسار کیا کہ کیا آپ نے اسامہ کی دہشت گردی کے بارے میں افغان حکومت کو ثبوت دیا ' امریکی سفار تکار نے خاموشی اختیار کرلی ' مولانا فضل الرحمان نے امریکی سفار تکار سے سوال کیا کہ ایک طرف ہم پر مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے بھارت کے ساتھ مذاکرات پر دباؤ ڈالتے ہیں بلکہ دوسری طرف آپ صرف ایک شخص کو گرفتار کرنے کے لئے کروڑوں افراد کی قوم پر حملہ آور ہورہے ہیں اس پر امریکی سفار تکار نے کہا کہ ہم تو مذاکرات کررہے ہیں مولانا فضل الرحمان نے برجستہ کہا کہ کروز میزائلوں کے سائے تلے بھی مذاکرات ہو سکتے ہیں امریکی سفار تکار نے افغانستان پر امریکی حملوں کی خبروں کو بے بنیاد قرار دیا تو جمعیت کے سربراہ نے کہا کہ آپ تردید کریں جس پر خاتون سفار تکار نے خاموشی اختیار کرلی ' مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ جب ہم روس کو پے درپے شکستیں دے رہے تھے تو اس وقت افغانستان میں جہاد ہورہا تھا اور آج آپ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ جہاد نہیں دہشت گردی ہورہی ہے ۔

امریکی سفار تکار نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ آج جہاد نہیں ہورہا مولانا فضل الرحمان نے جواب

Marfat.com

میں کہا کہ امریکہ ہمارا مفتی نہیں ' فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ جہاد ہو رہا ہے کہ نہیں ' مولانا فضل الرحمان نے زور دیا کہ امریکہ طالبان حکومت کو افغان عوام کی نمائندہ حکومت تسلیم کرے اس موقع پر خاتون سفار تکار نے کہا کہ میں آپ کے موقف پر احتجاج کرنے آئی ہوں جس پر مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ میں آپ کا احتجاج مسترد کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ گوادر سے بحری بیڑے واپس بلائیں اور افغان عوام کے حال پر رحم کریں ' وگرنہ آپ کے حال پر ہم بھی رحم نہیں کریں گے انہوں نے کہا کہ اگر آپ مذاکرات کی بات کریں گے تو ہم مذکرات کے لئے تیار ہیں اگر آپ سفار تکار کی بات کریں گے تو ہم سفار تکاروں کے لئے تیار ہیں ' اگر آپ گولی کی بات کریں گے تو جواب گولی سے دیا جائے گا معلوم ہوا ہے کہ خاتون امریکی سفار تکار ایلس یہاں امریکی سفار تخانے میں پولیٹیکل قونصلر کے فرائض انجام دے رہی ہیں ۔ (روزنامہ اوصاف 4 اگست 1999ء)

ہم نے افواج فرنگی سے بغاوت کی ہے
ہم نے تو باغی ہیں فرنگی کے رضاکار نہیں

تو نے آباد کیے سینکڑوں ایمان کے دیار
تیرے قدموں میں رہا تاج فرنگی کا وقار

Marfat.com

# افغانستان پر حملے کی خبروں کی تردید کرنے کے مطالبے پر امریکی سفارتکار نے خاموشی اختیار کر لی

## مولانا فضل الرحمن اور امریکی حکومت میں مذاکرات ناکام ہو گئے

مجھے نہیں ملا عمر کو مطمئن کرو

### امریکی سفارتخانے کی خاتون سفارتکار اپنے دفتر خارجہ کا خصوصی پیغام لیکر مولانا فضل الرحمن کے گھر پہنچ گئی' امریکی شہریوں کی جان کی امان دینے کا مطالبہ

### افغانستان میں اسامہ کی موجودگی قابل قبول نہیں' امریکی سفارتکار' امریکہ نے افغانستان اور پاکستان کی حدود کی خلاف ورزی کی تو ہم خاموش نہیں رہیں گے' مولانا فضل الرحمن

### [illegible] بحری بیڑا واپس بلائیں اور افغان عوام پر رحم کریں ورنہ ہم بھی رحم نہیں کریں گے' مولانا فضل الرحمن نے امریکی سفارتکار کا احتجاج مسترد کر دیا

اسلام آباد (وصال رپورٹ) امریکن سفارتخانے کی ایک اہم خاتون سفارتکار اپنے دفتر خارجہ کا خصوصی پیغام لے کر جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی رہائش گاہ پر پہنچ گئیں خاتون سفارتکار کی طرف سے پاکستان میں موجود امریکی باشندوں کی جان کی امان کے مطالبہ پر جمعیت کے قائد نے دو ٹوک انداز میں آگاہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک امریکہ افغانستان کے امیر المومنین ملا محمد عمر کو ان کے ملک پر حملہ نہ کرنے کی یقین دہانی نہیں کرائے گا پاکستان میں موجود کسی امریکی کی جان کی ضمانت نہیں دی جا سکتی منگل کی دوپہر مولانا فضل الرحمان کی رہائش گاہ پر ہونے والی ایک گھنٹہ سے زائد وقت کی اس ملاقات میں افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے گوادر کے مقام پر امریکی بحری بیڑے کی موجودگی اسامہ بن لادن کے موضوع زیر بحث رہے امریکی سفارتکار نے ملاقات کے ابتدائی کلمات میں اپنی حکومت کی طرف سے احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ جمعیت علمائے اسلام کی قیادت کی طرف سے امریکی باشندوں کے بارے میں اختیار کی جانے والی

صفحہ 7 نمبر 19

Marfat.com

عنوان کالم! کردار کی زبان مولانا عبدالقیوم حقانی

# کردار کی زبان

سفر کب ٹہلتے ہوئے طے ہوتے ہیں ' منزل کب خوابوں میں ملتی ہے ' اور منزل کیوں خوابوں میں ملے ------ تحریک اپنے کچھ تقاضے رکھتی ہے تو اسلئے کہ وہ تحریک ہے جمود نہیں ہے ایسا ہونا ہی چاہیئے کہ تحریک الگ دکھائی دے اور جمود الگ تھلگ ' یہ بر سر عمل ہونے کا اظہار ' وہ حرکت کی نفی ' مایوسی کا اشتہار ------ مقاصد ارفع و اعلیٰ ہوں تو راہیں کبھی تاریک نہیں ہوتیں قافلے نہیں بھٹکتے ' اگر منزل نگاہ میں ہو ' کوئی احتیاج نہیں رہتی اگر کردار اخلاص سے مالامال ہوں ------ سب سے اچھی زبان کردار کی زبان ہوتی ہے ' یہ سب کی سمجھ میں آتی ہے ' اسے نہ دیکھنے والے بھی دیکھ لیتے ہیں ' پس اپنی بات کردار کی زبان میں کہو ' یہی نصب العین کی سب سے بڑی رہنمائی ہے ------ باطل کو ہمیشہ اس فضا کی ضرورت رہتی ہے جس میں کان پڑی آواز سنائی نہ دے شور و غل کا ایک طوفان بپا ہے ' تاکہ ہر آواز اس میں دب جائے ' ہر صدا ابھر جائے ' ہر دعوت کا راستہ رک جائے ' ایسے میں ایک پکار ہوتی ہے جس کی راہ کوئی چال نہیں روک سکتی ' یہ کردار کی پکار ہوتی ہے تاریخ اسے کردار کی زبان کے نام سے جانتی ہے ' خیر و شر کی ہر آویزش میں اس کی روداد موجود ہے اور جگمگا رہی ہے ' اس زبان کے بولنے والے ہمیشہ سرخرو ہو رہے ہیں ' کردار کی زبان نے کبھی ناکامی نہیں دیکھی ' جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمان آج کردار کی زبان اور یہی ان کی پہچان ہے اس زبان کو اپناؤ ' اپنی بات اس زبان میں کہو جو سنائی دے یا نہ دے ' دکھائی ضرور دیتی ہے اور زندگی بامراد ہو جاتی ہے اگر زندگی اس کی شہادت دے رہی ہو ' جس سچائی کا نام لیتے ہو اس سچائی کی تفسیر بن جاؤ جس بھلائی کے لئے اٹھے ہو ' ہر قدم اس کا گواہ بنے ' جس دستک نے جگایا ہے ہر ضمیر پر وہ دستک دو مسخر ہوئے تو تسخیر بھی کر سکتے ہو ' جس حق تک پہنچے ہو ' اس حق کو پہنچاؤ ' جس بات کو سمجھا ہے اس بات کو سمجھاؤ ' اور دنیا کی سب سے اچھی زبان میں سمجھاؤ ' جو کچھ پایا ہے ' اسے بانٹو ' تقسیم کرو ' پھیلاؤ یوں اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو ' جو اپنے لئے پسند کیا ہے ۔ (ماہنامہ القاسم ستمبر 1999ء)

Marfat.com

عنوان عالم : جمعیت علماء اسلام کی امریکیوں کو وارننگ

روزنامہ اوصاف کی اداریتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کا امریکیوں کو الٹی میٹم

## طالبان یا اسامہ بن لادن پر حملہ کا بدلہ پاکستان میں مقیم امریکیوں سے لیا جائے گا

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے افغانستان پر حملہ کیا یا شیخ اسامہ بن لادن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پاکستان میں کسی امریکی کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے گی۔ پشاور، مانسہرہ، نوشہرہ اور ایبٹ آباد میں احتجاجی ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن نے امریکیوں کو الٹی میٹم دیا کہ وہ پاکستان چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی صورت امریکی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دی جائے گی۔

وطن عزیز میں امریکی پالیسیوں کو سخت نفرت سے دیکھا جاتا ہے جس کی متعدد وجوہات ہیں۔ اس نفرت کی بنیادیں بہت گہری ہیں اور اس کے اسباب خود امریکہ نے فراہم کیے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کبھی امریکیوں کو اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی توفیق ہو تو انہیں اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ انہوں نے پاکستان کے ساتھ اتنی بڑی بڑی زیادتیاں روا رکھی ہیں کہ اب اگر پاکستان کے عوام چاہیں تو امریکیوں کے لئے اپنے دل صاف نہیں کر سکتے۔ شیخ اسامہ بن لادن کو پاکستان کے عوام محض عرب مجاہد ہی نہیں عالم اسلام کا ایسا ہیرو بھی سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا بھر مین جہاد کے ثمرات پھیلے اور مسلمانان عالم میں اپنے حقوق کے حصول کا شعور بیدار ہوا۔ ان دنوں جبکہ افغانستان پر امریکہ کے حملوں کی بازگشت سنائی دے رہی ہے تو پاکستان کے عوام میں امریکہ کے خلاف شدید اشتعال پایا جارہا ہے اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے صوبہ سرحد کے مختلف شہروں میں جو احتجاجی ریلیاں منعقد کی گئیں ان کا مقصد بھی امریکہ کو یہ باور کرانا تھا کہ اگر وہ افغانوں کی زندگیوں کا دشمن ہے تو پاکستانیوں کو بھی امریکیوں کی زندگیوں سے کوئی پیار نہیں اور اگر اس نے اسامہ بن لادن کے خلاف کوئی سازش کی یا افغانستان میں اس کے ٹھکانوں پر حملے کرنے کی غلطی کی تو اس کا بدلہ پاکستان میں مقیم امریکیوں سے لیا

Marfat.com

جائے گا۔

ہم ان سطور کے ذریعے امریکی حکومت کو یہ مشورہ دینا چاہیں گے کہ وہ افغانستان اور اسامہ بن لادن کے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جس سے پاکستانیوں میں پہلے سے موجود اشتعال کو دوچند ہونے کا موقع ملے۔ پاکستانی رائے عامہ پہلے ہی کارگل کے مسئلے پر امریکی کردار سے ناخوش ہے اس لئے اگر امریکہ نے افغانستان پر حملے کی حماقت کی تو پاکستان میں مقیم امریکیوں کا تحفظ حکومت پاکستان کے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ اس لئے امریکہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے مسئلے پیدا کرے اور نہ حکومت پاکستان کے لئے۔ (روزنامہ اوصاف ۲۶جولائی ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم! مولانا فضل الرحمان اور تریا چرتر

تحریر: سرفراز اقبال

# امریکی سفارتکار' بڑی ہوشیار

## افغانستان میں طالبان کی فتح کو شکست سے کیسے بدلا جائے

مضمون نگار خاتون ہیں ان کا کالم قائد محترم مولانا فضل الرحمان کی حمایت میں ہے یا مخالفت میں' قارئین خود پڑھ کر جو تاثر لیں گے' فیصلہ بھی وہی کریں گے' مگر اس سے یہ تاثر ضرور ملتا ہے کہ مولانا پوری دنیائے کفر اور دنیائے منافقت کی آنکھوں کا کانٹا بن چکے ہیں' حامی اور مخالف' حق کے علمبردار اور امریکہ کے نمک خوار' سب اپنا اپنا فرض ادا کررہے ہیں' اس سے مولانا کی عظمت کو رفعتیں مل رہی ہیں ---

.........................

جولائی سارا مصروفیت میں گزرا' پچھلے دو تین دنوں کی فراغت کے بعد جو اخبارات اٹھائے تو ہر جگہ مولانا فضل الرحمان اور امریکی سفارتکار ایلسن کی ملاقات کی روئیداد پڑھی' پڑھتے ہی ماتھے ٹھنکا بھگت کبیر نے واج ہٹ' بال ہٹ' تریاہٹ کے ساتھ ساتھ تریاچرتر کا بھی ذکر کیا ہوا ہے تریاچرتر عورت کے مکروفریب سے آگاہ کرتا ہے کہ عورت کے مختلف روپ ہوتے ہیں عورت اگر معصوم ہو تو فرشتے وضو کریں۔ لیکن اس کے اتنے روپ ہیں کہ اس نے ہی صدام حسین والی عراق کو اپنے دام میں پھنسا کر جنگ کی ہولناکیوں میں جھونک دیا اور امریکہ کو خلیج میں اڈے قائم کرنے کا بہانہ مل گیا صدام جو آٹھ سال تک ایران کی لڑائی میں اپنا نقصان پورا کرنے کی غرض سے کویت ہڑپ کرنا چاہتا تھا یا نہیں ۔ لیکن ایک خاتون سفارتکار نے ایک ڈکٹیٹر کی مت ہی ماردی اور صدام حسین کی نادانی نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا وہ اظہر من الشمس ہے' میں صدام حسین کی بہت مداح تھی اور سمجھ رہی

Marfat.com

تھی کہ شاید ہمارے عہد کا صلاح الدین ایوبی ہیں 'لیکن کھلتے کھلتے بات کھلی اور پھر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا صدام حسین ایک عورت کی باتوں میں آ گیا اور تباہ ہو گیا ۔

عورت ہی بہت طاقت ہے وہ جس طرح جس روپ میں چاہے اپنی طاقت کا استعمال کر سکتی ہے یہ اس کی نیچر ہے کہ وہ شیطان کا روپ دھارے ' عورت نے برطانیہ کے سلطنت کے مینارے سز یمن کے روپ میں ہلا دیئے اور پرنس ڈیانا تو ابھی کی بات ہے کہ اس نے زندگی کے بعد بھی شاہی خاندان سے سلامی لے لی ' کرسٹین کیلر نے برطانیہ اور روس کے بڑوں کو ہلا کر رکھ دیا ' برطانیہ کے وزیر تو وزارت سے گئے ہمارے خوبصورت صدر پر بھی اس سے چھیڑ خانی کا الزام لگ گیا تھا ' امریکی محکمہ خارجہ نے امریکی سفارتخانے کی پولیٹیکل قونسلر ایلش کو کو نوٹس جاری کر دیا ہے کیا واقعی امریکہ سفارتخانے کے ملازمین اتنے خودسر ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ایک جماعت کے دینی رہنما مولانا فضل الرحمان سے ملاقات کرتے ہیں اور وہ بھی ایک خاتون جاتی ہے ' تصویر میں سکارف اسکے گلے میں ہے یعنی مولانا کے روبرو سکارف باندھا ہوگا ' کیونکہ مولانا نے ایک دفعہ میری بیٹی ڈاکٹر ثمینہ یاسمین کو انٹرویو دیا تھا تو اسے خاص تاکید سے کہا تھا کہ اسٹریلیا میں آپ دوپٹہ لیا کریں اس نے فوراً سر ڈھانپ لیا تھا " مولانا یہ کوئی issue نہیں ' میں سر کو ڈھانپ لیتی ہوں " اور مولانا خوش ہو گئے اس وقت مولانا میرے ہمسائے تھے ' اب آپ لوگ خود سوچیے ایک خاتون مولانا کے پاس کیوں گئی شاید ہمارے بنیاد پرستی کو آزمائش میں ڈالنے کے لئے یا افغانستان کی پالیسی کو سمجھنے کے لئے یعنی ان امریکیوں نے سوچا کہ کشمیر کے بعد افغانستان میں طالبان کی فتح کو شکست میں کس طرح بدلا جائے ' حالانکہ کارگل کی ناکامی یا کامرانی دونوں ہی دکھی کرنے والی حالتیں ہیں ' چر تر ہم لوگ کامیابیوں کے قریب پہنچ کر اپنی فتح کی خوشی سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں " اکھنور چوبیس گھنٹے کے بعد ہمارے قبضے میں ہوگا " اور پھر " چراغوں کی روشنی گل جاتی ہے " میں حیران ہوں میرے جیسی عام سی عورت جو دیکھ لیتی ہے کیا ہمارے حکمران آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہتے ہیں ' یا عوام کو بے وقوف سمجھتے ہیں مولانا فضل الرحمان سے ملاقات صرف ملاقات نہیں امریکی اور وہ بھی عورت ' سفارت کار عورت ' ایک سفارت کار کو تو ویسے ہی سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے کیوں کہ وہ

Marfat.com

Diplomat ہوتا ہے اور استاد جیسے مزاج کا بن جاتا ہے کہ آپ کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہوتا ہے کہ اس ملک کی پالیسی کیا ہے' وہ اپنی پالیسی پر عمل پیرا رہتا ہے اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ خاتون خوفزدہ ہوگئی اور پندرہ امریکی سفارتخانے بند ہوگئے' مولانا کی دھمکی کارگر ہوگئی کہ ہم امریکہ کا حشر روس جیسا کریں گے 'اب میں کیا لکھوں' افغانستان کی لڑائی نے تو میرے ملک کا سکون تباہ کر دیا' جہاں چھرا گھونپنے پر باکس میں خبر لگا کرتی تھی اب کلاشنکوف چلانا چھرا گھونپنے سے آسان ہے ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ افغانستان کی جنگ یا روس کی تباہی نے چند پاکستانی گھرانوں کی چاندی کر دی اور میرے ملک میں سطحی لوگ ہر طرف چھا گئے' دولت کا لالچ اس قدر بڑھا کہ زندگی کا حاصل دولت اور صرف دولت ہو گیا' اب ہم اس سفارتکار کو کیا دھمکا رہے ہیں۔ نہ' نہ وہ ہوشیار خاتون ہے۔

اس خاتون سفارت کار کی مولانا یاترا کو عام نظر سے بالکل نہیں دیکھا جائے گا' کھیل کچھ اور ہی ہے مجھے مولانا پر ترس آتا ہے کہ مولانا کا ہمیشہ کسی نہ کسی تریا چرتر سے ہی واسطہ پڑا' حالانکہ وہ ایک دینی جماعت کے رہنما ہونے کے ناطے یقیناً عورتوں سے گریزاں ہوں گے' اللہ میاںؑ مولانا اور میرے پاکستان کو اس قسم کے ہتھکنڈوں سے بچائے اور میرے سب حکمرانوں کو دیدہ بینا عطا کرے۔

(روزنامہ اوصاف یکم اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم: لاہور میں جمعیت علماء اسلام کی امریکہ مخالف ریلی روزنامہ اوصاف کی ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کا حقیقت پسندانہ موقف

## امریکہ کو گولی کا جواب گولی سے دیں گے' امریکہ کو عالمی دہشت گردی کے فطری رد عمل کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہوگا

جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے لاہور میں امریکہ کے خلاف عظیم الشان ریلی سے خطاب کرتے ہوئے ایک بار پھر اعلان کیا ہے کہ ہم اپنی سرزمین پر امن' عزت اور سکون کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں لیکن اگر امریکہ نے ہمارا امن وسکون غارت کرنے کی کوشش کی تو ہم پوری دنیا میں اس کی زندگی اجیرن کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ سیاست اور ڈپلومیسی کی بات کرے گا ہم بھی اسی طرح جواب دیں گے لیکن اگر گولی کی زبان استعمال کرے گا تو ہم بھی گولی سے جواب دیں گے۔

اسامہ بن لادن کو نشانہ بنانے کی آڑ میں افغانستان پر ممکنہ حملوں کے خلاف جمعیت علماء اسلام کی لاہور میں منعقدہ عظیم الشان ریلی میں شدید گرمی کے باوجود عوام کی بڑی تعداد میں پرجوش شرکت سے ثابت ہو گیا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کی عالمی دہشت گردی کے جواب میں جو جرات مندانہ موقف اور لب ولہجہ اختیار کیا ہے اس کے باعث ملک بھر کے عوام کے دلوں میں ان کے لئے عقیدت واحترام کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ہم مولانا فضل الرحمٰن کو ان کے حقیقت پسندانہ اور دلیرانہ موقف پر خراج تحسین کرتے ہوئے اس حوالے سے ان کے خیالات کی بھرپور حمایت کرتے ہیں کہ دشمن سے صرف اور صرف اس زبان میں بات کرنی چاہیئے جس کا انتخاب وہ خود کرے۔ نیز آزاد' باوقار اور خوددار قومیں دنیا کی کسی بھی قوم کو اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتیں کہ وہ ان کی آزادی' وقار اور خودداری کو پامال کرنے کی جرات کرے۔ اب جبکہ امریکہ نے عالم

Marfat.com

اسلام سمیت دنیا بھر کی کمزور اقوام کے خلاف جارحانہ پہل کاریوں کا انتخاب کیا ہے تو اسے اپنی عالمی دہشت گردی کے ممکنہ اور فطری رد عمل کے لئے بھی ہر وقت تیار رہنا ہو گا اور اگر امریکہ کو دنیا بھر میں اپنے شہریوں کی زندگیاں عزیز ہیں تو پھر اسے دوسری قوموں کے معاملات میں دخل در معقولات کرنے اور ان کے شہریوں کی زندگیوں سے کھیلنے سے باز رہنا ہو گا' بصورت دیگر امریکہ کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ وہ جیسا کرے ویسا بھرے گا۔

مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کو شدت پسندی اور انتہا پسندی قرار دینے والوں کی خدمت میں ہم یہی عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اس حقیقت کا ادراک کرنے کی کوشش کریں کہ اگر امریکہ نے اپنی طاقت کے بل پر عالمی دہشت گردی کا بازار گرم نہ کیا ہوتا اور " جیو اور جینے دو " کی پالیسی اختیار کی ہوتی تو مولانا فضل الرحمٰن کو بھی امریکہ کے خلاف" اعلان جہاد " کی ضرورت پیش نہ آتی۔ مولانا فضل الرحمٰن کے ناقدین کو اپنے نکتہ نظر پر نظر ثانی کرنی چاہیئے اور اپنی توپوں کا رخ مولانا کی بجائے امریکہ بہادر کی جانب موڑ لینا چاہیئے ورنہ عوام میں ان کے غیر حقیقت پسندانہ موقف کی قطعی طور پر کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہو گی۔

ہم حکومت اور حزب اختلاف کی دیگر جماعتوں سے بھی اپیل کریں گے کہ وہ افغانستان پر ممکنہ امریکی دہشت گردی کے خلاف قوم کے جذبات کی ترجمانی کرنے کے لئے میدان عمل میں آئیں۔

( روزنامہ اوصاف ۲ اگست ۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم : مولانا فضل الرحمٰن کا اصل کھیل تحریر : جناب حامد میر صاحب

# مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کا کھیل خراب کر دیا
# امریکہ کو حاکمانہ لہجہ تبدیل کرنا پڑا
## پاکستان امریکیوں کے خلاف نفرت کا مرکز بن چکا ہے

امریکہ کی طرف سے گزشتہ دنوں افغانستان پر حملے کی دھمکی سامنے آئی تو طالبان وادی پنج شیر پر فیصلہ کن حملے کی تیاریوں میں تھے۔ اس دھمکی کا مقصد صرف یہ نظر آتا تھا کہ طالبان گھبرا کر اسامہ بن لادن کو افغانستان چھوڑنے پر مجبور کر دیں اور یوں افغانستان میں پھیلنے والے انتشار کا فائدہ احمد شاہ مسعود کو مل جائے۔ امریکہ نے دھمکیوں کے علاوہ حکومت پاکستان کے ذریعہ بھی طالبان پر دباؤ ڈلوایا کہ اسامہ بن لادن کو افغانستان سے نکالا جائے۔ انہوں دنوں مولانا فضل الرحمٰن اور ملا محمد عمر مجاہد کے درمیان قندھار میں ایک تفصیلی ملاقات ہوئی۔ افغانستان کے امیر المومنین نے مولانا پر واضح کر دیا کہ ہمیں شہادت قبول ہے لیکن امریکی دباؤ نہیں۔ شاید اس جرات و بہادری نے مولانا فضل الرحمٰن کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور انہوں نے ملا محمد عمر مجاہد کو یقین دلایا کہ اگر آپ نے شہادت کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو پھر ہم بھی پیچھے نہ رہیں گے۔ قندھار سے واپس آنے کے بعد انہوں نے اپنی جماعت کے ذمہ داروں سے مشورہ کیا اور کراچی میں امریکیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کراچی کے بعد پشاور اور پھر اسلام آباد میں واضح کر دیا کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو پاکستان میں کوئی امریکی سلامت نہ رہے گا۔ اس اعلان کے بعد امریکی سفارت خانے نے ڈیرہ اسماعیل خان اور اسلام آباد میں مولانا سے فون پر رابطے کئے لیکن مولانا نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف طالبان نے وادی پنج شیر پر اپنا حملہ شروع کر دیا اور غیر متوقع طور پر بہت جلد اہم کامیابیاں حاصل کر لیں۔ بگرام اور چاریکار کی فتح کے بعد افغانستان سے شمالی اتحاد کا عملا

Marfat.com

خاتمہ ہو چکا ہے کیونکہ اب آخری سرحدی علاقہ تخار باقی ہے جو آسانی سے فتح ہو جائے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے امریکہ پر ڈالے گئے دباؤ کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ کو اپنا حاکمانہ لب و لہجہ تبدیل کرنا پڑا اور طالبان کو اپنا کام کرنے کا موقع مل گیا۔ حالیہ فتوحات کے بعد عالمی سطح پر طالبان کی پوزیشن پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی ہے۔ اب اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرے گا تو اسے زیادہ شدت کے ساتھ جواب دیا جائے گا۔ امریکیوں کو پتہ چلے گا کہ ان کے خلاف نفرت کا اصل مرکز ایران، سوڈان یا لیبیا نہیں بلکہ پاکستان بن چکا ہے۔ پاکستان کے انگلش سپیکنگ دانشوروں نے امریکیوں کو یہ غلط فہمی ڈال رکھی ہے کہ امریکہ کی مخالفت صرف داڑھیوں والے کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خود میرے لئے عام لوگوں میں امریکہ کے خلاف پھیلتی ہوئی نفرت ناقابل فہم ہے۔ دراصل عام لوگ امریکہ کی دھوکہ بازی اور منافقت سے تنگ آ چکے ہیں۔ اب تو عام نوجوان یہ پوچھتے ہیں کہ امریکہ کو سوڈ لبریشن آرمی کو حریت پسند اور کشمیری مجاہدین کو دہشت گرد کیوں کہتا ہے؟ امریکہ اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرانے کے لئے عراق پر پابندیاں لگاتا ہے لیکن بھارت کو کیوں چھوڑ دیتا ہے؟ امریکہ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر شور مچاتا ہے لیکن سعودی عرب میں جمہوریت اور آزادی اظہار کے قتل پر کیوں خاموش رہتا ہے؟ جب امریکہ کا صدر اپنی قوم سے اور اپنی بیوی سے جھوٹ بولتا ہے اس کی زبان پر نواز شریف نے اعتبار کیوں کیا؟ عام لوگ بہت سمجھدار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ امریکہ نے یوگوسلاویہ کے خلاف فضائی حملے تو کئے لیکن زمینی حملوں کی جرات نہیں رکھتا۔ امریکی موت سے ڈرتے ہیں اور مسلمان شہادت سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمانوں کو امریکیوں کی کمزوری اور اپنی طاقت کا پتہ چل چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کیا تو ان کے پاس ایسے نوجوانوں کی لائنیں لگ گئیں جو اس جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے۔ امریکہ کا دوغلا پن ہی مولانا فضل الرحمٰن، ملا محمد عمر مجاہد اور اسامہ بن لادن کی اصل طاقت بن رہا ہے۔ یہ دوغلا پن جس رد عمل کو جنم دے رہا ہے وہ مولانا فضل الرحمٰن جیسے علماء کے ذریعہ سامنے آ رہا ہے۔ اگر مولانا فضل الرحمٰن کو عوام کے ایک بڑے حصے کی تائید حاصل نہ ہوتی تو امریکی ان کی دھمکیوں کو اتنی اہمیت نہ دیتے۔ اب جبکہ طالبان کی فتوحات مکمل ہونے والی ہیں تو مولانا فضل الرحمٰن نے اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کے اہلکاروں کو ملاقات کا وقت دیدیا۔ اس

Marfat.com

ملاقات میں امریکیوں نے کہا کہ ہم افغانستان پر حملہ نہیں کریں گے لیکن مولانا ان باتوں میں کہاں آنے والے ہیں انہوں نے واضح کر دیا کہ مذاکرات کا جواب مذاکرات اور کوئی کا جواب گولی سے دیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے صرف تین چار جلسوں سے امریکہ کا کھیل خراب کر دیا کیونکہ امریکہ وادی پنج شیر کو بچانے کے چکر میں تھا۔ وادی پنج شیر طالبان کے ہاتھ میں جا چکی ہے۔ اب سپر پاور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی گھٹیا حرکت ضرور کرے گی لیکن ایسی کوئی بھی حرکت بے فائدہ رہے گی کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن نے جو کھیل شروع کیا تھا اس کا مقصد طالبان کو دباؤ سے نکالنا تھا۔ مولانا اپنے کھیل میں کامیاب ہیں کیونکہ طالبان شمالی افغانستان میں کامیابی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ( روزنامہ اوصاف ۴ اگست ۱۹۹۹ء بروز بدھ )

Marfat.com

عنوان کالم! شیر لگا ایں سوہنیا

تحریر: خوشنود علی خان

# قافلہ مجاہدین کے سالار

## مولانا فضل الرحمان نے اسلام آباد میں

## امریکی سفیر سے کارگل کا بدلہ لے لیا

## پاکستان میں پہلی بار شیر بنکر صرف انہوں نے دکھایا ہے

..................

زندگی میں شاید ہی کبھی میرے قلم سے مولانا فضل الرحمان کے لئے کلمہ خیر لکھا گیا ہو ..... لیکن آج تو مولانا فضل الرحمان کی چمیاں لینے کو جی چاہتا ہے (اگر چہ یہ کام بڑا مشکل ہے ان کے چہرے پر اس کام کے لئے جگہ ہی موجود نہیں) اور اس خواہش کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے پاکستان سے پہلی بار "شیر" بن کر دکھایا ہے جس نے امریکیوں کو چکرا دیا ہے، جس نے امریکیوں کو للکارا ہے، جس نے امریکیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ہیں .....اور مجھے یقین ہے ایک دن میں مولانا فضل الرحمان کی مقبولیت کا گراف ایسے اونچا ہو گیا کہ اس پر یقین ہی نہیں کیا جا سکتا میں نے قائم مقام امریکی خاتون سفیر کی مولانا فضل الرحمان سے ملاقات کی جو تصویر دیکھی ہے .....اس میں ہمارے دوست امان اللہ صاحب جس طرح سے کوٹ کاندھے پر ڈالے واپس آرہے ہیں اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ مولانا فضل الرحمان نے امریکی سفیر کو کیا کہا ہو گا امان اللہ صاحب نے ذرا نرم لہجے میں ترجمہ کیا ہو گا .....جوبات بھی مولانا فضل الرحمان نے سختی سے کی ہو گی امان اللہ صاحب نے اسے ذرا نرم لہجے میں ترجمہ کیا ہو گا ہمارے ہاں پنجابی میں جب کسی سے بہت خوش ہوتے ہیں، کوئی بہادری کا واقعہ دیکھتے

Marfat.com

ہیں "شیر لگا ایں سوہنیا" مجھے بھی آج مولانا فضل الرحمان شیر لگے ہیں ویسے بھی کہتے ہیں کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے' مولانا فضل الرحمان مولانا مفتی محمود کے صاحبزادے ہیں جن کی ہر بات دانائی کی ہوتی تھی ..... لیکن مولانا فضل الرحمان کی ہمیں کبھی سمجھ میں نہیں لگی آج پہلی مرتبہ مولانا فضل الرحمان نے کمال کیا ہے ۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم نے اسلام آباد میں امریکی سفیر سے کارگل کا بدلہ لے لیا ہے ' قائم مقام امریکی سفیر کو اسلئے مولانا فضل الرحمان کے پاس جانا پڑا کہ مولانا فضل الرحمان وہ واحد لیڈر ہیں جنہوں نے کہا اگر تم اسامہ کے لئے افغانستان پر حملہ کرو گے تو ہم اپنی زمین پر کسی امریکی کو نہیں بخشیں گے ۔

قارئین! میں انتہا پسندی کے خلاف ہوں لیکن امریکیوں نے پوری دنیا میں جس طرح سے مسلمانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھ کر مارنا شروع کر دیا ہے وہ جہاں چاہتے ہیں راکٹوں سے حملہ کر کے سب کچھ تہہ وبالا کر دیتے ہیں مگر یہ مولانا فضل الرحمان ہیں جنہیں یہ معلوم ہے کہ امریکی دوسروں کو تو کیڑے مکوڑوں کی طرح مارتے ہیں مگر خود اپنے آپ کو بہت محفوظ رکھتے ہیں' ہمارے لاکھوں مرتے ہیں تو انہیں احساس نہیں' مقبوضہ کشمیر میں لاکھوں مر رہے ہیں اور کب سے مر رہے ہیں' یہ قرارداد مذمت بھی پاس نہیں کرتے 'ان کا اپنا ایک مر جائے تو وائس آف امریکہ 'سی این این' بی بی سی' وائس آف جرمنی سب چیخنے لگتے ہیں مولانا نے چونکہ یہ بات سمجھی ہے لہذا انہوں نے تڑی لگا دی ہے مجھے یقین ہے امریکیوں کا انجام انہی بوریہ نشینوں کے ہاتھوں ہو گا اس بار اللہ نے ان پر گرمی کی صورت میں عذاب نازل کیا ابھی تو آگے آگے دیکھیے پورا امریکہ جہنم بنے گا یہ وہاں رہ نہیں سکیں گے ..... یہ چین کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں' یہ کشمیر کے پانیوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں' یہ پتہ نہیں کون کونسے نئے ملک بنانا چاہتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں خود ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے مگر جو کچھ مولانا فضل الرحمان نے کر دیا ہے وہ مجاہدوں کے قافلے کے سالار بن گئے ہیں ۔ (روزنامہ صحافت 6 اگست بروز جمعۃ المبارک 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم : طالبان کی مسلسل پیش قدمی اور احمد شاہ مسعود کی بوکھلاہٹ

اداری تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کی وارننگ' امریکی عزائم کیلئے سدراہ بن گئی

طالبان انتہائی سرعت سے وادی پنج شیر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور شمالی اتحاد کے 40 کمانڈر تاجکستان فرار ہو گئے ہیں۔ دشت لاچی پر قبضہ کے بعد طالبان کی وادی پنج شیر کی طرف مسلسل پیش قدمی سے احمد شاہ مسعود خوفزدہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے بھارت سے مدد طلب کر لی ہے۔ ذرائع کے مطابق مفتوحہ علاقوں سے طالبان کو اسلحہ ملا ہے اور مسلسل فتوحات سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔

طالبان نے مسلسل پیش سے جس طرح وادی پنج شیر کے " شیر " کو مختصر سی وادی میں محصور کر دیا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئندہ چند روز میں یہ وادی بھی طالبان کے قدموں کے نیچے ہو گی۔ احمد شاہ مسعود اور ان کے اتحادیوں کا اب تک تمام دارومدار بیرونی امداد پر تھا۔ بیرون ملک سے ملنے والی اسی امداد کی وجہ سے آئے روز شمالی اتحاد کے راکٹ کابل کی فضاؤں میں اڑتے ہوئے دکھائی دیتے تھے لیکن اب نہ صرف کابل محفوظ ہو چکا ہے بلکہ قریب ہے کہ احمد شاہ مسعود کی فوج بھی یا تو ہتھیار ڈال دے یا جنگ کا لقمہ بن جائے۔ طالبان کی فتوحات پر جس طرح بدخشان کے لوگوں نے جشن منایا اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ افغان عوام کو طالبان کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے اور وہ مغرب کے اس جھوٹے اور بے بنیاد پراپیگنڈے کو خاطر میں نہیں لائے کہ طالبان افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کر رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ طالبان کے عہد میں جس طرح عوام کو انصاف ملا' ان کی دادرسی ہوئی' اس قدر حقوق تو انہیں کسی بھی دور میں نہیں ملے تھے ۔ یہ ایک ایسا سچ ہے جس کی تصدیق کے لئے افغانستان کے عوام موجود ہیں۔

طالبان اور احمد شاہ مسعود کے درمیان جنگ میں امریکہ کی پوزیشن بڑی مضحکہ خیز رہی ہے۔

Marfat.com

امریکہ کے حوالے سے یہ بات زور دے کر کہی جاتی رہی ہے کہ وہ افغانستان پر حملے کے لئے پوری طرح تیار ہے اور ہر قیمت پر یا تو اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنا چاہتا ہے یا انہیں اپنے میزائلوں کا نشانہ بنا دینا چاہتا ہے۔ اگر احمد شاہ مسعود اور طالبان میں لڑائی نہ ہو رہی ہوتی تو امریکہ اب تک افغانستان پر حملہ کر چکا ہوتا لیکن ان دنوں میں یہ حملہ شاید اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ اس سے دنیا کو یہ پیغام ملتا کہ امریکہ شمالی اتحاد کا حلیف بن کر اور کھل کر طالبان کے خلاف میدان میں آگیا ہے۔ اس کے حملے کو شمالی اتحاد کی فوجی مدد سمجھا جاتا اور پوری دنیا میں اس کی بدنامی ہوتی۔ ممکن ہے شمالی اتحاد کی مکمل شکست کے بعد امریکہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنائے لیکن ہماری رائے میں پاکستان کے بعض دینی حلقوں (بالخصوص مولانا فضل الرحمٰن) کی طرف سے امریکہ کو کھلی وارننگ بھی اس کے عزائم کی راہ میں سد راہ بن سکتی ہیں۔ جو لوگ امریکیوں کو قریب سے جانتے ہیں انہیں اس حقیقت کا بخوبی علم ہے کہ امریکی موت سے بہت ڈرتے ہیں۔ ان کی گیدڑ بھبھکیاں صرف اس وقت تک کارآمد ہوتی ہیں جب تک کوئی قوم اس نے ڈرتی رہے۔ جب کوئی قوم ان کے دائرہ اثر سے نکل کر ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو یا ان کے درپے ہو جائے تو پھر یہ یا تو سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں یا پھر میزائلوں اور فضائی حملوں سے اپنی "مردانگی" کے جوہر دکھاتے ہیں۔ پوری دنیا سے لوٹی ہوئی دولت ان لوگوں کے پاس ہے۔ اس لئے انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کتنے ارب ڈالر کا اسلحہ استعمال ہو رہا ہے۔ عراق پر حملے کے وقت زمینی حملے سے حتی المقدر بچنے کی کوشش کی گئی کیونکہ انہیں علم تھا کہ زمینی حملے پر مکمل انحصار کیا گیا تو عراقی فوج کو بھی اپنے زور بازو دکھانے کا موقع ملے گا جس کی وجہ سے اتحادیوں کو شدید قسم کا جانی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یوگوسلاویہ کے حوالے سے بھی یہ بات بڑی اہم ہے کہ یہاں زمینی حملے سے بچتے ہوئے صرف فضائی حملوں پر ہی انحصار کیا گیا حالانکہ نیٹو کی زمینی فوج یوگوسلاویہ کے مقابلے میں زیادہ بہتر اسلحہ سے لیس تھی۔ ان مثالوں کو واضح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی یورپی ممالک جان کے خوف سے زمینی جنگ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے دی گئی کھلی دھمکیوں اور دینی جماعتوں میں پائے جانے والے اشتعال نے امریکیوں کو انتہائی خوفزدہ کر دیا

Marfat.com

ہے۔ خاص طور پر امریکہ کی قائم مقام سفیر کی مولانا فضل الرحمٰن سے بے نتیجہ ملاقات کے بعد تو امریکی اور زیادہ محتاط ہو گئے ہیں اس لئے اگر انہوں نے شمالی اتحاف کی شکست کے بعد افغانستان پر حملہ بھی کیا تو پہلے تمام امریکی باشندوں کو واپس بلائیں گے اس کے بعد حملہ کرنے کی جرات کریں گے۔

جہاں تک برہان الدین ربانی سمیت بعض دوسرے لوگوں کے اس الزام کا تعلق ہے کہ پاکستان افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے تو اس گھسے پٹے الزام میں اس لئے بھی کوئی صداقت نہیں کیونکہ افغان وزیر اطلاعات غیر ملکی صحافیوں کو محاذ جنگ پر لے جاکر چشم دید گواہ بنا چکے ہیں کہ طالبان کی مدد کوئی ایک پاکستانی بھی نہیں کر رہا۔ رہی یہ بات کہ پاکستانی طالبان کے لئے نیک جذبات رکھتے ہیں تو اس الزام کو قبول کرنے میں ہر پاکستانی فخر محسوس کرے گا کیونکہ طالبان ہر اعتبار سے ان کے دوست ہیں جبکہ برہان الدین ربانی اور ان کے ساتھی وہ لیڈرے ہیں جو نہ صرف معاہدے کر کے مکرتے رہے ہیں بلکہ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے شہریوں کی جان و مال سے بھی کھیلتے رہے ہیں۔

یہ وہی لوگ ہیں جو منہ سے پاکستان کو دوست بھی کہتے رہے ہیں لیکن عملاً پاکستان کے دشمنوں کا سا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ انہی لوگوں کی ایماء پر دو مرتبہ پاکستانی سفارت خانے کو نذر آتش کیا گیا اور پاکستانی پرچم کی توہین کی گئی۔ علاوہ ازیں ایک سفارتی اہلکار کو بھی قتل کیا گیا۔ اسرائیل اور روس کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے اور ان کی مدد سے افغانستان میں سازشیں کرنے والے یہ لوگ آج کس منہ سے پاکستان پر افغانستان میں مداخلت کا الزام لگا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے کیونکہ انہی کی وجہ سے افغانستان کے رستے زخم آج تک مندمل نہیں ہو سکے۔ ہم افغان عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کے عوام ان کی کامیابیوں کے لئے دعاگو ہیں اور امید کرتے ہیں کہ شمالی اتحاد کی مکمل شکست کے بعد افغانستان میں ایک ایسی مستحکم حکومت دیکھنے کو ملے گی جو نہ صرف ان کے دکھ درد دور کرے گی بلکہ قوموں کی برادری میں انہیں ایک باوقار اور عظیم قوم کی حیثیت سے متعارف کرائے گی۔ ہم اپنے برادر ملک کو یہ یقین بھی دلاتے ہیں کہ اگر امریکہ نے دوسری مرتبہ اس کی خود مختاری کو چیلنج کیا یا حملہ کرنے کی غلطی کی تو پاکستان کا بچہ بچہ سراپا احتجاج بن جائے گا کیونکہ پاکستان کے عوام ہر قیمت پر افغانستان کی سالمیت' خود مختاری اور بقا چاہتے ہیں۔

(روزنامہ اوصاف ۶ اگست ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم: امریکہ کا مطالبہ اور حکومت پاکستان کی ذمہ داریاں روزنامہ خبریں کی ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کا اعلان جہاد اور پیش منظر

## امریکی حکمت عملی' جہادی قوتوں کے خلاف محاذ' عربی مدارس اور طالبان پر دہشت گردی کا اتہام' پاکستان میں پراسرار امریکی سرگرمیاں اور حکومت پاکستان کے لئے خصوصی انتباہ

امریکہ نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ امریکی شہریوں اور سفارتکاروں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے کیونکہ بعض مذہبی جماعتوں (مولانا فضل الرحمٰن اور جمعیت علماءِ اسلام) کی طرف سے پاکستان میں امریکی شہریوں اور سفارتکاروں پر قاتلانہ حملے کرنے کا امکان ہے۔ حکومت پاکستان ٹھوس اقدامات کرے۔ اگر امریکیوں کو کچھ ہوا تو ذمہ دار پاکستان ہوگا۔ امریکہ کے اس مطالبے پر حکومت پاکستان کی جانب سے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا گیا لیکن بنیادی طور پر یہ بات واضح ہے کہ کوئی بھی صورتحال ہو' حکومت پاکستان اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی پابند ہے اور اس حوالے سے امریکہ کا مطالبہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ البتہ حکومت پاکستان کے لئے امریکہ کے اس پیغام میں ایک فرمائش چھپی ہوئی ہے کہ جس طرح ماضی میں مجاہدین اور بعض مسلم تنظیموں کے ارکان کے خلاف امریکہ کے ایماء پر کارروائیاں ہوتی رہی ہیں' اسی طرح ایک بار پھر ایکشن لیا جائے۔ اس بات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ امریکہ اسامہ بن لادن کے معاملے میں چیلنج کرنے والی قوتوں کو حکومت پاکستان کے ذریعے کارنر کروا کے اپنے راستہ ہموار کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ پوری آزادی کے ساتھ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے کارروائی کر سکے۔ دراصل امریکہ نے خود کو واحد سپر پاور قرار دینے کے بعد پوری دنیا میں اسلامی خصوصاً جہادی قوتوں کے خلاف محاذ قائم کر رکھا ہے کیونکہ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ اسلامی قوتیں ہی ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ کبھی

Marfat.com

عربی مدرسوں کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ کبھی دینی مدرسوں کے طالب علموں کے احتجاج پر پابندی لگانے کے لئے زور دیا جاتا ہے۔ امریکہ کا حالیہ مطالبہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اسامہ بن لادن کو امریکہ نے دہشت گرد قرار دیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ امریکہ کے نمبر ون دشمن ہیں۔ انہیں گرفتار کر کے سزا دی جائے گی۔ اسامہ بن لادن جب افغانستان میں رہائش پذیر ہوئے تو امریکہ نے کسی ضابطے اور قانون کی پروانہ کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کی اور ان کے ٹھکانوں پر میزائلوں سے حملہ کرنے کے لئے سمندری حدود کو بھی استعمال کیا اور حکومت پاکستان کو عین وقت پر اس کارروائی سے آگاہ کیا گیا۔ کئی امریکی میزائل پاکستان کے دو صوبوں سرحد اور بلوچستان میں بھی گرے اور شہری املاک کو نقصان پہنچا۔ تاہم اسامہ بن لادن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے۔ انہوں نے امریکی کارروائی کو بزدلانہ حملہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ امریکہ سے ہرگز خوفزدہ نہیں اور ان کے مجاہدین دنیا بھر میں جب بھی موقع ملا امریکی شہریوں اور املاک کو نشانہ بنائیں گے۔ اس پر امریکہ کی تشویش میں اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے پشاور اور اسلام آباد میں امریکیوں کی پراسرار سرگرمیوں کے بارے میں اطلاعات آرہی ہیں اگرچہ امریکی حکام نے کسی ممکنہ کارروائی کو خارج از امکان قرار دیا ہے لیکن خدشہ ہے کہ امریکہ دوبارہ اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کرنے والا ہے۔

حکومت پاکستان کو امریکہ سے کہنا چاہیئے کہ جہاں تک حفاظتی اقدامات کا تعلق ہے، اس بارے میں یقیناً پاکستان کی حکومت اپنی ذمہ داریاں احسن طریق سے پوری کرے گی لیکن امریکہ کو اپنی اخلاقی اور سفارتی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے۔ اسامہ بن لادن کے حوالے سے ایسی کوئی امریکی کارروائی نہیں ہونی چاہیئے جس کی وجہ سے حکومت پاکستان کی پوزیشن خراب ہو اور طالبان یا اسامہ بن لادن اور ان کے حامیوں کو شکایت کا موقع ملے کیونکہ پاکستان اس معاملے میں کسی صورت ملوث نہیں ہونا چاہتا۔ اگر امریکہ نے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے یہ تاثر ملے کہ امریکہ کو حکومت پاکستان کی معاونت بھی حاصل تھی یا پاکستانی سرزمین کو اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کے لئے استعمال کیا گیا

Marfat.com

ہے تو پھر امریکہ کو اس قسم کے مطالبات کرنے کا بھی حق نہیں۔ جب امریکہ کسی بین الاقوامی قانون اور سفارتی ضابطوں کی پروا نہیں کرتا تو پھر دوسروں سے پابندی کی توقع کیوں رکھتا ہے۔ یہ درست ہے کہ جمعیت علماء اسلام کی جانب سے دھمکی دی گئی ہے کہ اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی ہوئی تو پاکستان میں امریکی سفارتکاروں اور املاک کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ یہ اطلاعات بھی موجود ہیں کہ بعض اسلامی جماعتوں اور جہادی تنظیموں نے امریکہ کے خلاف اتحاد قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور امریکی کارروائی پر مشترکہ جواب دینے پر اتفاق رائے موجود ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ نے پاکستان سے حفاظتی اقدامات کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا ہے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ خواہ مخواہ کسی کو دہشت گرد قرار دے کر کارروائی کا بھی تو کوئی جواز نہیں۔ محض سعودی عرب اور کینیا کے بم دھماکوں میں ملوث ہونے کا الزام لگانا ہی کافی نہیں۔ امریکہ کو اسامہ کے خلاف ٹھوس ثبوت مہیا کرنے چاہئیں۔ اس کے ساتھ ہی اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے افغانستان اور پاکستان کی جغرافیائی حدود کا احترام بھی کرنا چاہیئے۔

جہاں تک پاکستان میں مجاہد تنظیموں کے کردار کی بات ہے' ان پر امریکہ کا اپنی مرضی سے دہشت گردی کی کارروائیوں کا الزام لگا کر پاکستان کو کسی سخت کارروائی کے لئے مجبور کرنا مناسب رویہ نہیں۔ ان لوگوں کا قصور صرف یہی ہے کہ وہ اسلامی جذبے کے تحت اسامہ بن لادن کی حمایت کرتے ہیں اور امریکہ کو حق پر نہیں سمجھتے۔ حکومت پاکستان اس معاملے میں سب سے پہلے امریکہ کو اسامہ کے حوالے سے کسی غیر قانونی کارروائی سے باز رکھنے کی کوشش کرے اور اس کے ساتھ ہی علماء کرام اور دینی جماعتوں و مجاہد تنظیموں کے نمائندوں کو یہ سمجھائے کہ اسلام تو دین رحمت ہے اور کسی مسلمان کے ہاتھ کسی بھی شخص کو بے جا تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔

دینی جماعتوں کے سربراہوں اور علماء کرام کا بھی فرض ہے کہ وہ کوئی ایسی کارروائی نہ ہونے دیں جس سے اسلام دشمن قوتیں ایک اسلامی مملکت میں کسی غیر مسلم کو نقصان پہنچنے کا الزام لگا کر اپنے مقاصد حاصل کرلیں اور حکومت پاکستان بھی کسی مشکل صورتحال سے دوچار ہو جائے۔ اس معاملے میں سخت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ پہلی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ صورتحال مزید

Marfat.com

خراب نہ ہو اور کسی دھمکی پر عمل در آمد کی نوبت ہی نہ آئے تاہم کبھی نازک صورتحال کا سامنا کرنا پڑے تو پاکستان کو تدبر، حوصلے اور احتیاط کے ساتھ حالات بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(روزنامہ خبریں ۶ اگست ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم! مولانا فضل الرحمان تحریر: خوشنود علی خان

# مولانا فضل الرحمان کی بات امریکیوں کو سننا پڑیگی

## مسجدوں کے حجروں میں پڑھنے والے طالبان کے پاس اسلحہ بھی ہے اور قوت بھی' جب قوت باہر نکلے گی تو امریکہ کا باپ بھی انہیں نہیں روک سکتا

## مولانا کے ایک بیان پر امریکہ نے 68 سفارتخانے بند کردئیے

...............

قارئین! اب ذرا مولانا فضل الرحمان کی طرف چلتے ہیں کل جو میں نے فضل الرحمان کی تعریف میں کالم لکھا تو پورے ملک سے قارئین نے محبت کے ٹیلی فون کیے ایک بہت ہی معتبر قاری نے کہا آپ مولانا فضل الرحمان کا ماتھا چوم سکتے ہیں۔

پیارے پڑھنے والو! مولانا فضل الرحمان نے اپنی جماعت کے عسکری ونگ کو ہدایت کی ہے کہ اگر امریکہ اسامہ کی وجہ سے افغانستان پر حملہ کرے تو آپ بھی امریکہ کو جواب دیں۔

قارئین! یہ امریکن تو ویسے ہی موت سے ڈرتے رہے ہیں' قارئین ان کا ڈر کوئی ایسے بھی نہیں مولانا فضل الرحمان نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا اب وہ لوگ جو جذباتی ہیں مگر جن کی ڈائریکشن کوئی نہیں ان میں کوئی بھی یہ کام کر سکتا ہے' ضروری نہیں کہ امریکیوں سے نمٹنے والے صرف مولانا فضل الرحمان کے ورکر ہی ہوں' وہ کوئی بھی جذباتی غیرت مند پاکستانی یا مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور پھر مسجدوں کے ہجروں میں پڑھنے والے طلباء کی تو ایک خاص تربیت ہوتی ہے اور ہمارے ملک میں یہ ایک بالکل نئی کلاس جنم لے چکی ہے جس کے پاس قوت ہے اور اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت بھی ہے اسی طاقت نے افغانستان

Marfat.com

میں ایک پوری مسلح تحریک کو ختم کردیا ہے' آپ سوچیں گلبدین حکمتیار اور سیاف سب مسلح تحریک ہی تو تھے' اس مسلح تحریک نے سویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا لیکن یہ جو قوت مولانا فضل الرحمان کی قوت ہے انہوں نے اس مسلح تحریک کو الٹ دیا اب اگر یہ قوت مسجدوں سے نکلے گی تو امریکہ نہیں' امریکہ کا باپ بھی نہیں روک سکتا لہذا مولانا فضل الرحمان کی بات امریکیوں کو سننا پڑے گی' سننا پڑے گی اور اس پر عمل کرنا پڑے گا ..... ابھی تو انہوں نے مولانا کے ایک بیان پر 68 سفارتخانے بند کردیئے' آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

(روزنامہ صحافت 7 اگست بروز ہفتہ 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم: مولانا فضل الرحمٰن کا نسخہ تحریر: جناب ہارون الرشید صاحب

# آسمانِ سیاست کے ماہتاب

## مولانا فضل الرحمٰن واحد شخص ہیں جنہوں نے افغانستان کے حوالے سے صورتحال کی سنگینی کا مکمل ادراک کیا ہے

## امریکی طاقت کی زبان خوب سمجھتے ہیں

شدید اصرار کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ امریکی سفارت کار کی ملاقات کا مطلب کیا ہے جبکہ ایک بار وہ انکار کر چکے تھے اور ان کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ امریکی صدر کے احترام کا درس دینے والے سردار عبدالقیوم اور ہمارے امریکہ کے خوف سے کانپنے والے دانشور پسینے سے بھیگ گئے ہوں گے۔ اتنی جسارت کہ امریکی شہریوں پر عرصہ حیات مختصر کرنے کی صاف صاف دھمکی دی جائے۔

مطلب واضح ہے کہ امریکی طاقت کی زبان خوب سمجھتے ہیں۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ عالم اسلام کے رد عمل کو سمجھنے اور جہاں تک ممکن ہو اسے کند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا تھا اور ایک بار پھر دہرایا ہے کہ اگر مسلمان اپنی سرزمینوں پر محفوظ نہیں تو امریکیوں کے محفوظ ہونے کی ضمانت بھی نہیں دی جاسکتی۔

کیسی عجیب منطق ہے کہ محض ایک شخص کے خلاف کارروائی کی غرض سے جس کے خلاف خود کسی امریکی عدالت میں بھی کوئی مقدمہ درج نہیں وہ بیک وقت دو ملکوں پاکستان اور افغانستان کے خلاف جارحیت کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں جبکہ کشمیر میں ستر ہزار شہریوں کو شہید کرنے والوں کی مزاحمت کرنے والے حریت پسندوں کو میڈلین البرائٹ دہشت گرد کہتی ہیں۔

پچھلے برس خوست پر امریکی حملے پر عالم اسلام کی خاموشی اور پھر اعلان لاہور اور واشنگٹن

Marfat.com

اعلامئے کو گوارا کرنے کی روش نے امریکیوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔ اب ان کا منصوبہ یہ نظر آتا ہے کہ پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے افغانستان پر بڑے پیمانے کا حملہ کیا جائے۔ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ افغانستان میں طالبان کی اچانک متوقع پیش قدمی انہیں بہت ناگوار گزری ہے۔ عسکری ذرائع کہتے ہیں کہ اب کی بار وہ محض چند میزائل برسانا نہیں چاہتے بلکہ بگرام کا ہوائی اڈہ اور شاید بعض دوسرے فوجی مستقر بھی تباہ کر دینے کے آرزومند ہیں۔ بگرام کا یہ ہوائی اڈہ جو ابھی کل تک احمد شاہ مسعود کی افواج کے پاس تھا روسیوں نے تعمیر کیا تھا اور یہ دنیا کے بہترین ہوائی اڈوں میں سے ایک ہے جس کا متبادل تعمیر کرنے کے لئے کئی بلین ڈالر درکار ہوں گے۔ یہاں سے اڑنے والا ایک لڑاکا طیارہ تیس منٹ میں آبنائے ہرمز پہنچ سکتا ہے جو دنیا کے اسی فیصد تیل کی تجارت کا واحد آبی راستہ ہے اس کے ایک کنارے پر ایران اور دوسرے پر خلیجی ریاستیں آباد ہیں۔

غالباً امریکی بہت دور کی سوچ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ چین اقتصادی اور عسکری اعتبار سے ایک عظیم قوت بن کر ابھر آئے اور جہادی قوتیں استعمار کی جڑیں کاٹ ڈالیں وہ بھارت کی مدد سے اس پورے علاقے کو غلامی کی زنجیریں پہنا دینا چاہتے ہیں۔ ان کے کارندے سرگرم ہیں۔ وہ مایوسی بزدلی اور کنفیوژن پھیلا رہے ہیں۔ خوف ان کا ہتھیار ہے اور وہ بڑے پیمانے پر روپیہ خرچ کر کے اپنے حامیوں کو متحرک کر رہے ہیں۔ یہاں اسلام آباد میں بعض لوگوں کے نام لئے جا رہے ہیں جنہیں کئی ملین ڈالر ادا کئے جا چکے ہیں اس سے پہلے حافظ حسین احمد بعض انکشافات کر چکے ہیں۔ افغانستان کے لئے اقوام متحدہ کے ایلچی لخدار ابراہیمی کا ارشاد یہ ہے کہ طالبان پورے افغانستان کو فتح کر لیں پھر بھی ان کی حکومت کو تسلیم نہ کیا جائے گا۔ قوموں کے درمیان مصالحت کے لئے قائم کئے جانے والے ادارے کا کارندہ اس لہجے میں کیونکر بات کر سکتا ہے' اس کے پیچھے کلام کرنے والی قوتیں کون سی ہے؟

امریکیوں نے غالباً یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ واشنگٹن اعلامئے کے بعد جہادی قوتوں کو بتدریج پست اور پامال کر دیں گے۔ پاکستان میں ان کے کارندے متحرک ہو گئے تھے اور اب انہیں نئے حلیف بھی مل گئے تھے لیکن طالبان نے بساط برہم کر دی اور خوف کے آسیب کو تحلیل کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ اسامہ بن لادن کا بہانہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ اگر اسے جواز بنا کر طالبان کے تمام فوجی اثاثے اور عسکری قوت تباہ کر دی جائے اور خوف زدہ پاکستان کو مزید خوف زدہ کر دیا جائے تو

Marfat.com

جہادی قوتوں پر ضرب لگائی جا سکتی ہے (مزید یہ کہ انہیں حکومت سے متصادم کر کے پاکستان کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلا جا سکتا ہے) اس مسئلے کا علاج کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ مایوسی اور بزدلی تو ہرگز نہیں کہ مایوسی پسپائی کا راستہ ہے اور پسپائی کوئی آخری حد نہیں ہوتی۔ کرائے کے کارندوں کی بات دوسری ہے جن کا خیال یہ ہے کہ ہمیں سب کچھ صدر کلنٹن پر چھوڑ دینا چاہیئے' سامنے کی بات یہ ہے کہ اگر مزاحمت نہ کی گئی تو ایسی تباہی کا راستہ کھل سکتا ہے' عشروں تک جس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ جب ایک طرف عالمی بنک اور آئی ایم ایف دباؤ ڈال رہے ہوں کہ بجلی و گیس اور پٹرول مہنگا کر کے پاکستان کو غربت کے طوفان کی طرف دھکیل دیا جائے اور دوسری طرف ایک خلیجی ملک میں سات بلین ڈالر سے ایک عظیم فوجی اڈہ تعمیر کیا جا رہا ہے تو امریکی عزائم کا ادراک کرنے کے لئے کچھ زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں رہتی۔ عام حالات میں مولانا فضل الرحمٰن کا طرز گفتار ناشائستہ اور غیر مہذب قرار پاتا لیکن جب ایک پاگل بھینسا گلی میں کھیلتے بچوں کو روندنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہو تو اس پر پتھر برسانے کے سوا کیا طریقہ باقی رہ جاتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کے الفاظ سے اب بھی اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن شاید وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے افغانستان کے حوالے سے صورتحال کی سنگینی کا مکمل ادراک کیا ہے۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا (مرتب)

امریکہ عالم اسلام کو تباہ کر دینے کے درپے ہے۔ وہ کشمیر اور افغانستان میں اپنے کارندوں کی حکومتیں چاہتا ہے۔ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بساط لپیٹ دینے پر تلا ہوا ہے۔ وہ مشرق وسطیٰ کو پابہ زنجیر رکھنا چاہتا ہے۔ اگر سردار عبدالقیوم اور ان کے انداز فکر میں سوچنے والوں کا خیال یہ ہے کہ امریکیوں کی انا کو گنے کا رس پلانے سے یا منت سماجت کرنے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو وہ اپنی سی کر دیکھیں ورنہ مولانا فضل الرحمٰن کا نسخہ تو بہر حال غور و فکر کے لئے موجود ہے۔ تاریخ کا سبق بہر حال دوسرا ہے۔ اقبالؒ نے بہت پہلے کہہ دیا تھا: ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

(روزنامہ جنگ پنڈی ' 7 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم: صلاح الدین ایوبی سے اسامہ بن لادن تک

تحریر: جناب اسلم کھوکھر صاحب

# مولانا فضل الرحمٰن، بطل جلیل

میرا دل کہتا ہے کہ اسامہ بن لادن کی سلامتی کے لئے پوری دنیا میں دعائیں مانگی جارہی ہیں اور جب دعاؤں کا دائرہ شہروں، محلوں، دیہاتوں اور غریبوں کی بستیوں تک پھیل جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ پیوند لگے کپڑوں میں ملبوس ایک بوڑھی عورت جھولیاں اٹھا اٹھا کر اسامہ کے لئے دعا گو ہے جو نہ تو انگریزی اخبار کی ایڈیٹر لگتی ہے اور نہ ہی ٹیلی ویژن کے ناظرین میں شامل ہے۔ اس کی ویران بستی کے بند کواڑوں پر جب اسامہ کے کارناموں نے دستک دی ہو گی تو وہاں پر مقیم لوگ جو بھوک سے نڈھال رہتے ہیں ان کے افلاس زدہ اجسام و لبدان میں ترنگ کے پھول کھل اٹھے ہوں گے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں اجڑے دیاروں کے دیس افغانستان کے حکمرانوں کو جنہوں نے اس کی حفاظت کے لئے اپنی ہلاکت تک سوچ رکھی ہے۔ ایک ہمارے " امیر المومنین " ہیں جو زعمئی آقاؤں کی فسق و فجور کی دہلیزوں پر سجدہ ریزی کر کے اپنے اقتدار کی طوالت کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

امریکہ بہادر کو علم ہے کہ اردن کا شاہ حسین ہو یا مصر کا حسنی مبارک یا سعودیہ کے وہ امریکی غلام جو کعبے کے نام نہاد متولی ہوں یا پھر اتفاق فاؤنڈری کے بنے ہوئے مرد آہن، ان تمام کا اقتدار امریکہ کی خوشنودی اور تابعداری کے گرد گھومتا ہے اور ان کی سلطنتیں، بادشاہتیں اس کے ابرو کے اشارے پر ختم ہو سکتی ہے۔ آج اگر شاعر مشرق زندہ ہوتے تو ان کے نام مسلمین در حقیقت غافلین کی سوئی ہوئی ملی و اسلامی غیرت کو جگانے کے لئے " جھنڈے " مار مار کر جگاتے اور اسامہ بن لادن کے لئے ایک معرکۃ الآراء نظم کہتے اور اپنے دلی کرب کا اظہار کرتے کہ سامراج کے در پر سجدہ ریزی کرنے والے بظاہر کلمہ گو ہیں لیکن عملی طور پر انہوں نے اپنے عمل کے ذریعے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف دین کا نام لیتے ہیں۔ در حقیقت یہ لادین ہیں جو لادن کو مروانے کے لئے امریکی فکر کے ساتھ سوکھ

Marfat.com

سوکھ کر خار مغیلاں (کیکر کے کانٹے) بن گئے ہیں۔ ابھی اسمل کانسی 'یوسف رمزی اور صادق ہویدا کے زخم مندمل بھی نہیں ہوئے کہ امریکہ اسامہ بن لادن والی کاری ضرب لگانے کے لئے بے تاب و بے قرار ہے کیونکہ اسے باور ہے کہ مرد حق 'حق کی سولی اپنی کمر پر لادے ہوئے ہے جو عالم اسلام کی حقیقی آزادی کے لئے نجات دہندہ بن کر جہاد کے راستے پر رواں دواں ہے جس کے پائے استقلال میں ابھی تک لغزش نہیں آئی اور وہ ملت اسلامیہ کے ایک ایک فرد کو پیغام دے رہا ہے---- ؎

یہ بھی دیکھا ہے کہ جب آجائے غیرت کا مقام

اپنی سولی کاندھوں پر اٹھالیتے ہیں لوگ

اس وقت ملک کے طول و عرض میں جتنی بھی دینی جماعتیں اور دینی قوتیں ہیں سوائے "لادین" طبقے کے سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں اور وہ لادن کی حفاظت کے لئے اپنے سروں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے تو اس بطل جلیل کی طرف اٹھنے والی ہر امریکی آنکھ پھوڑنے کا اعلان کر دیا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر " لادین " طبقے کے مستقر (اسلام آباد) میں گرجدار آواز میں علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو ہمیں جہاں بھی امریکی نظر آیا اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔ جب کہ ایک "لادین" طبقہ ہے کہ امریکہ جہاں اور جب چاہتا ہے میزائل پھینک دیتا ہے اور اس کے پیروکار اور اس کے تابع فرمان سیاسی مداری اس میزائل کو پھول سمجھ لیتے ہیں اور کھلم کھلا ہماری فضائی حدود کی خلاف ورزی کو بے غیرتی کے ہزار پردوں میں چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر پھر بھی یہ راز طشت از بام ہو جاتا ہے کیونکہ ایک ہی فکر دامن گیر ہے کہ ان کے وہ اثاثے جو بیرون ملک میں پڑے ہوئے ہیں کہیں امریکہ انہیں ظاہر کر کے پوری دنیا کو ان کا بھیانک اور مکروہ چہرہ نہ دکھادے۔

پاکستان کے سیاسی " ان داتے " اب بھی اگر امریکی غلامی کی چھتریوں کے سایوں تلے سے نکل کر رب کعبہ کے فضل و کرم کے سائے تلے آجائیں تو اپنی ملت کے بہادروں اور سپوتوں کو ایک ایک کر کے امریکہ کے حوالے کرنے کی روش اور روایت شکنی کا آغاز کر دیں تو اب بھی ڈھلے ہوئے بیرون کا کچھ نہیں بگڑا اور امریکہ سے وفاداری کے صلے میں بھیک میں لئے ہوئے اقتدار کو ٹھکرا کر صرف اور صرف خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کی پاسداری کر دیں تو کوئی زمینی بحران

Marfat.com

ان کے اقتدار کی ناؤ کو غرقاب نہیں کر سکتا۔

یہ قدرت کا اصول ہے کہ وہ ہر دور کے فرعونوں کے مقابلے کے لئے ایک " موسیٰ " بھیجتا ہے اور اس " موسیٰ " کی سلامتی اور حفاظت ہم سب پر فرض ہے۔ ویگن بہت دور نکل چکی تھی لیکن میرے کانوں میں اس معمر خاتون کی دعائیں اب بھی گونج رہی تھیں جو " ہاڑے " اور واسطے دے دے کر کہہ رہی تھی لادن کے لئے دعا مانگنی چاہیئے اور " لادین " طبقے کی رخصتی اور انجام کے لئے بد عائیں دینی چاہئیں۔

( روزنامہ اوصاف ۸ اگست ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم: خوشونت سنگھ کا خوف جناب حامد میر صاحب

# مولانا فضل الرحمٰن اپنے اسلاف کے نقش قدم پر

## امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کا مقصد افغانستان کا تحفظ ہے

## مولانا فضل الرحمن عرب سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے لئے آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کریں

بھارت کے معروف دانشور خوشونت سنگھ نے 7 اگست کو ہندوستان ٹائمز میں اپنے ہفتہ وار کالم میں پاکستانیوں کے تیزی سے بدلتے ہوئے ذہنی رجحانات پر روشنی ڈالی ہے۔ خوشونت سنگھ لکھتے ہیں کہ پاکستان میں میرے ایسے کئی دوست ہیں جو کوئی لگی لپٹی نہیں رکھتے۔ ایسے ہی دوستوں نے خوشونت سنگھ کو بتایا ہے کہ کارگل کے مسئلے پر پاکستانیوں کو بھارت سے زیادہ غصہ نواز شریف پر ہے جن کے اقدامات سے پاکستانی قوم احساس شکست میں مبتلا ہوئی۔ خوشونت سنگھ اپنے پاکستانی دوستوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ پاکستان میں مذہبی بنیاد پرستی تیزی سے پھیل رہی ہے 'گھروں کے اندر اور باہر عبادت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے' مغرب زدہ پاکستانیوں کی نئی نسل بھی اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہے 'عورتوں میں برقعے اور چادر کا استعمال بڑھ رہا ہے۔

پاکستانیوں کی اسلام سے بڑھتی ہوئی وابستگی پر خوشونت سنگھ کی پریشانی بالکل جائز ہے کیونکہ صرف کلمہ طیبہ اور نعرہ تکبیر میں وہ طاقت ہے جو بھارتی فوج کی عددی اکثریت پر غالب آسکتی ہے۔ خوشونت سنگھ جیسے بھارتی دانشوروں کی تاریخ پر گہری نظر ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر شہادت کی دعائیں مانگنے لگیں تو پھر انہیں شکست دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں خوشونت سنگھ کے لبرل اور پروگریسو دوست اس فروغ پذیر " جہادی سوچ " کو جنونیت اور پاگل پن قرار دیکر جھٹلانے کی کوشش میں ہیں لیکن اب آہستہ آہستہ انہیں اپنی ذہنی حالت

Marfat.com

پر شک ہونے لگی ہے۔ گزشتہ دنوں لاہور میں ایک نامی گرامی ترقی پسند دانشور سے کچھ نوجوانوں نے پوچھا کہ جب کیوبا کے مشہور کمیونسٹ گوریلا لیڈر چے گویرا نے امریکہ کے خلاف ہتھیار اٹھایا تو آپ نے اسے انقلاب کا سرخیل قرار دیا' جب وہ مارا گیا تو آپ نے اس کی تصاویر اپنے ڈرائنگ روموں میں سجالیں لیکن جب امریکہ کے خلاف یہی ہتھیار اسامہ بن لادن اٹھاتا ہے تو آپ اسے دہشت گرد قرار دیتے ہیں حالانکہ چے گویرا کا ٹارگٹ بھی امریکہ تھا اور اسامہ بن لادن کا ٹارگٹ بھی امریکہ ہے' آخر یہ تضادات کیوں؟ سوال سن کر ترقی پسند دانشور نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کئے رکھی اور پھر گویا ہوئے کہ ہم ترقی پسند آپ کے اسلام سے بہت ڈرتے ہیں کیونکہ اصلی اور سچا اسلام کمیونزم اور سرمایہ داری نظام کی شکست ہے۔ للٰہذا ہم اسامہ بن لادن کو ہیرو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں لیکن ہم کیا کریں کہ پاکستانی رائے عامہ ہمیں مسترد کر چکی ہے۔ چے گویرا کی تصویریں صرف دانشوروں کے گھروں میں نظر آتی ہیں جبکہ اسامہ بن لادن کی تصاویر عام مسلمانوں کے گھروں میں بھی نظر آ رہی ہیں۔

عام لوگوں میں اسامہ بن لادن کی مقبولیت نے امریکیوں کو بھی حیران و پریشان کر رکھا ہے۔ چندروز قبل امریکیوں نے اسامہ بن لادن کے خلاف حملے کا منصوبہ بنایا تو جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ کراچی' پشاور اور اسلام آباد کے بعد مولانا فضل الرحمٰن نے بنوں میں بھی انتہائی کامیاب جلسہ کر دکھایا ہے۔ انگریزی میں سوچنے اور لکھنے والے کچھ دانشور مولانا فضل الرحمٰن کے موقف کو سفارتی آداب کے خلاف قرار دے رہے ہیں اور سستی شہرت حاصل کرنے کا طریقہ بھی کہتے پھرتے ہیں لیکن یہ حضرات بھول رہے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے اسلاف تھے جنہوں نے 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف مزاحمت کی اور پھر یہ مولانا محمود حسن اور مولانا عبید اللہ سندھی تھے جنہوں نے تحریک ریشمی رومال کے ذریعہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف مسلح بغاوت کا منصوبہ تیار کیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے قبائلی علاقہ جات کو اپنی تحریک کا مرکز بنایا اور افغانستان میں بیٹھ کر جہاد کی ترغیب دی۔ یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی۔ پھر تحریک خلافت شروع ہوئی جس میں علمائے دیوبند نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ 1919ء میں اسلامیہ

Marfat.com

مسلم ہائی سکول دہلی میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا۔ جمعیت نے اپنے قیام کے فوراً بعد انگریزوں کی فوج میں ملازمت کو حرام قرار دیا۔ 16 جولائی 1923ء جو جمعیت علماء ہند کی مجلس عاملہ نے حکومت برطانیہ اور شریف مکہ کے درمیان ہونے والے معاہدے کو مقامات مقدسہ پر غیر ملکی تسلط قرار دیکر مسترد کیا۔ 21 ستمبر 1923ء کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جمعیت جزیرۃ العرب کو غیر مسلم اثر سے پاک کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائے گی جس میں مفتی کفایت اللہ' مولانا محمد انور شاہ' مولانا شبیر احمد عثمانی' مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عبدالباری شامل ہوں گے۔ چند سال بعد شریف مکہ کی حکومت ختم ہوئی اور ابن سعود نے مکہ میں اقتدار سنبھالا تو 21 جنوری 1926ء کو جمعیت علماء ہند کی مجلس عاملہ نے دہلی میں منعقدہ اجلاس میں ابن سعود کی حکومت کو ملوکیت قرار دے دیا۔ جمعیت علماء ہند کی تاریخ کے بارے میں مولانا سید محمد میاں کی کتاب کا مطالعہ بتاتا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کے اسلاف نے صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ سرزمین مکہ پر بھی مغربی تسلط کو کبھی قبول نہیں کیا اور اسامہ بن لادن نے جو موقف آج اختیار کیا ہے وہ مقامی علماء نے 75 سال قبل اختیار کیا تھا۔ لہٰذا اسامہ بن لادن کا موقف مولانا فضل الرحمٰن کے اسلاف کی حمایت کر رہا ہے۔ اس لئے ہمارے علماء کی طرف سے اسامہ کی حمایت کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں بلکہ قدرتی امر ہے۔ فی الحال مولانا فضل الرحمٰن کے اعلان جنگ کا مقصد افغانستان کو امریکی حملے سے بچانا ہے لیکن یہ اعلان جنگ ایک ایسی تحریک شروع کرنے کا باعث بن سکتا ہے جس کا مقصد سرزمین عرب سے امریکی فوجوں کو نکالنا ہوگا۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس پر دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو سکتے ہیں اور اگر مسلمان متحد ہو جائیں تو پھر دشمنان اسلام صرف مکہ سے نہیں بلکہ کشمیر اور فلسطین سے بھی نکلیں گے۔ مکہ' کشمیر اور فلسطین سے دشمنوں کو نکالنے کے لئے صرف اور صرف وہ سوچ چاہیئے جس سے خوشونت سنگھ پریشان نظر آتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو چاہیئے کہ ایک قدم اور آگے بڑھیں اور سرزمین عرب سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے لئے

Marfat.com

پاکستان میں ایک آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کریں تاکہ نئی نسل میں وہ جہادی شعور بیدار ہو جو باطل پر غلبے کی واحد ضمانت ہے اور جس سے خوشونت سنگھ تھر تھر کانپ رہا ہے۔

(روزنامہ اوصاف ۸ اگست ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم: مولانا فضل الرحمٰن بمقابلہ ایلن ویلز تحریر: جناب یونس قیاسی صاحب

# مولانا فضل الرحمٰن، غیرت و حمیت کے ترجمان

" ٹیلی ویژن کے مطابق دنیا بھر کے ہر ملک میں لڑائی ہو رہی ہے لیکن امریکہ میں کوئی لڑائی نہیں ہو رہی اس کی کیا وجہ ہے ؟ سوال ہمارے عزیز اور دوست پیپلز پارٹی کے ایک سرگرم عہدیدار عبدالرحیم کے دس سالہ بیٹے نے اپنے باپ سے کیا تو سیاسی شعور رکھنے والا باپ بھی پریشان ہو کر رہ گیا کیونکہ اس کے پاس دس سالہ بیٹے کو فوری طور پر سمجھانے کے لئے جواب نہیں تھا۔ لہٰذا وہ بیٹے کے سامنے لاجواب ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح امریکہ کی خاتون سفارت کار ایلن ویلز جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ امریکہ اور اسامہ بن لادن کے بارے میں کئے جانے والے مکالمے کے دوران لاجواب ہو کر رہ گئیں۔ مولانا کے ساتھ ایلن ویلز کی بات چیت پر سیاسی اور عوامی حلقوں میں ملے جلے رد عمل کا اظہار کیا جارہا ہے۔ بعض حلقے مولانا کی طرف سے امریکی سفارتکاروں کو ان کے ہر سوال کا دوٹوک اور سخت جواب دینے کے انداز کو ناپسند کرتے ہوئے اس پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں اور ان سے سے سوال کر رہے ہیں کہ مولانا کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ وہ امریکن خاتون سفارتکار کو یہاں تک کہہ دیں کہ " پاکستان میں کسی امریکی کا وجود برداشت نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ جنگ امریکہ سے نہیں امریکیوں کے خلاف ہوگی " جبکہ دوسرے سیاسی اور عوامی حلقوں نے مولانا کے اس موقف کی نہ صرف زبردست تائید کی ہے بلکہ انہیں ایسا دوٹوک موقف اختیار کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور عوامی اور سیاسی حلقوں کی جانب سے اس مثبت اور منفی رد عمل کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن اپنی پارٹی کے اندر یا باہر ایک متنازعہ سیاست دان ہو سکتے ہیں۔ ہمیں بھی ان کی بہت سی باتوں سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک اسامہ بن لادن کے حوالے مولانا کا موقف ہے اس میں وہ پشتون ولی دکھائی دیتی ہے جس کا دوسرا نام غیرت اور حمیت ہے اور یہ چیز صوبہ سرحد کے باسی اپنا زیور سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے گھر میں

Marfat.com

اخبار آتا ہے تو ہمارا تیرہ سالہ بیٹا کشمیر' کارگل اور افغانستان کی خبروں سے پہلے اسامہ بن لادن کے حوالے سے شائع ہونے والی خبریں پہلے پڑھتا ہے اور پھر ان پر تبصرہ کے دوران وہی سوال کرتا ہے جو امریکن سفارتکار خاتون ایلن ویلز نے مولانا فضل الرحمٰن سے کئے ہیں۔ یقیناً اپنے بچے کی طرف سے کئے جانے والے ہر سوال کا ہمارے پاس بھی وہی جواب ہوتا ہے جو مولانا نے ایلن ویلز کو دیئے تھے اور جن پر عوامی اور سیاسی حلقوں کی طرف سے ملا جلا ردعمل سامنے آیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں اسامہ بن لادن اور ان کی گرفتاری یا انہیں ختم کرنے کے سلسلے میں شدت پیدا ہو گئی ہے۔ اسامہ کے ہم مذہب لوگ بھی امریکہ کے خلاف مشتعل ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسامہ مسلم قوتوں کے باہمی اتحاد کا ضامن بنتا جا رہا ہے۔ ہم اس سے قبل بھی انہی کالموں میں لکھ چکے ہیں کہ اگر امریکہ کی طرف سے اسامہ بن لادن سے دشمنی اور مسلمانوں میں اپنے ہیرو سے محبت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو دنیا بھر کی منتشر مسلم قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر متحد ہونے کا وہ موقع از خود حاصل ہو جائے گا جس کے لئے ایک طویل عرصہ سے کوششیں جاری ہیں اور جن کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے دشمن قوتوں نے اپنے وسائل کا بیشتر حصہ بروئے کار لانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ جہاں تک امریکہ کی خاتون سفارتکار ایلن ویلز کا مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات کرنے کا تعلق ہے یہ محض مذکورہ خاتون کی خواہش پر نہیں ہوئی بلکہ اس کے پس پشت امریکہ کی بہت بڑی منصوبہ بندی ہے جس کے تحت اس نے اگلا قدم اٹھانا ہے۔ مولانا سے اس ملاقات کے بہانے محترمہ نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اگر امریکہ مولانا کو اپنے اور اسامہ بن لادن کے درمیان سے ہٹانے کا کوئی خیال رکھتا ہو تو پھر اس کے لئے اسے کیا کرنا پڑے گا کیونکہ ہمارے ہاں بعض میر جعفر قسم کے مذہبی رہنماؤں نے ماضی میں جو کردار ادا کیا ہے نہ صرف امریکہ بلکہ پوری دنیا اس سے بخوبی واقف ہے اور امریکہ جیسا ملک تو ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتا ہے لیکن مولانا فضل الرحمٰن جو اپنے پیچھے بہت بڑا سیاسی اور مذہبی پس منظر رکھتے ہیں' نے ثابت کر دکھایا ہے کہ امریکہ جس شخص کی تلاش میں ہے وہ اسے کبھی نہیں مل سکے گا۔ ان تمام کوششوں کے باوجود جب امریکہ کو پشتونوں کے بارے میں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ وہ اپنے ہاں پناہ لینے والے دشمن کو بھی تحفظ دینا اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں بلکہ اس پر جان تک نچھاور کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تو پھر امریکہ نے کیونکر افغانستان میں موجود اسامہ بن لادن پر راکٹ

Marfat.com

برسا کر وہاں موجود دوسرے بے قصور مقامی لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ کروز میزائلوں کے اس امریکی حملے میں اپنا شکار تو نہیں کر سکا لیکن اس کے اس اقدام سے وہ لوگ بھی اسامہ بن لادن کے محافظ بن گئے جو ان کے کارنامے سے قطعی طور پر واقف ہی نہیں تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن تو پھر بھی ایک ایسی مذہبی اور سیاسی پارٹی کے رہنما ہیں جن کے پیچھے پوری مسلم طاقت کھڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب گذشتہ دنوں امریکہ کی طرف سے اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے افغانستان پر ممکنہ حملے کے حوالے سے خبریں شائع ہوئیں تو مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا کہ اگر اس مرتبہ امریکہ نے افغانستان پر حملے کئے تو پاکستان میں مقیم امریکی بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ مولانا کی اس دھمکی نما خبر سے نہ صرف امریکہ کے کان کھڑے ہو گئے بلکہ پاکستان میں مقیم امریکی اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتے ہوئے تشویش ظاہر کرنے لگے جس پر امریکی سفارتخانے نے مولانا نے رابطہ کی کوشش کی لیکن مولانا نے جب امریکی سفیر سے ملاقات پر آمادگی ظاہر نہیں کی تو امریکی تشویش میں اضافہ ہوا اور مذکورہ سفارتخانے کی جانب سے ایک خاتون رکن آفیسر ایلن ویلز کو مولانا سے ملاقات کرنے کے مشن پر اس لئے لگادیا کہ مسلمان خصوصاً پشتون لوگ خواتین کا زیادہ احترام کرتے ہیں اور ان کی بات کو رد نہیں کرتے۔ لہٰذا جب ایلن ویلز اس مقصد میں کامیاب ہوگئیں تو انہوں نے اس ملاقات کے دوران نرم لہجہ اختیار کرنے کی بجائے شدید لب ولہجے میں مولانا کے موقف پر سخت احتجاج کیا جس پر مولانا نے بھی امریکہ کی طرف سے اسامہ بن لادن پر حملوں کا سخت لہجے میں جواب دیا اور دونوں کے درمیان ہونے والے مکالمے تلخ و تیز ضرور تھے لیکن یہ بات امریکہ پر واضح ہو گئی کہ اگر امریکیوں کے ہاتھوں ہم اپنی ہی سرزمین پر محفوظ نہیں ہیں تو پھر اسے بھی ہمارے ملک میں خود کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہیئے اور یہ کہ اگر تم لوگ سفارتکاری کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں تاہم اگر تم خونریزی چاہتے ہو تو ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ مولانا نے امریکن خاتون پر یہ بات واضح کی کہ امریکہ کو دورخی پالیسی ترک کردینی چاہیئے یعنی ایک طرف تو امریکہ کشمیر میں کھلم کھلا دہشت گردی کے باوجود بھارت کے لئے نرم پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے جبکہ دوسری جانب ایک مجاہد اسامہ بن لادن پر کروز میزائل برسائے جارہے ہیں۔ اسی طرح افغان سربراہ ملا محمد عمر نے بھی اسامہ بن لادن کے خلاف امریکہ کی منصوبہ بندی کی شدید مخالفت کی ہے جس سے امریکہ کا تشویش میں مبتلا ہونا لازمی امر ہے

Marfat.com

تاہم مولانا فضل الرحمٰن کے چند برجستہ مکالموں نے جو کام کیا ہے وہ نہ تو پاکستان کر سکا ہے اور نہ ہی پاکستان میں اسامہ کی حمایت اور اسلام کی سربلندی کا دعویٰ کرنے والی دوسرے سیاسی اور مذہبی جماعتیں کر سکی ہیں۔ یہاں پیپلز پارٹی کے لالہ عبدالرحیم کے دس سالہ بیٹے کے اس سوال کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ ٹیلی ویژن کی خبروں کے مطابق دنیا کے ہر ملک میں لڑائی ہو رہی ہے لیکن امریکہ میں کوئی لڑائی نہیں ہو رہی ہے 'کیوں؟ ہمارے خیال میں اس ذہین بچے کے اس سوال کا جواب پاکستان میں امریکہ کے جملہ سفارتکار مل کر بھی دے سکیں تو ہم سمجھیں گے کہ امریکہ کے پاس طاقت کے علاوہ ذہانت بھی موجود ہے۔ بصورت دیگر امریکہ کا دوغلا پن اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب اسامہ بن لادن اس کے مطلب کا آدمی تھا تو ہیرو تھا لیکن اب جب اسامہ سے امریکہ کے مفادات وابستہ نہیں رہے تو وہ دہشت گرد بن گیا ہے۔ ہمارے خیال میں اب ہمارے لئے امریکہ جیسی دوغلی حکومت کی حمایت کے بجائے اسامہ بن لادن اور مولانا فضل الرحمٰن جیسے کھرے لوگوں کی حمایت ضروری ہو گئی ہے۔ (روزنامہ آج 8 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم : مولانا فضل الرحمٰن کا امریکہ کو چیلنج تحریر : فرمان اللہ جان زاہد

# قومی امیدوں کے چراغ

کارگل کے مسئلے پر حکومت پاکستان نے اس وقت پسپائی اختیار کرلی جس وقت مقبوضہ وادی سمیت کارگل، دراس اور دوسرے سیکٹروں میں مجاہدین بھارت کی سات لاکھ افواج کی گردن دبوچے ہوئے تھے۔ کارگل کی لڑائی سے یہ بات اور روشنی کی طرح عیاں ہو چکی تھی کہ مٹھی بھر مجاہدین کے مقابلے میں بھارتی افواج کی سرکوبی بہت جلد بھارت کی شکست و ریخت کا سبب بننے والی ہے کیونکہ کارگل، دراس اور دوسرے علاقوں میں بھارتی فوج کی شدید مزاحمت اٹھانے کے بعد بھارتی حکومت کھسیانی بلی کھمبا نوچنے کے مصداق پاکستان پر ایک بھرپور جنگ مسلط کرے گی جس میں ذلت آمیز شکست ان کے لئے دیوار کا لکھا ثابت ہوگا کیونکہ بھارتی افواج میں تحریک آزادی کے مٹھی بھر مجاہدین کے مقابلے کا حوصلہ نہ تھا تو پھر وہ کس طرح پاکستان کے پیشہ ورانہ تربیتوں کے حامل افواج کا مقابلہ کرسکتی تھی۔

جب امریکہ نے محسوس کیا کہ جنگ کے میدان میں شکست بھارت کا مقدر بن چکی ہے اور مستقبل میں پاکستانی قوم فاتح کی حیثیت سے ابھرنے کے بعد دوسری غیر اسلامی طاقتوں کے لئے ایک مستقل خطرہ ثابت ہوگا تو امریکہ نے اپنی روایتی چالاکی اور منافقت کا شدید مظاہرہ کرتے ہوئے بھارتی ہار کو جیت میں تبدیل کردیا۔ امریکہ کی طرف سے بھارتی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا لیکن اس وقت ہم صرف اس بات پر بحث کریں گے کہ بحیثیت قوم ہمارے عوام اور ہمارے سیاسی لیڈروں نے اس اہم موڑ پر کیا کردار ادا کیا۔ اگر دیکھا جائے تو ملکی بقاء اور سلامتی کے اس نازک اور اہم موڑ پر ہمارے عوام نے وہ کردار ادا کیا جو کردار قیام پاکستان سے لیکر آج تک ایسے موقعوں پر اس قوم کا شیوہ رہا ہے۔ کارگل کے مسئلے پر حکومت کی پسپائی پر عوام نے بھرپور احتجاج کیا لیکن دوسرے مواقع کی طرح اس وقت بھی نہ تو عوام کے احتجاج کا کچھ اثر

Marfat.com

ہوا اور نہ ہی کسی نے عوامی احتجاج کو در خور اعتناء سمجھا ہے۔ عوام کے مقابلے میں ہمارے سیاسی لیڈروں کا کردار ایسا رہا کہ ان کا کردار کسی بھی لحاظ سے ان کے لئے قابل فخر نہیں ہے۔ اعلان واشنگٹن کے بعد جب ساری قوم سکتے کی کیفیت میں مبتلا تھی اور ساری قوم مختلف طریقوں سے اعلان واشنگٹن کے خلاف احتجاج کر رہی تھی تو مصلحتوں میں جڑے ہوئے ہمارے لیڈر ایسے خاموش تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے حالانکہ یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ معاہدہ واشنگٹن کے ذریعے پاکستانی عوام کی عزت و وقار خاک میں ملا دیا گیا کیونکہ بھارتی حکومت نے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور کارگل سے مجاہدین کی واپسی کو پاکستانی افواج کی شکست سے تعبیر کیا۔ اس سے یقیناً پاک فوج کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کی بھی شدید توہین کی گئی۔ مجاہدین کے ہاتھوں کارگل میں شدید ہزیمت اٹھانے کے بعد اگر ایک طرف بھارتی افواج کے حوصلے ٹوٹ گئے تھے تو دوسری طرف اپنی افواج کی شکست پر بھارتی عوام میں سوگ کی کیفیت طاری ہو چکی تھی لیکن معاہدہ واشنگٹن کی بدولت بھارتی عوام کے سوگ کو جشن میں تبدیل کیا گیا۔

ملکی بقاء اور سلامتی کے اس نازک موڑ پر اگر ملک کے سیاسی لیڈروں کے کردار کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت ہمارے تمام سیاسی لیڈر مصلحتوں میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ ہر ایک نے اپنے ذاتی مفادات اور حوس اقتدار کے لئے ملک و قوم کی عزت اور وقار کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اگر بے نظیر کے کردار کو دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اس وقت وہ تمام دوسرے لیڈروں کے مقابلے میں امریکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سب سے تیز دوڑ رہی ہیں۔ بے نظیر اس شخصیت کی بیٹی ہیں جنہوں نے امریکہ کی مرضی کے خلاف پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کا عزم کیا ہوا تھا جس کی پاداش میں انہوں نے جان کی بازی تو ہار دی تھی لیکن ملکی مفادات کے خلاف امریکہ سے سمجھوتہ نہ کیا لیکن اس کے برعکس آج محترمہ نے اپنے والد کی سامراج دشمنی اور سامراج کے ہاتھوں المناک قتل کو محض اس لئے بھلا دیا ہے کہ اقتدار ان کی بہت بڑی کمزوری ہے اور یہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ امریکی آشیرباد کے بغیر اپنی اس کمزوری پر قابو نہیں پا سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ کارگل بحران کے وقت اگر ایک طرف حکمران امریکہ کی مرضی کے

Marfat.com

آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے تو دوسری طرف محترمہ نے کنٹرول لائن کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ بیانات جاری کرتے ہوئے امریکہ کو خوش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

اس طرح قاضی حسین احمد سے لیکر فاروق لغاری اور عمران خان تک ہمارے سارے لیڈروں کا کردار کسی بھی لحاظ سے ذمہ دارانہ نہ تھا بلکہ عوام کی غالب اکثریت تو قاضی حسین احمد کی عین بحران کے وقت امریکہ یاترا کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ حالیہ بحران کے وقت کشمیری لیڈروں کا کردار بھی قومی امنگوں کے مطابق نہ رہا۔ ممتاز کشمیری لیڈر سردار عبدالقیوم خان نے جس طرح تحریک آزادی کشمیر پر اپنے پرانے موقف سے روگردانی کرتے ہوئے معاہدہ واشنگٹن کی وکالت کی اسے کسی طرح بھی تحریک آزادی کشمیر کے مجاہد اول کا رویہ نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سلطان محمود چودھری نے بھی اقتدار کی خاطر مسئلہ کشمیر پر اپنے پرانے موقف کی نفی کرتے ہوئے ایسی مجرمانہ خاموشی اختیار کرلی جو کسی طرح بھی ان کے لئے قابل فخر نہیں ہے۔

**کارگل کے حالیہ بحران میں ہمارے سیاسی لیڈروں کے سیاہ کردار کے باوجود اس وقت عوام کے لئے مولانا فضل الرحمٰن امید کا چراغ ثابت ہوئے ہیں** کیونکہ افغانستان میں طالبان نے جس طرح مغربی ممالک کے پیروکاروں کے چھکے چھڑا دیئے ہیں تو اس کی وجہ سے امریکہ اور اس کے دوسرے مغربی حلیفوں کے ایوانوں پر زلزلہ طاری ہو گیا ہے۔ امریکہ نے افغانستان کے شمالی علاقوں میں اپنے پیروکاروں کو بچانے کے لئے اسامہ بن لادن کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کا منصوبہ بنایا اور اخباری اطلاعات کے مطابق نہ صرف اسی مقصد کے لئے امریکی کمانڈوز پاکستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں بلکہ امریکی بحری بیڑہ بھی گوادر میں لنگر انداز ہو گیا ہے لیکن پاکستان میں موجود طالبان حکومت کے حامی مولانا فضل الرحمٰن نے نہایت جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاک سرزمین پر امریکہ کو چیلنج کیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ افغانستان پر امریکی حملوں کے بعد پاکستان میں کسی امریکی کو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ انہوں نے امریکی حکومت پر واضح کیا کہ نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی امریکیوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ گوادر کی بندرگاہ پر لنگر انداز امریکی بحری بیڑے کو بھی غرق کیا جائے گا۔

Marfat.com

امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کے اس جرأت مندانہ موقف نے جہاں امریکی ایوانوں میں کھلبلی مچادی وہاں پاکستان میں موجود امریکی گماشتوں میں بھی کہرام مچ گیا ہے۔ یہ مولانا فضل الرحمٰن کی بے مثال جرأت اور بہادری کا ہی کمال ہے کہ امریکہ کو افغانستان پر حملے کی جرأت نہ ہو سکی بلکہ امریکہ نے اس موقع پر بے مثال بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے افغانستان پر حملے کرنے کا پروگرام ترک کر دیا۔ امریکہ پہلی بار اس بات پر مجبور ہوا ہے کہ آج وہ نہ صرف مولانا فضل الرحمٰن سے بلکہ حکومت پاکستان سے بھی اپنے باشندوں کی زندگیوں کی بھیک مانگ رہا ہے۔

امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کے اعلان جہاد سے اسلامی قوتوں کو اتنا فائدہ ہوا کہ طالبان نے صرف چند ہی روز میں سارے شمالی علاقوں میں فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں کیونکہ مولانا کے اعلان سے بزدل امریکی صدر میں افغانستان پر حملے کی جرأت نہ ہو سکی اور طالبان اس طرف سے بلاخوف و خطر ہو کر شمالی علاقوں میں امریکی گماشتوں کی سرکوبی کرنے لگے۔

امریکہ نے اپنی روایت کے مطابق مولانا فضل الرحمٰن کو طرح طرح کے لالچ دیئے 'کئی روز تک امریکی سفیر نے مولانا سے ملاقات کا وقت مانگا لیکن مولانا نے امریکی سفیر کو گھاس نہ ڈال کر گویا امریکہ پر واضح کیا کہ پاکستان کے عوام اور دینی حلقے افغانستان میں طالبان حکومت کے خلاف کسی بھی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ جب امریکہ مولانا سے بری طرح مایوس ہوا تو پھر انہوں نے نہایت چالاکی سے ایک خاتون سفارتکار کو مولانا کے پاس بھیج دیا لیکن امریکیوں کو شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ عرب شیوخ کو تو شباب کا جلوہ دکھا کر متاثر کر سکتے ہیں لیکن پاکستان کے مذہبی لیڈروں کو اس طرح کے حربوں سے متاثر نہیں کر سکتے۔ ادھر بھی مولانا نے نہایت جرأت سے امریکہ کی خاتون سفارتکار کو زبردست جھاڑ پلادی۔ مولانا نے ان پر واضح کیا کہ امریکہ اسامہ بن لادن کے خلاف سازشوں سے ہاتھ کھینچ لے ورنہ پاکستان کے عوام طالبان حکومت اور اسامہ بن لادن کے خلاف بڑھنے والے ہاتھ توڑ دیں گے۔

Marfat.com

اسلامی ممالک کے خلاف امریکی سازشوں اور مولانا کے امریکہ کے خلاف ڈٹ جانے سے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ایسے وقت میں جب ہمارے تمام سیاسی لیڈر اقتدار اور ذاتی مفادات کی وجہ سے امریکہ کی جی حضوری میں ایک دوسرے سے تیز دوڑ رہے ہیں' ایسے وقت میں مولانا فضل الرحمٰن اصل معنوں میں ایک سچے عالم دین اور مجاہد کا کردار ادا کر رہے ہیں کیونکہ ایک ایسے وقت میں جب ساری دنیا پر امریکی حکمرانی ہے' امریکہ کو چیلنج کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے کیونکہ مولانا سے پہلے پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو' سعودی عرب سے شاہ فیصل شہید' لیبیا سے معمر قذافی اور یوگنڈا سے جناب عیدی امین نے امریکہ کو چیلنج کیا تھا جس کے جواب میں امریکہ نے ان ممالک میں موجود اپنے گماشتوں کے ذریعے ان کا جو حشر کیا تھا وہ آج اسلامی تاریخ کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ یقیناً مولانا فضل الرحمٰن کو بھی یہ واقعات اچھی طرح معلوم ہوں گے' اس کے باوجود ان کا امریکہ کے خلاف ڈٹ جانا اس امر کا غماز ہے کہ مولانا نے بھی خود کو اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب بنتا پسند کیا ہے۔ (روزنامہ سرخاب' 8 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم! فضل الرحمان کی دھمکی کا فائدہ

تحریر: خوشنود علی خان

# مولانا فضل الرحمان سے اظہار محبت

اگر مولانا فضل الرحمان مدمقابل نہ ہوتے تو امریکہ اسامہ بن لادن اور افغانستان پر حملہ کر چکا ہوتا

مولانا فضل الرحمان کے کردار پر خراج تحسین گویا سچائیوں کے موتیوں جیسے سنہری الفاظ سے پرویا ہوا ہار ہے جس پر مبارکباد

.....................

کرک کے رفیق احمد کنڈی صاحب نے ٹانک سے لکھا ہے کہتے ہیں مولانا فضل الرحمان کے بارے میں آپ کا ''ناقابل اشاعت'' پڑھ کر خوشی ہوئی میں سچائی کے موتیوں جیسے سنہرے الفاظ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور چند گزارشات کہ آپ نے مولانا فضل الرحمان کے چہرے کو چومنے میں داڑھی مبارک کو رکاوٹ سمجھا ہے تو خوشنود صاحب! اس سلسلہ میں میرے ناچیز کے ذہن میں ایک تجویز ابھر رہی ہے وہ یہ کہ اچھا نہیں ہوگا کہ مولانا فضل الرحمان سے اظہار محبت کے ساتھ ساتھ آپ کی طرف سے سنت نبوی ﷺ سے بھی اظہار محبت کا اعلان ہو جائے' آپ وقت کا تعین کر لیں پروگرام طے کرنا میرے ذمے ہے' بصد احترام کہہ رہا ہوں کہ داڑھی کو محبت میں رکاوٹ سمجھنا مجھ ناچیز کی ناقص عقل کے مطابق محبت میں کمی کی واضح دلیل ہے۔

محترم جمعیت علماء اسلام' جماعت اسلامی کی طرح محض شوشے چھوڑنے کی قائل نہیں آپ اندازہ کر لیں اس وقت اگر فضل الرحمان مدمقابل نہ ہوتے تو امریکہ کب تک اسامہ بن لادن اور افغانستان پر حملہ کر چکا ہوتا' لیکن اب تو امریکی افغانستان

Marfat.com

پر حملہ بھول کر اپنی جان بچانے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں ' میں جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کی طرف سے آپ کو سچ کہنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ پیارے قارئین! میں نے پچھلے ایک ہفتے میں جو کچھ لکھا اس پر کل حطار اور مانسہرہ میں لوگوں نے جس محبت کا اظہار کیا یقین مانیں میں خود کو اسکے قابل نہیں سمجھتا ' کیونکہ اللہ کی مخلوق جس سے پیار کرے ' میں سمجھتا ہوں اللہ اس سے راضی ہوتا ہے ۔ بہر حال امریکیوں نے پاکستان میں Usis کا سربراہ اس امریکی کو لگایا ہے جس کے بارے میں اپنے سطور میں لکھ چکا ہوں کہ وہ انہیں معتدل رہنے کا مشورہ دیتا تھا ' مگر امریکیوں کو اس وقت شاید یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی اس سے پہلے اپنے پولیٹیکل سیکشن میں بھی وہ بعض تبدیلیاں کر چکے ہیں اس کا مطلب ہے امریکی پاکستان کے حوالے سے اپنی سوچ میں تبدیلی پیدا کر رہے ہیں 'وہ وقتی طور پر دب جائیں گے ' صرف دب ہی نہیں جائیں گے بلکہ مولانا فضل الرحمان کی دھمکی کا سارا فائدہ پاکستان اور حکومت پاکستان کو ہوگا ۔ قارئین دیکھتے رہیے گا میری یہ بات آج نہیں تو کل ضرور سچ ثابت ہوگی ' امریکی اب پاکستان اور حکومت پاکستان سے بگاڑ پیدا کرنے کی بجائے اس سے محبت بھی کریں گے ' اسے قریب بھی لائیں گے ' اس کی بات سنیں گے اور اپنی سنائیں گے ۔ قارئین! امریکی صدر بل کلنٹن کا یہ مطالبہ کہ طالبان دہشت گردان کے حوالے کر دیں اصل میں یہ ہے کہ اسامہ امریکیوں کے حوالے کر دیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں وہ احمد شاہ مسعود کو جتنی بھی قوت دے دیں ' جتنے علاقے بھی واپس دلا دیں ' اسامہ امریکیوں کے حوالے کرنے کی ہمت کسی مسلمان میں تو کم از کم نہیں ہے ' ہو سکتا ہے اس پر امریکی براہ راست حکومت پاکستان سے بھی بات کریں لیکن کوئی بھی پاکستانی حکومت ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں کر سکتی ' قارئین ہماری پولیس سے بہت سے افسر اور جوان کو سو بچے جا رہے تھے ' کراچی سے ہمارے نمائندے کی خبر ہے کہ اقوام متحدہ نے انہیں یہاں سلیکشن میں رشوت لیے جانے کی بعض شکایات پر روک دیا ہے ' میں اس پر صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں اور اگر ایسے ہوا ہے تو وزیر اعظم کو اس کی تحقیقات کرانی چاہئے ' ہماری اس سے بے پناہ بدنامی ہوئی ہے ۔

(روزنامہ صحافت 9 اگست 1999ء بروز سوموار)

Marfat.com

عنوان کالم : شدت پسندی　　تحریر : جناب حامد میر صاحب

# مولانا فضل الرحمٰن کی شدت پسندی

## انہوں نے امریکہ کے خلاف جہاد کیلئے نوجوانوں کو مفت اسلحہ فراہم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے

## دفتر خارجہ کے بیانات کا مقصد امریکیوں کو متوقع ردعمل سے بچانا ہے

پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان طارق الطاف نے اتوار کو کوئٹہ میں کہا ہے کہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے پاکستان کی سرزمین استعمال نہیں ہوگی۔ پیر کو طارق الطاف نے کراچی میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ امریکہ کی ہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہیں کیونکہ بھارت کے ساتھ اس کے اقتصادی مفادات وابستہ ہیں۔ طارق الطاف نے ان خیالات کا اظہار وفاقی وزیر اطلاعات سید مشاہد حسین اور پاک فوج کے ترجمان بریگیڈیئر راشد قریشی کی موجودگی میں کیا۔ ان کے خیالات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید گزشتہ چند دنوں میں حکومت پاکستان نے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی ہے اور اسے یہ احساس ہوا ہے کہ امریکہ کسی صورت میں بھارت کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا پاکستان کو امریکہ کی خوشی کے لئے ہر جائز و ناجائز کام نہیں کرنا چاہئے اور اس احساس کی شدت پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے امریکہ سے تعاون نہیں کیا جائے گا۔

دفتر خارجہ کے ترجمان کی طرف سے اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کرنے کے اعلان کے بعد جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کو مطمئن ہو جانا چاہئے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ دفتر خارجہ کے بیان نے ان کے اضطراب میں اضافہ کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کے خیال میں یہ بیان اشارہ دے رہا ہے کہ امریکی افغانستان پر عنقریب حملہ

Marfat.com

کرنے والے ہیں اور پاکستانی حکومت ان کے ساتھ تعاون بھی کرے گی لیکن تعاون کو چھپانے کے لئے کہا جارہا ہے کہ ہم اپنی سرزمین استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو یقین ہے کہ دفتر خارجہ کے بیانات کا مقصد امریکیوں کو متوقع ردعمل سے بچانا ہے۔ 7 اگست کو امریکی صدر کلنٹن اور میڈلین البرائٹ نے اپنے بیانات میں واضح طور پر کہا ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات میں دن بدن شدت آرہی ہے اور انہوں نے امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے نوجوانوں کو مفت اسلحہ فراہم کرنے کا فیصلہ بھی کرلیا ہے۔ بے نظیر بھٹو کے خیال میں مولانا فضل الرحمٰن شدت پسندی کا مظاہرہ کررہے ہیں لیکن یہ شدت پسندی امریکہ کی جانبداری اور دہشت گردی کا رد عمل ہے۔ بے نظیر بھٹو اور ان کے ہم خیال بے شک مولانا فضل الرحمٰن کو شدت پسند کہتے رہیں لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ عوامی سطح پر مولانا فضل الرحمٰن کے موقف کو زبردست پذیرائی ملی ہے اور اسی لئے وفاقی وزیر شیخ رشید احمد یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ امریکہ کی غلط پالیسی کے باعث اسامہ بن لادن کے بعد مولانا فضل الرحمٰن بھی ہیرو بن رہے ہیں۔ بے نظیر بھٹو اور شیخ رشید احمد بے شک " شدت پسندوں " پر تنقید کرتے رہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا عام کارکن بھی امریکہ کے بارے میں وہی جذبات رکھتا ہے جو مولانا فضل الرحمٰن کے ہیں۔ امریکہ کے خلاف حالیہ مظاہروں میں ان دونوں " اعتدال پسند " جماعتوں کے کارکنوں نے اپنی " شدت پسندی " کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ (روزنامہ اوصاف ۱۱ اگست ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان عالم: زندہ باد مولانا فضل الرحمٰن

تحریر: مولانا زاہد الراشدی

# قافلہ شیخ الہند کی چنگاری شعلہ بن گئی

## مفتی محمود کا بیٹا ہے' استعمار کے مقابلے میں لچک نہیں دکھائے گا

## مفتی محمود کی روح کو سکون حاصل ہوا ہوگا' شیخ الہند کی روح مسکراتی نظر آرہی ہے

امریکہ مخالف ریلی میں مولانا فضل الرحمٰن کا یہ اعلان پڑھ کر ہی دل میں کھٹک گئی تھی کہ اگر امریکہ نے اسامہ بن لادن کے خلاف کوئی حرکت کی تو پاکستان میں امریکی باشندے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ اندازہ ہو گیا تھا کہ امریکہ بہادر کے حلق سے یہ بات نہیں اتر سکے گی اور اس وقت وہ طاقت کے جس نشے سے سرشار ہے وہ اسے یہ اعلان برداشت نہیں کرنے دے گا' چنانچہ وہی ہوا شاہ سے پہلے شاہ کے وفادار برطانیہ نے مولانا فضل الرحمٰن کو ویزا دینے سے انکار کر دیا اور امریکی سفارت کاران کے پاس وضاحت طلب کرنے کے لئے جا پہنچے۔ مولانا فضل الرحمٰن سے مجھے کئی باتوں میں اختلاف ہو سکتا ہے اور ہے مگر یہ اعتماد تھا کہ مفتی محمود کا بیٹا ہے' استعمار کے مقابلہ میں لچک نہیں دکھائے گا اس لئے آج جب جنگ لندن میں امریکی سفارت کاروں کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن کی گفتگو کی تفصیلات پڑھیں تو خوشی سے آنکھیں چھلک پڑیں۔ خوشی اس بات پر بھی کہ آج مولانا مفتی محمود کی روح کو کس قدر سکون حاصل ہوا ہوگا؟ اور اس بات پر بھی کہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے قافلہ میں ابھی زندگی کے آثار باقی ہیں اور اس خاکستر میں دبی چنگاریاں ایک بار پھر شعلہ بننے کے لئے بے تاب ہو رہی ہیں۔

اسامہ بن لادن کے ساتھ ہمارا کوئی رشتہ داری نہیں ہے وہ سعودی عرب کے معمولی ترین خاندان کا چشم و چراغ ہے اور ہم پاکستان میں مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے مولوی ہیں البتہ ایک رشتہ ضرور ہے جسے نظریاتی رشتہ کہتے ہیں اور جسے مشن کا تعلق کہا جاتا ہے۔ وہی رشتہ جو

Marfat.com

امریکہ کا سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے ساتھ ہے۔ وہی رشتہ ہمارا اسامہ بن لادن اور دنیائے اسلام کے ہر اس مجاہد کے ساتھ ہے جو اپنے ملک میں استعماری نظام کے خاتمہ کے لئے سربکف میدان میں ہے اور استعمار کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

اسامہ بن لادن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ خلیج عرب سے امریکی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے اور اپنے وطن میں استعمار کی مسلط کردہ شخصی بادشاہت کی بجائے اسلام کے شورائی نظام کی بحالی کی بات کرتا ہے۔ وہ خلیج کے ممالک کی خود مختاری اور آزادی کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے اور عربوں کے تیل کے ذخائر اور دولت کو امریکی کیمپ کی مسلسل لوٹ مار سے محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ امریکہ بہادر نے خود تو اپنے حواریوں سمیت خلیج عرب میں تیس سے زائد فوجی اڈے قائم کئے ہوئے ہیں اور جدید ترین اسلحہ کے انبار سے خلیجی ممالک کی خود مختاری کو دبائے بیٹھا ہے مگر اسے ان ممالک کی آزادی کا نعرہ لگانے والے اسامہ بن لادن کے ہاتھ میں کلاشنکوف بھی گوارا نہیں ہے۔ یہ امریکہ کی "بہادری" کا معیار ہے کہ وہ دشمن کو نہتا کر کے اس کے خلاف جدید ترین ہتھیاروں کے ساتھ جنگ لڑنا چاہتا ہے۔ اسے اسامہ بن لادن اور عالم اسلام کے مجاہدین "آزادی" کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں اور گرینڈ تو نظر آ رہے ہیں لیکن اسلحہ کے جن ذخائر پر بیٹھ کر وہ اسلامی قوتوں کے خلاف جنگجوئی کا بازار گرم کئے ہوئے ہے وہ اسے دکھائی نہیں دے رہا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکی سفارت کاروں کو جو جواب دیا ہے اور مولانا سمیع الحق جس جرات کے ساتھ پبلک اجتماعات میں امریکی استعمار کو للکار رہے ہیں اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہو گی۔ مجھے تو مولانا مفتی محمود اور مولانا عبدالحق کی روحیں بولتی سنائی دے رہی ہیں اور ان کے پیچھے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی روح مسکراتی نظر آ رہی ہے۔ وہی شیخ الہند جنھوں نے اپنے بڑھاپے کے چار سال مالٹا جزیرے کی تنہائیوں کی نذر کر دیئے تھے۔ پہلے برطانوی استعمار تھا اور اب اس کا لے پالک امریکی استعمار ہے۔ اس وقت کا ایجنڈا خلافت عثمانیہ کا خاتمہ اور عرب ممالک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان میں سے اسرائیل کے لئے جگہ حاصل کرنا تھا جو کہ آج کا ایجنڈا اسی اسرائیل کو مستحکم تر بنا کر اس کی برتری کو عرب ممالک سے باقاعدہ تسلیم کرانا ہے اور اس طرح خلیج کی ریاستوں کو اسرائیل کی طفیلی ریاستیں بنا کر عالمی صیہونی

Marfat.com

بالادستی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن' مولانا سمیع الحق اور دوسرے علماء کرام سے حوصلہ مل رہا ہے' اعتماد حال ہو رہا ہے اور استعمار کے خلاف ایک نئی اور فیصلہ کن جنگ کی امنگیں ابھر رہی ہیں۔ اس لئے میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔ اپنے دوست کا سلام' ایک خیر خواہ کا سلام اور ایک کارکن کا سلام مگر اس خواہش کے اظہار کے ساتھ کہ اے کاش! یہ دونوں آوازیں ایک ہو جائیں اور دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر قافلہ شیخ الہند کی قیادت سنبھال لیں۔

(ہفت روزہ الہلال ۱۳ تا ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : دینی مدارس، حکومت اور مولانا فضل الرحمٰن تحریر : جناب سید انور قدوائی

# چھوٹے مفتی

## مولانا فضل الرحمٰن کا لب و لہجہ بڑا سخت ہے

## دینی مدارس قرآن و سنت کی تعلیم سے ملک کو منور کر رہے ہیں

مولانا فضل الرحمٰن " بڑے باپ " کے صاحبزادے ہیں۔ جب انہیں اطلاع ملی کہ اب دینی مدرسوں کے خلاف کچھ ہونے والا ہے تو وہ " جلسہ جلوس " پر آگئے کہ یہ کسی ایک دو نہیں ہزاروں مدرسوں کا مسئلہ ہے جہاں لاکھوں بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کراچی اور مختلف شہروں میں انہوں نے اس حوالے سے اجتماعات کئے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کو ان کے والد گرامی کی نسبت سے پیر صاحب پگارو " چھوٹے مفتی صاحب " کہتے ہیں۔ ان کا لب و لہجہ سخت ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ دینی مدارس قرآن و سنت کی تعلیم سے ملک کو منور کر رہے ہیں۔ اللہ بھلا کرے وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین کا جنہیں حالات کی سنگینی کا ادراک ہے۔ انہوں نے فوری طور پر چاروں صوبائی حکومتوں سے رابطہ کیا۔ یہ رابطہ کسی افسر سے نہیں، وزرائے اعلیٰ سے کیا گیا اور سندھ، سرحد، بلوچستان اور پنجاب کی حکومتوں کی یہ تحریری رپورٹ ہے کہ ملک میں کسی مدرسہ میں دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ چودھری صاحب کے اس بیان نے جلتی پر پانی کا کام کیا ہے۔ جذبات کو کس حد تک قابو پانے میں مدد ملی ہے۔ ان کا کہنا ہے اور درست ہے کہ دینی مدارس کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا کیا گیا تو کسی کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔

اس وقت ہر طرف سے جو صدائیں آرہی ہیں اور جن حالات سے قوم دوچار ہے اس کا تقاضا ہے کہ قومی یک جہتی پیدا کی جائے اور باہمی مشاورت سے اقدام کئے جائیں اور آوازوں پر توجہ دی

Marfat.com

جائے کہ باتیں کرنے والے سارے لوگ پاگل نہیں ہیں' کچھ بات ہے تو کی جا رہی ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ عوام نے انہیں مسترد کر دیا ہے' یہ صرف کرسی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ختم نہیں ہوتی۔ آخر میں یہ لطیفہ سن لیجئے کہ ایک شخص آنکھیں ٹیسٹ کرانے ایک آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اسے ایک کرسی پر بٹھایا اور اس سے کہا کہ سامنے لگے ہوئے چارٹ پر لکھے ہوئے حروف پڑھو۔ اس شخص نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ چارٹ کہاں ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ دیوار پر۔ مریض نے کہا کہ دیوار کہاں ہے۔ کنور مہندر سنگھ بیدی کا شعر ہے----

تعمیر کی اینٹ پہ لکھا ہے مرا نام
دیوار کسی اور سے منسوب ہوئی ہے

(روزنامہ جنگ 13 اکتوبر 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم! فضل الرحمان بن مفتی محمود

تحریر: جناب نسیم شاہد

# پاکستان کے اسامہ بن لادن

## مولانا فضل الرحمان کی للکار سے امریکہ دفاعی حکمت عملی اپنانے پر مجبور ہو گیا ہے

اسامہ بن لادن کے بعد مولانا فضل الرحمان بن مفتی محمود نے امریکیوں کی نیندیں اڑا دی ہیں سردار آصف احمد علی اور ان کے قبیل کے امریکہ نواز سیاستدان مولانا فضل الرحمان کی دھمکیوں کو چاہے غیر مہذبانہ اور ناشائستہ کہیں اور شیخ رشید چاہے یہ کہہ کر اپنا غبار نکالتے رہیں کہ امریکہ کی بے وقوفیوں نے مولانا فضل الرحمان کو ہیرو بنا دیا ہے حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے حالیہ چند دنوں میں امریکہ کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو اپنے عظیم والد کے برابر لا کھڑا کیا ہے جو راست گوئی اور جرات مندی مولانا مفتی محمود کا شیوہ تھی، وہ آج مولانا فضل الرحمان میں عود کر آئی ہے، اپنے اصولی مؤقف کی بنیاد پر امریکہ کو للکارنا کوئی آسان بات نہیں، بڑے بڑوں کے اس مقام پر آکر جلنے لگتے ہیں مگر مولانا فضل الرحمان نے اس حوالے سے جرئت مندی ہی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ثابت قدمی بھی برقرار رکھی ہے، ان کا یہ جملہ تو اب ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ "اگر ہم اپنی سرزمین پر امریکیوں سے محفوظ نہیں، تو کوئی امریکی بھی یہاں محفوظ نہیں رہ سکتا" جو لوگ مولانا فضل الرحمان کی شعلہ بیان باتوں کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں یا اس خوف میں مبتلا ہیں کہ مولانا کی وجہ سے پاکستان کو بھی امریکہ دہشت گرد ملک قرار دے سکتا ہے ان سے یہ پوچھنے کو جی چاہتا ہے کہ آخر ہم کب تک حالات کے سامنے خود کو سرنگوں کرتے رہیں گے

Marfat.com

مصلحت بزدلی اور لالچ کی کوئی نہ کوئی حد تو ہونی چاہئے ہم نے مصلحت سے کام لیا اور کارگل خالی کر دیا ہمارے بزدلی آڑے آئی تو ہم نے ایمل کانسی کو امریکی کمانڈوز سے اٹھوا دیا ' ہمیں قرضوں کے لالچ نے گھیرا ' تو ہم نے اسامہ بن لادن کے لئے اپنی فضا سے میزائل گزار دیے ' پنجاب کے دیہات میں یہ بات مشہور ہے کہ جب تک گاؤں کے چودھری کے مظالم برداشت کیے جاتے ہیں ' وہ ان میں مزید اضافہ کرتا جاتا ہے کیونکہ یہ انسان کی جبلت ہے کہ وہ جو کام کر گزرتا ہے ' اگلا کام اس سے بڑھ کر کرنا چاہتا ہے ' ظلم سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ مظلوم اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو ' دیہات کی اس کہاوت کا آج کی عالمی سیاست پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے ' امریکہ جو اس وقت دنیا کا چودھری بنا ہوا ہے ' من مانی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور اگر کوئی اس کی من مانی کے راستے میں آنے کی کوشش کرے تو اسے کچلنے سے گریز نہیں کرتا ' اس کی اس جارحیت سے مجبور ہو کر جب دنیا میں اسامہ بن لادن اور ایمل کانسی جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں ' تو اس کی جارحیت کو بریکیں لگ جاتی ہیں اور وہ دفاعی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ' ذرا تصور کیجئے کہ اگر مولانا فضل الرحمان اور دیگر اسلامی قوتیں ، امریکہ کے اسامہ بن لادن کے خلاف متوقع اپریشن کو ہدف تنقید بنا کر میدان میں نہ آتیں ' تو اب تک امریکہ پاکستان کی بحری بری اور فضائی حدود کو استعمال کر کے افغانستان کے خلاف کیا کچھ نہ کر چکا ہوتا ۔ اسامہ بن لادن امریکہ کی نظر میں دہشت گرد ہو سکتا ہے لیکن خود عالم اسلام میں اس کے لئے ہمدردی اور محبت کے جذبات موجود ہیں ' یہاں اس پہلو پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ امریکہ اسامہ بن لادن کو صرف اسلئے ختم نہیں کرنا چاہتا کہ وہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک یا دار السلام اور نیروبی میں امریکہ کے سفارتخانے کی تباہی کا ذمہ دار ہے بلکہ اسامہ کا خاتمہ امریکہ کی نظر میں اسلئے بھی ضروری ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں امریکہ کے خلاف نفرت ابھار رہا ہے اور سعودی عرب سے ان امریکی اڈوں کے خاتمے کا مطالبہ کر رہا ہے ' جن کی وجہ سے امریکہ کا قدم نہ صرف پورے مشرق وسطیٰ میں جم گئے ہیں بلکہ امریکہ اربوں ڈالر کے اثاثے لوٹ کر لے جا چکا ہے ۔

Marfat.com

جو لوگ مولانا فضل الرحمان کو تہذیب اور شائستگی برقرار رکھنے کا درس دے رہے ہیں' ان کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ اپنے دشمن کو ختم کرنے کے لئے امریکہ ہماری خود مختاری پر جو شب خون مارنا چاہتا ہے تہذیب کا کونسا اصول اس کی اجازت دیتا ہے' ہمارے ہاں چونکہ ہر معاملہ میں امریکہ کو مائی باپ قرار دینے کی گھٹیا سیاسی سوچ موجود ہے' اسلئے مولانا فضل الرحمان کی امریکہ کو اپنے دفاع میں دی گئی دھمکیاں بھی تشویش کا سبب بن گئی ہے حالانکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ہر پاکستانی کے دل کی آواز ہے' امریکہ کی اسلام دشمنی کبھی ڈھکی چھپی نہیں رہی' تاہم حالیہ چند برسوں میں امریکہ نے اس حوالے سے جو جارحانہ رویہ اپنایا ہے اس کی وجہ سے اس امر میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا' کہ سویت یونین کے انہدام کے بعد امریکہ اسلامی قوتوں کو اپنے راستے کی سب سے بڑی دیوار سمجھتا ہے اور انہیں تباہ وبرباد کرنے کے ناپاک منصوبے پر عمل پیرا ہے۔

مولانا فضل الرحمان اور دیگر دینی جماعتوں کی طرف سے افغانستان پر حملے کی صورت میں امریکہ کے خلاف اعلان جہاد نے امریکہ کو مدافعتی رویہ اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے' اگرچہ امریکی محکمہ خارجہ نے اس عزم کو پھر دہرایا ہے کہ اسامہ بن لادن کو ہر قیمت پر پکڑا جائے گا لیکن یقیناً انہیں اس کے لئے کوئی دوسری حکمت عملی وضع کرنی پڑے گی' کیونکہ اب خود حکومت پاکستان بھی اس پوزیشن میں نہیں کہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے امریکی ایجنڈے کی حمایت کرسکے اور امریکہ یہ کسی صورت میں نہیں چاہتا کہ پاکستان میں اس کے خلاف نفرت اس حد تک بڑھ جائے کہ وہاں کسی ایک امریکی کا رہنا بھی ممکن نہ رہے' ہمارے نزدیک مولانا فضل الرحمان نے ملکی خود مختاری اور اسلامی اخوت کے جذبے سے اپنے ایک اسلامی مجاہد کی سلامتی کے لئے جس طرح دنیا کی ایک سپر پاور کو للکارا ہے' اس پر ندامت کا اظہار کرنے کے بجائے فخر کرنا چاہئے اور اس بات پر اللہ کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے کہ اس نے مصلحت کیش شاہوں اور حکمرانوں کے ساتھ ساتھ اسامہ بن لادن اور فضل الرحمان بن مفتی محمود جیسے سرفروش بھی عطا کیے ہیں' جو ملت اسلامیہ کو یہود ونصاریٰ کیلئے ترنوالہ نہیں بننے دیتے اور نہ بننے دیں گے۔ (روزنامہ خبریں 14 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم !امریکہ اور مولانا فضل الرحمان

تحریر !میر جمیل الرحمان

# مولانا فضل الرحمان کا امریکہ کیخلاف اعلان جنگ

## مخالفت کے باوجود عظمت کا اعتراف ' برطانیہ کا مولانا کو ویزا دینے سے انکار

## بلوچستان میں جمیعت کے کارکنوں کا جہاد' امریکی سفیر کے ساتھ طالبان لہجے میں گفتگو

جناب میر جمیل الرحمان کا یہ کالم مولانا فضل الرحمان کے اعلان جہاد کے خلاف مفروضہ دلائل پر مبنی ہے من وعن نذر قارئین ہے' مخالفت کے باجود بین السطور مولانا کی عظمت' شجاعت بہادری' جذبہ جہاد اور جرات واستقامت کا عتراف ہے جسے دیکھنے کے لئے عینک لگانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

جمیعت العلماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے امریکیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے کیونکہ امریکی انتظامیہ نے کہہ دیا ہے کہ اسامہ بن لادن کو ہر قیمت پر قابو میں لایا جائے گا' مولانا نے بھی دھمکی دی ہے کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو پھر پاکستان میں کوئی امریکی باشندہ محفوظ نہیں ہوگا' انہوں نے متعدد ریلیاں' اور جلسے منعقد کیے ہیں اور امریکہ کی مذمت کرتے ہوئے اسے دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد کہا ہے اور امریکہ کے لئے موت کا نعرہ بلند کیا ہے۔

مولانا فضل الرحمان طالبان اور ان کے نظام حکومت کے زبردست مداح بن گئے ہیں' اگرچہ مولانا سمیع الحق کے طالبان کے ساتھ بہت گہرے تعلقات ہیں مگر انہوں نے اس کے متعلق کبھی بلند بانگ دعوے نہیں کئے' دوسری طرف مولانا فضل الرحمان پاکستان میں طالبان کے بلا جواز وائسرائے بن گئے ہیں' ان کی پارٹی مسلم لیگ کی سربراہی میں بلوچستان کی مخلوط حکومت میں شامل ہے

Marfat.com

**مگر حکومت کے ساتھ جمیعت کے اتحاد کے باوجود مولانا کے معتقدین کو کوئٹہ میں ایک سینما ہال اور ویڈیو فلموں کی متعدد دکانیں جلانے سے کسی نے نہیں روکا ۔**

گذشتہ منگل کے روز امریکہ کی ایک سفارتکار نے مولانا فضل الرحمان سے ملاقات کر کے ان کی دھمکیوں پر احتجاج کیا ہے ' مولانا نے قائم مقام سفیر سے ایسے لہجے میں بات چیت کی جیسے وہ پاکستانی شہری کی نہ ہو ' بلکہ افغان حکومت کے نمائندہ کی ہو ' انہوں نے ایک بار پھر دھمکیاں دہرائیں کہ اگر افغانستان پر حملہ کیا گیا تو پاکستان میں کوئی امریکی محفوظ نہیں ہوگا ' ایسی انتقامی کاروائیوں کی تو ملا عمر نے بھی دھمکی نہیں دی حالانکہ ان کے اپنے ملک کو امریکی حملوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

مولانا فضل الرحمان یہ بھول رہے ہیں کہ ایک لاکھ سے زائد پاکستانی باشندے امریکہ میں مقیم ہیں اور ان میں بیشتر کو امریکی شہریت حاصل ہے ' وہ محنتی اور پرامن برادری کے طور پر امریکی معاشرے میں عزت اور وقار رکھتے ہیں ' امریکیوں کو دھمکی دیکر مولانا امریکہ میں رہنے والے پاکستانیوں کو خطرے میں ڈال رہے ہیں ' **امریکیوں کو موت کی دھمکیاں دیکر مولانا فضل الرحمان نادانستہ طور پر اپنے آپ پر دہشت گرد ہونے کا الزام لگوا رہے ہیں** ' برطانیہ پہلے ہی انہیں ویزہ دینے سے انکار کر چکا ہے اگر انہوں نے موت کی دھمکیوں والے بیانات جاری رکھے تو شاید پھر تمام یورپی ممالک حتیٰ کہ اسلامی ممالک بھی ان کے متعلق ایسی ہی کاروائی کرنے کے لئے سوچیں ۔

حکومت کو چاہئے کہ ان دھمکیوں کو نظر انداز نہ کرے اگر ان کا ایک اتحادی سیاست دان اپنے معتقدین کو امریکیوں کو قتل کرنے کی ترغیب دیتا ہے تو اسے خاموش تماشائی بن کر دیکھتے نہیں رہنا چاہئے جبکہ بیرونی سرمایہ کاری پہلے ہی بہت کم ہو چکی ہے ' مولانا فضل الرحمان دھمکیاں دیتے رہے تو مستقبل میں بھی بیرونی سرمایہ کاری کا امکان ختم ہو جائے گا ۔

(روزنامہ خبریں اسلام آباد 14 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم ! مولانا فضل الرحمان کا ایجنڈا

تحریر : جناب ایم ادیب

# مولانا فضل الرحمان، ہر ایک کی جان

بڑے باپ کا بڑا بیٹا، بچپن کے فیصلے، مفتی محمود کی وزارت اعلیٰ، صوبہ سرحد اسلام کا گہوارہ بن گیا تھا، فضل الرحمان ہیرو کے بیٹے ہیں، اسلاف کے نقش قدم پر، ریشمی رومال کے تحریک میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کا نیا جنم

.............

یہ ستر کی دھائی کے آغاز سے کچھ ہی برس پہلے کی بات ہے ابھی مولانا فضل الرحمان کی مسیں بھیگنا شروع ہی ہوئی تھیں، ابھی چہرہ سنت نبوی ﷺ سے پوری طرح مزین نہیں ہوا تھا، ابھی شرمیلے پن کا یہ عالم تھا کہ ملت ہائی سکول ملتان کی اسمبلی میں تلاوت کے لئے بلائے جانے پر بھی لجاجت محسوس کرتے تھے، یہ روش زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہی، بڑے باپ کا بیٹا ہونے کا اعزاز پہلے ہی حاصل تھا، مرزا مسرت بیگ مرحوم و مغفور جیسے استاد کی خصوصی توجہ اور محبت و شفقت نے مہمیز کا کام دیا اور جلد ہی فضل الرحمان ہر ایک کی جان بن گئے، طبیعت میں لاابالی پن کے باوجود ارادے اور عزم کی پختگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، سکول کے طالب علموں جیسا مزاج بالکل نہیں تھا، نہ ہی لڑکپن کی مخصوص عادات بلکہ لاابالی عمر میں وقار نمایاں تھا، کوئی فیصلہ کرتے تو ڈٹ جاتے یوں جیسے کوئی پختہ کار آدمی اپنے فیصلے کے پیچھے چھپی تمام مصلحتوں سے آگاہ ہو، ان کے زمانہ سکول کے چند حسین و جمیل یادیں خالد خان، جمیل اکبر و دیگر کچھ دوستوں کے دل و دماغ میں آج بھی تلذہ ہیں تاہم میں ان سے جو شیر تھا ان کی سنجیدگی اور

Marfat.com

متانت کے رعب میں تھا اسلئے بھی کہ میں مدرسہ قاسم العلوم میں شعبہ حفظ کا طالب علم تھا' سو میں مولانا فضل الرحمان کو زیادہ جانتا ہوں' جو درس نظامی کی بڑی بڑی دبیز کتب بغل میں دبائے یا سینے سے لگائے' عام طور پر مدرس کے کمرے سے نکلتے' دارالعلوم کے چند سیڑھیاں اترنے کے بعد' مسجد کے صحن کے اس پار چھوٹی سی غلام گردش سے متصل مسجد کی محراب والی دیوار کے عقبی گھر کی جانب سر جھکائے تیز تیز جاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

میں اسلئے فضل الرحمان سے واقفیت رکھتا ہوں جس کے والد ملک کے ایک صوبے کے خود مختار و بااختیار وزیر اعلیٰ تھے مگر گھر میں پھر بھی مدرسے کے مطبخ کی پتلی دال اور موٹی سوکھی روٹیاں جاتی تھیں کبھی ان کے گھر میں عمدہ دستر خوان نہیں سجا تھا' نہ مرغن کھانے چنے گئے تھے۔

میں اسلئے فضل الرحمان سے شناسائی رکھتا ہوں جس کی رگوں میں ایک ایسے باپ کا لہو دوڑ رہا ہے جس نے ربع صدی سے زیادہ عرصہ حدیث کا درس دیا وہ جن کے درس کی سماعت کے لئے ملتان کے بڑے بڑے نواب دیوانہ وار بھاگتے چلے آتے تھے جن (مفتی صاحب) کے ایک اشارے پر مدرسے کے بیت المال میں اسباب کی اتنی بہتات ہو جاتی تھی کہ سنبھالنا اوق ہو جاتا تھا' جن کے زریں دور حکومت میں صوبہ سرحد کے قحبہ خانوں کی رونقیں لٹ گئی تھیں' صوبہ سرحد اسلام کا گہوارہ بن گیا تھا اور ایسی ہی خواہش کا ہاتھ مولانا فضل الرحمان نے کارزار سیاست میں قدم رکھا' وہ خواہش وہ خواب کہ جس کے تعبیر کی راستے کے کانٹے چنتے چنتے مولانا کے بالوں میں چاندی اتر آئی۔

مولانا فضل الرحمان کے پاس ایک ایجنڈا ہے' وہ ایجنڈا جسے لال حویلی اور رائے ونڈ کے شبستانوں کے باسی نہیں سمجھ سکتے' یہ مادر زاد اندھے جن کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مولانا فضل الرحمان کو امریکہ نے ہیرو نہیں بنایا وہ ہیرو کے بیٹے ہیں' اور اصلی ہیرو وہی ہوتے ہیں جو اپنی ماں کی کوکھ سے اسی وصف کے ساتھ جنم لیتے ہیں' لوہا ڈھالنے والوں کے سنگدل پوت تو ملکی سیاست کو بھی سکریپ کا کاروبار بنا دیتے ہیں' مولانا فضل الرحمان کے پاس ایک ایجنڈا ہے' وہ ایجنڈا جو آخر الانبیاء ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو وراثت میں

Marfat.com

دیا کہ معاشرے میں پنپنے والے برائیوں کے اسباب و محرکات کو تلاش کر کے ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ' یہی کام مولانا فضل الرحمان کی اسلاف نے کیا ' انہوں نے برصغیر اور مشرق وسطیٰ میں استعماری نظام کے خلاف کھلی جنگ لڑی وہ مولانا فضل الرحمان کے اسلاف ہی تھے جنہوں نے تحریک خلافت کو اپنے لہو سے سینچا اور وہی کام طالبان کر رہے ہیں ' وہ طالبان جنہوں نے مولانا فضل الرحمان کے والد مولانا مفتی محمود سے حدیث کا سبق پڑھا ' ان سے سیاست مصطفوی ﷺ کے اسرار و رموز سیکھے ۔

مولانا فضل الرحمان کی آڑ میں طالبان کی جدو جہد کو تنقید کا نشانہ بنانے والے شدھی تحریک کے حامیوں کی اولادیں ہیں ' انہیں کیا معلوم کہ یہ طالبان اور مولانا فضل الرحمان تو ریشمی رومال کی تحریک میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کا نیا جنم ہیں ۔ ان نفوس قدسیہ کا نیا جنم جو ایک طرف ایشیا میں استعمار کے استحصال پر خون کے آنسو روتے تھے تو دوسری طرف دنیا کی ہر مظلوم کی محبت اور ہمدردی کا سمندر ان کے دلوں میں ٹھاٹھیں مارتا تھا ' آج اقتدار کے نشہ میں چور اور آئی ایم ایف کے قرضوں کے خوابوں میں مسحور حکمران اور ان کے طبلچی اپنے ذرائع ابلاغ کی مدد سے جس طرح سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے اور اپنے کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کی سعی کر رہے ہیں اس سے حقائق کو دھندلایا یا جھٹلایا نہیں جاسکتا ۔

یہ بجا کہ ہمارے ذرائع ابلاغ پر نام نہاد ترقی پسندوں اور سیکولر ذہن رکھنے والے لوگوں کا قبضہ ہے اور وہ نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو جھلسانے کی مذموم کوششوں میں پیہم مبتلا ہیں مگر یہ امر بھی کسی شک و شبہ سے پاک ہے کہ اس مسموم فضا میں ایک نیا معاشرہ بھی وجود میں آرہا ہے ایک ایسا معاشرہ کہ جس کے افراد میں ایمان کی مقتضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی شدید طلب اور پیاس نظر آتی ہے ۔ (روزنامہ اوصاف 20 اگست بروز جمعہ 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم : مولانا فضل الرحمٰن کا جرات مندانہ اقدام		تحریر : جناب امیر زادہ خان

# مولانا فضل الرحمٰن نے سر پر کفن باندھ لیا ہے

## امریکی خوفزدہ ہیں' حکمران معذرت خواہ ہیں اور عوام میدان کارزار میں اترنے کیلئے تیار ہیں

## گوادر میں امریکی بحری بیڑے کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن اور برادر اسلامی ملک افغانستان پر امریکی جارحیت کی صورت میں امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کر کے دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے امریکہ اور اس کے زیر اثر غلاموں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ افغانستان پر جارحیت کی صورت میں کسی بھی امریکی کو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن کے اس جرات مندانہ اعلان سے عوام کی ایک بڑے حصہ کی تائید حاصل ہوئی۔ اسلام اور ملک سے درد رکھنے والے سنجیدہ رہنماؤں نے بھی اس اقدام کو سراہا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کے اعلان پر جب امریکہ نے ان سے ملاقات کرنا چاہی تو مولانا نے صاف انکار کر دیا۔ امریکہ کے شدید اصرار پر جب مولانا نے ملاقات کا وقت دیا تو ملاقات میں بھی مولانا نے اپنے موقف پر بدستور رہتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں امریکی سفارتکار پر واضح کر دیا ہے کہ اگر امریکہ مذاکرات کرنا چاہتا ہے تو ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں لیکن میزائلوں کے سائے تلے مذاکرات کیسے ممکن ہیں اور اگر امریکہ جنگ کی بات کرتا ہے تو پھر ہم جنگ کے لئے بھی تیار ہیں۔ امریکی سفارتکار مولانا نے اس دوٹوک جواب سے مزید خوفزدہ ہو گئیں اور امریکی باشندے مزید تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ شاید یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ کسی پاکستانی سیاستدان سے اتنے خوفزدہ ہو چکے

Marfat.com

ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اس سے قبل بھی اسامہ بن لادن کے بہانہ سے افغانستان پر حملہ کر چکا ہے اور طالبان حکومت کے خاتمے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے اور آج تک اس میں مصروف ہے۔ احمد شاہ مسعود کے ذریعے طالبان حکومت کے خاتمے کے لئے نئے نئے منصوبے بنا رہا ہے۔ امریکہ اپنے آپ کو امن کا سب سے بڑا علمبردار تصور کرتا ہے لیکن گزشتہ سال اسامہ بن لادن کے بہانے افغانستان پر حملہ کر کے امریکہ نے جو بین الاقوامی دہشت گردی کا ثبوت دیا ہے وہ سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آج پھر ایک سال پورا ہونے پر امریکہ کی طرف سے اسامہ بن لادن پر حملے کی بازگشت سنائی دے رہی ہے لیکن امریکہ کے اس حملے کے خدشے سے پاکستان میں جو شدید رد عمل سامنے آیا ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں، خصوصاً جب جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کے حملے کی صورت میں اس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور کراچی، پشاور، اسلام آباد میں بہت بڑے مظاہرے منعقد کئے اور تاحال صوبہ سرحد میں مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے رائے عامہ کو ہموار کرنے کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مظاہروں اور جلسوں کی کامیابی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے امریکہ کے خلاف اعلان جنگ پر پورے ملک کے عوام خصوصاً صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد نے بھرپور انداز میں لبیک کہا ہے اور اس انتظار میں ہیں کہ مولانا کب کال دیں گے۔ شاید اس وجہ سے امریکہ مزید خوف میں مبتلا ہو چکا ہے اور امریکیوں نے حملوں کے خطرے کے پیش نظر پاکستان سے نقل مکانی شروع کر دی ہے۔ ادھر پاکستان نے بھی مولانا فضل الرحمٰن کے شدید رد عمل کے نتیجے میں واضح طور پر کہا ہے کہ افغانستان پر حملے کے لئے پاکستان کی سرزمین کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی، اپنی سرزمین کو استعمال کرنے نہیں دیں گے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے انکشاف کیا ہے کہ امریکی بحری بیڑا گوادر میں موجود ہے لیکن دفتر خارجہ بار بار تردید کر چکا ہے کہ پاکستانی حدود میں کوئی امریکی بحری بیڑا موجود نہیں اور نہ اس کی اجازت دیں گے اور مولانا فضل الرحمٰن نے ایک روزنامہ "اوصاف" کو تازہ ترین خصوصی انٹرویو میں اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ میرے کارکنوں اور ساتھیوں

Marfat.com

کی طرف سے شدید دباؤ ہے کہ گوادر میں موجود امریکی بحری بیڑے کو تباہ کیا جائے اور ہم اس سلسلے میں غور کر رہے ہیں۔

موجودہ حالات میں مولانا فضل الرحمٰن کا امریکہ کے خلاف یہ جرات مندانہ اقدام معنی خیز ہے کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن پاکستان کے سب سے بڑے اصولی اور ڈپلومیسی کے قائل ایک سنجیدہ سیاستدان ہیں۔ اگر حالات کے تناظر میں مولانا فضل الرحمٰن کے اس اعلان کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات افشاں ہوتی ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے اب سر پر کفن باندھ لیا ہے اور کسی صورت میں اپنے اعلان سے دستبردار ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی سفار تکار سے مولانا نے کہا کہ اگر امریکہ مذاکرات کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے افغانستان پر حملے کا ارادہ ترک کر دے ورنہ گولی کا جواب گولی سے دیں گے۔

در حقیقت مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کے خلاف جرات مندانہ اعلان کر کے اپنے عظیم والد مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کی جانشینی کا خوب حق ادا کر دیا ہے جس طرح مولانا مفتی محمود اسلام دشمن طاقتوں کے خلاف بے خوف وخطر ڈٹ جاتے تھے اور بر ملا انہیں للکارتے تھے آج مولانا نے سپر پاور کو جرات مندی کے ساتھ للکار کر ملت اسلامیہ کے قائد ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ امریکہ نے مولانا فضل الرحمٰن کی زبانی دھمکیوں سے خائف ہو کر افغانستان پر حملہ کا ارادہ فی الحال ترک کر دیا ہے جس دن مولانا فضل الرحمٰن عملی اقدامات کریں گے اس دن امریکہ کا حشر کیا ہوگا۔ امریکہ اگر مولانا فضل الرحمٰن سے خائف نہ ہوتا تو اب تک وہ اسامہ بن لادن پر حملہ کر چکا ہوتا۔ امریکہ کی حساس ایجنسیوں نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ امریکہ کی طرف سے اسامہ بن لادن پر حملہ کی صورت میں مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے جوابی رد عمل کیا ہوگا۔ اسی خوف کے پیش نظر امریکیوں نے کئی شہروں سے نقل مکانی شروع کی ہے اور تادم تحریر یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ مولانا فضل الرحمٰن کے اقدامات سے قبل اس پاک سرزمین سے امریکیوں کا صفایا ہو جائے گا امریکہ کو زیادہ خطرہ مولانا فضل الرحمٰن کے دورہ افغانستان سے لاحق ہو چکا ہے۔ مولانا فضل

Marfat.com

الرحمٰن اور ملا محمد عمر کی تفصیلی ملاقات نے امریکی خدشات میں مزید اضافہ کر دیا ہے خصوصاً احمد شاہ مسعود کے خلاف طالبان کی حالیہ پیش قدمیاں امریکہ کے لئے سوہان روح بن گیا ہے اور یہ اسی ملاقات کا نتیجہ ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے ملا محمد عمر کو یہ یقین دلایا ہے کہ امریکی جارحیت کی صورت میں ہم آپ کے لئے ایک لاکھ تربیت یافتہ نوجوانوں کی کھیپ دیں گے۔

( روزنامہ اوصاف ۲۰ اگست ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم: مولانا فضل الرحمٰن کیا چاہتے ہیں؟ روزنامہ مشرق کی ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کا طوفان

روزنامہ مشرق کی درج ذیل ادارتی تحریر شدت بغض پر مبنی اور مخالفانہ ہے۔ آخر سرکاری اخبار نے وہی کچھ لکھنا ہے جو اسے اپنی سرکار نے بتانا ہے۔ ہم نے یہ تحریر من و عن دیدی۔ قارئین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن کا تیر نشانے پر بیٹھا۔ سرکاری اخبار کے ادارتی کالم میں اس قدر بدحواسی مولانا کی عظمت اور سیاسی تدبر پر شاہد عدل ہے۔

جمیعت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمٰن جن کو سنجیدہ مذہبی اور سیاسی حلقوں میں احترام کا مقام حاصل ہے' کے سیاسی رویئے میں پچھلے تقریباً ایک ماہ سے واقع ہونے والی بڑی تبدیلی پر عوام انگشت بدنداں ہیں۔ خود جمیعت کے کارکنوں کی اکثریت یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اچانک مولانا فضل الرحمٰن میں اتنی تیزی سے امریکیوں کے خلاف نفرت کہاں سے عود کر آئی ہے۔ چندروز قبل جنوبی وزیرستان کے ایک ذمہ دار قبائلی رہنما ملک خانزادہ خان احمد زئی وزیر نے مولانا کے حالیہ سیاسی کردار کو انتہائی مشکوک و خطرناک قرار دیتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا کہ موصوف اپنی سابقہ اتحادی جماعت کو برسر اقتدار لانے کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ چونکہ انہیں بخوبی علم ہے کہ پاکستانی قوم جملہ سیاست کاروں بشمول سیاست کرنے والے مذہبی رہنماؤں سے بیزار و متنفر ہو چکی ہے اور ان کی کسی اپیل پر کان دھرنے کو تیار نہیں جبکہ طالبان کشمیر حریت پسندوں اور عالم اسلام کے نامور مجاہد اسامہ بن لادن کے ساتھ جذباتی تعلق رکھتے ہیں۔ بنابریں وہ خود کو ان کا بہی خواہ اور حکمرانوں کو ان کا دشمن و مخالف ظاہر کر کے حالات کو مکدر بنانے کے درپے ہیں تاکہ داخلی انتشار کے بہانے جمہوریت کا دھڑن تختہ کرانے کا جواز پیدا کیا جا سکے وگرنہ اسامہ کے ساتھ مولانا کی عقیدت اور

Marfat.com

امریکہ سے بعد و نفرت کا اندازہ اس امر سے لگانا محال نہیں جب گذشتہ برس امریکہ نے مسلمہ بین الاقوامی قوانین و ضوابط بری طرح پامال کر کے افغانستان میں مجاہدین کے ہیڈ کوارٹر پر میزائلوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں درجنوں مجاہدین شہید اور ان کے ٹھکانے مکمل طور پر مسمار ہوئے تو اس وقت مولانا نے اس طرح کی گرمجوشی کا مظاہرہ کئے بغیر امریکہ کی مذمت کا روایتی انداز اپنایا۔ عوام کو یہ بات بالکل پسند نہیں آئی کہ ایک عالم دین کے لئے جن کو سامراج دشمن ہونے کا دعویٰ ہے ہرگز یہ مناسب و جائز نہ تھا کہ وہ بھی حکومت کے سفارتی احتجاج کی طرح زبانی کلامی جمع خرچ سے کام چلائے۔ اگر اس وقت وہ اسامہ اور طالبان حکومت سے اظہار یکجہتی کے طور پر احتجاجی تحریک چلاتے تو ان کو ہر قسم کے شبہات سے بالاتر سمجھا جاتا۔ مولانا کی حکومت سے حاصل کردہ مراعات کے بارے میں سابق وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے کئی بار گواہی بھی دی ہے۔ اسی طرح بے نظیر دور میں مشہور عرب مجاہد یوسف رمزی کو گرفتار کر کے امریکی حکومت کے حوالے کیا گیا تب بھی مولانا کے جذبہ ایمانی نے جوش نہیں مارا اور نہ ہی بے نظیر کی طرفداری سے ہاتھ کھینچا بلکہ الٹا خارجہ امور کی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین بن کر اقتدار کے مزے لوٹتے رہے۔ علاوہ ازیں امریکی کمانڈوز نے ڈیرہ غازی خان میں جے یو آئی کے ایک سرگرم رکن کے ہوٹل سے ایمل کانسی کو اغواء کر کے امریکہ پہنچایا تو بھی ان کی رگ حمیت نہیں پھڑکی۔ اب جبکہ بظاہر امریکہ کی جانب سے افغانستان پر کسی حملہ کے آثار نہیں تاہم مغربی ذرائع ابلاغ طالبان حکومت کی توجہ باغی قوتوں سے ہٹانے کی غرض سے نت نئے شوشے چھوڑ رہے ہیں۔ ان کی تقلید میں مولانا فضل الرحمٰن نے بھی پیالی میں طوفان کھڑا کر رکھا ہے۔ ایک طرف امریکہ کی بدمعاشی کے واقعات کو معمولات عالم سمجھ کر خاموشی اختیار کرنا اور دوسری جانب امریکہ سے اس قدر بیر کہ نہ سفارتی آداب کا خیال اور نہ صنف نازک کا لحاظ رکھا گیا بلکہ ہیرو بننے کی خواہش میں اپنے ماضی سے بغاوت کر کے دنیا کو حیران کر دیا۔ صرف اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ملک بھر میں افغانستان پر امریکی حملوں کے خطرے کا الارم بجایا جا رہا ہے اور تقریروں کی تان " نواز ہٹاؤ " پر توڑی جاتی ہے جو پس پردہ محرکات کو جاننے کے لئے کافی ہے۔ ہمارے نزدیک قبائلی ملک کے خدشات کو بلا سوچے سمجھے نظر انداز کرنا ہرگز دانشمندی نہیں کیونکہ مذکورہ ملک کا پورا قبیلہ مولانا مفتی محمود مغفور کے وقت سے جے یو آئی کا پشت پناہ بن کر دامے درمے مدد کرتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ خانزادہ خان کا سگا بھتیجا جمیعت کی ذیلی تنظیم جمیعت طلبہ اسلام کا صوبائی قائد بھی رہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کسی آزاد منش قبائلی

Marfat.com

ملک کی لایعنی و بے تکی باتیں نہیں بلکہ مولانا فضل الرحمن کے مزاج شناس اور پابند صوم صلوٰۃ ملک کے وزنی خدشات ہیں جن پر غور و خوض کرنا تقاضائے وقت ہے کیونکہ بھارت کے ساتھ موجودہ کشیدگی کے پیش نظر داخلی و خارجی صورتحال سے بے خبری ملک و قوم کے لئے نقصان دہ ہوگی۔ ہماری رائے میں مولانا فضل الرحمٰن اور ان کی جماعت اپنے سیاسی اور نظریاتی حوالوں سے شاندار ماضی کی حامل ہے۔ جمیعت کے اکابرین کی انگریزوں کے خلاف بے مثال قربانیاں اب بھی زبان زد عام ہیں۔ آزادی کے بعد بھی جمیعت نے ہر مارشل لاء کے خلاف آواز اٹھانے میں پہل کر کے ہمیشہ اپنے آپ کو سامراج دشمن ثابت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے مذہبی طبقوں کی ایک خاموش اکثریت جمیعت کے ساتھ ہے تاہم یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جمیعت کی موجودہ قیادت نے بعض غلط سیاسی فیصلوں سے اپنی اہمیت گنوادی ہے۔ سمت کے تعین میں ہمیشہ تذبذب اور پالیسیوں میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے عوام کا اعتماد جمیعت کی قیادت سے اٹھ چکا ہے۔ قیادت کی اس بے حسی کی وجہ سے جمیعت کے بے شمار قیمتی اور نظریاتی کارکن کب کے بچھڑ چکے ہیں لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ حالات کی شکست و ریخت سے سبق حاصل کرنے کی بجائے جے یو آئی کی قیادت نے اپنا ڈھنگ نہیں بدلا جس کی وجہ سے وہ مسلسل عوامی حمایت سے محروم ہو رہی ہے جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۸۸ء سے لیکر ۱۹۹۷ء تک ہونے والے چار انتخابات میں صرف قومی اسمبلی میں جمیعت کے اراکین کی تعداد آٹھ سے دو ہو کر رہ گئی ہے۔ عوام کے اندر یہ تاثر پختہ ہوتا جارہا ہے کہ جے یو آئی اپنے شاندار ماضی سے بالکل کٹ گئی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ملکی سیاست میں جے یو آئی کا کردار بڑھنے کے بجائے گھٹ رہا ہے لیکن اس کی قیادت سب کچھ جانتے ہوئے بھی سنبھلنے کی کوشش نہیں کر رہی ہے حالانکہ عوام کی ایک بڑی تعداد اب بھی یہ خواہش رکھتی ہے کہ جمیعت اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرے لیکن اس کے لئے موجودہ قیادت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جمیعت کو وقت کے تقاضوں کے ساتھ نئے سانچوں میں ڈھال کر اپنے ماضی سے رشتہ منقطع کئے بغیر آگے کی طرف بڑھے۔ اس کے لئے مناسب یہ ہوگا کہ مولانا فضل الرحمٰن حقیقت پسندی کا مظاہرہ کر کے اپنی سیاست کو از سر نو منظم کریں اور امریکیوں کو دھمکیاں دینے کی بجائے اپنا سیاسی ساکھ بحال کریں۔ (روزنامہ مشرق پشاور ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعرات)

Marfat.com

عنوان کالم : کیاہر امریکی کا قتل جائز ہے ؟

تحریر : جناب حامد میر صاحب

# مفتی نظام الدین شامزئی کا فتویٰ

## مولانا فضل الرحمٰن کا اعلان جنگ امریکی حکومت کے خلاف ہے

## امریکی سفارتکار طالبان کے خلاف سازشوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن بار بار اس عزم کا اعادہ کر رہے ہیں کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیااور اسامہ بن لادن کو نقصان پہنچایا تو پھر پاکستان میں کوئی امریکی محفوظ نہیں رہے گا۔ معروف عالم دین مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی ایک قدم آگے چلے گئے ہیں اور انہوں نے اسلام آباد میں ایک سیمنار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے 'لہٰذا امریکیوں کا قتل شرعاً جائز ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن اور مفتی نظام الدین شامزئی کے موقف نے ایک شرعی مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ میں لاکھوں مسلمان بھی رہتے ہیں۔ کیا ان امریکی مسلمانوں کا قتل جائز ہے ؟ اسلامی شریعت کے مطابق جنگ کے دوران بوڑھوں 'بچوں اور عورتوں کا قتل جائز نہیں ہے تو کیا مولانا فضل الرحمٰن اور مفتی نظام الدین شامزئی کے موقف کی روشنی میں امریکی بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا درست ہوگا ؟

جن حضرات نے اسلام آباد میں مفتی نظام الدین شامزئی کی تقریر غور سے سنی وہ جانتے ہیں کہ مفتی صاحب نے " حربی کافروں " کے قتل کو جائز قرار دیا۔ " حربی کافروں " سے مراد وہ غیر مسلم ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں 'لہٰذا مفتی نظام الدین شامزئی کے فتوے سے یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ امریکی مسلمان یا امریکی بوڑھے 'بچے اور عورتیں بھی واجب القتل ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عبداللہ عزام کی کتاب " جہاد -- آداب واحکام " سے بھی رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عزام فلسطینی تھے۔ انہوں نے جہاد افغانستان میں بہت اہم کردار ادا کیا اور اسامہ بن لادن ہمیشہ

Marfat.com

ڈاکٹر عبداللہ عزام کو اپنا استاد قرار دیتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کو چند سال قبل پشاور میں پر اسرار طریقے سے قتل کر دیا گیا تھا۔ڈاکٹر عبداللہ عزام نے یہ کتاب عربی میں لکھی تھی۔ منہاج الاسلام فاروقی نے اس کتاب کو اردو میں ڈھالا اور ادارہ معارف اسلامی لاہور نے اس کتاب کو پہلی دفعہ 1990ء میں شائع کیا۔

ڈاکٹر عبداللہ عزام نے اپنی کتاب میں قرآن حکیم کی سورۃ البقرہ سے یہ حکم نقل کیا ہے کہ "اللہ کے راستے میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں" آگے چل کر انہوں نے لکھا ہے کہ جو جنگ کرے یا کسی بھی طریقے سے جنگ میں شرکت کرے اسے مارا جائے' عورتوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کی ضرورت نہیں جب تک ان کی طرف سے جنگ میں شرکت کا ثبوت نہیں ملتا۔اسی طرح بچوں اور راہبوں کو بھی خواہ مخواہ قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ڈاکٹر عبداللہ عزام لکھتے ہیں کہ ضعیفوں اور کمزوروں سے انتقام لینے کا مطلب غم و غصے کو جنم دینا ہے اور ایسے واقعات کو تاریخ خون کی روشنائی سے لکھتی ہے جو ہرگز اسلام کا مقصد و منشاء نہیں۔ڈاکٹر صاحب نے امام مالکؒ ' امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عورتوں و بچوں کا قتل کسی صورت جائز نہیں ہے تاہم انہوں نے امام سرخسی کی کتاب " المبسوط " کے حوالے سے کہا ہے کہ اگر کافروں کے قلعوں میں عورتیں اور بچے موجود ہوں تو یہ امر ہمیں ان کے قلعوں کو آگ لگانے سے نہیں روک سکتا۔ڈاکٹر عبداللہ عزام نے افغانستان میں ایسی کمیونسٹ عورتوں کا قتل جائز قرار دیا جو مجاہدین کے خلاف پراپیگنڈے یا منصوبہ بندی میں شرکت کرتی تھیں۔ آجکل کے دور میں بمباری سے اکثر اوقات عورتوں اور بچوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ڈاکٹر عبداللہ عزام کا خیال ہے کہ عورتوں اور بچوں کو بمباری سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب میں جہاد کے تمام اہم اصول موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کمزور' ضعیف' بچے یا عورت کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکی سفارتکاروں اور تاجروں کا قتل جائز ہے؟ علماء کا کہنا ہے کہ امریکی سفارتکار ایک ایسی حکومت کا حصہ ہیں جو دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہی ہے اور ان کے وسائل لوٹ رہی ہے اور خاص طور پر پاکستان میں موجود امریکی سفارتکار

Marfat.com

طالبان کے خلاف سازشوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان سفارتکاروں کا قتل جائز ہے۔ امریکی تاجروں اور سرمایہ داروں کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ ان کے کمائے گئے زر مبادلہ سے امریکی حکومت مسلمانوں کے خلاف اسلحہ خریدتی ہے لیکن اگر یہ تاجر سازشوں میں براہ راست ملوث نہ ہوں تو انہیں مارنا جائز نہیں ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کا اعلان جنگ امریکی حکومت کے خلاف ہے' عام شہریوں کے خلاف نہیں ہے تاہم انہوں نے یہ ضرور کہا کہ امریکی شہری اپنی حکومت کو سمجھائیں ورنہ انہیں نقصان ہو سکتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن اس سلسلے میں وضاحت کر دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں جذباتی نوجوانوں نے مغربی سیاحوں کی گاڑیوں کو روکنا شروع کر دیا ہے۔ ان کی جنگ امریکی حکومت' امریکی فوج اور امریکی مفادات کے خلاف ہے۔ امریکی عورتوں اور بچوں کے خلاف نہیں تاہم خاتون سفارتکاروں کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہ امریکی حکومت کا حصہ ہیں۔ بعض جید علماء کا دعویٰ ہے کہ اسامہ بن لادن کا اعلان جنگ بھی امریکی حکومت کے خلاف ہے' عوام کے خلاف نہیں لیکن امریکی ذرائع ابلاغ اسامہ کے موقف کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ ہر امریکی شہری اس سے نفرت کرے۔ ثابت ہوتا ہے کہ امریکی شہریوں میں خوف و ہراس پھیلانے کا ذمہ دار اسامہ بن لادن نہیں بلکہ امریکی حکومت اور ذرائع ابلاغ ہیں۔

(روزنامہ اوصاف ۲۴ اگست ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : جے یو آئی کی دھمکی روزنامہ خبریں کی ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کے چلائے ہوئے تیر نشانے پر لگ رہے ہیں

مولانا فضل الرحمٰن کے اعلان جہاد سے دنیاء کفر کی طرح دنیائے منافقت بھی لرزاں ہے اور کتنی بودی اور بے تکی باتوں پر اتر آئی ہے۔روزنامہ خبریں کی درج ذیل ادارتی تحریر اس کا واضح ثبوت ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا کے چلائے ہوئے تیر کیسے کیسے نشانے پر بیٹھ رہے ہیں۔

جے یو آئی کے زیر اہتمام لاہور میں احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ امریکہ شرافت کا مظاہرہ کریگا تو ہم بھی کریں گے۔امریکہ سپر پاور نہیں بلکہ صفر پاور ہے۔انہوں نے اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائی پر امریکی سفارتخانے اڑانے کی دھمکی بھی دی اور کہا کہ ہماری جوابی کارروائی سے امریکی لرز اٹھے ہیں۔اسامہ بن لادن کے حوالے سے امریکی رویے پر اسامہ بن لادن کے حامیوں نے شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے۔پاکستان میں بھی بہت سے لوگوں نے امریکی پالیسی کو سخت ناپسند کیا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ سفارتی آداب کے تقاضے فراموش نہ کئے جائیں۔سفارتکاروں ہی میں سفارتخانوں کی حفاظت بنیادی طور پر حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے۔اگر امریکہ نے کوئی غلط رویہ اختیار کیا ہے تو اس پر احتجاج بھی اصول اور ضابطے کے اندر رہتے ہوئے کرنا چاہیئے۔مولانا فضل الرحمٰن نے پہلے امریکیوں کو اڑانے کی بات کی اور اب سفارتخانوں کو اڑانے کی دھمکی دے دی ہے۔

ایسی دھمکیوں سے حکومت پاکستان کے لئے مسائل اور پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔خصوصاً امریکہ اور اس کے حواری پاکستان میں دہشت گردی کے حوالے سے پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دلوانے کی کارروائی کر سکتے ہیں۔اسامہ بن لادن افغانستان میں مقیم ہیں۔امریکہ نے کارروائی کی دھمکی دی ہے تو افغانستان کو سب سے پہلے رد عمل ظاہر کرنا چاہیئے۔عجیب بات ہے کہ طالبان سے زیادہ جے

Marfat.com

یو آئی کے کارکن شدید رد عمل ظاہر کرتے ہوئے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اسامہ بن لادن کے خلاف امریکہ نے جب پچھلے سال کارروائی کی تھی تو اس وقت امریکہ کے متعدد سکڈ میزائل پاکستانی علاقے میں بھی گرے تھے۔ سرحد اور بلوچستان نے تو احتجاج کیا تھا لیکن جے یو آئی کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ اس جماعت کے کارکن پاکستان کے بجائے افغانستان اور اسامہ بن لادن کے لئے زیادہ تڑپتے ہیں۔

مولانا فضل الرحمٰن کے موقف میں ویسے بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ امریکہ شرافت کا مظاہرہ کریگا تو ہم بھی کریں گے اور دوسری جانب وہ امریکیوں اور امریکی سفارتخانوں کو اڑانے کی دھمکیاں بھی دیتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئے امریکیوں کو ڈرا کر حکومت پاکستان کو پریشان کر رہے ہیں۔ امریکیوں اور امریکی سفارتخانے اڑانے کی دھمکیاں پاکستان کے اندر امریکی سکڈ میزائل گرنے پر کیوں نہیں دی گئی تھیں؟ (خبریں ۲۵ اگست ۹۹ء)

---

## مولانا فضل الرحمٰن کے بیان کو غلط رخ نہ دیا جائے

مکرمی! آپ کی توجہ روزنامہ پاکستان 17 ستمبر بروز جمعہ کے رنگین ایڈیشن میں جو علماء حضرات کے انٹرویو شائع کئے کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

عرض اس طرح سے ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کا امریکہ کے خلاف بیان بالکل سارے کا سارا سیاسی ہے۔ جس کو عوام میں بہت پذیرائی ہوئی اور میں یہ کہنے میں بالکل عار محسوس نہیں کرتا کہ جناب مولانا صاحب کے ساتھ میرے سیاسی اور مذہبی اختلافات ہونے کے باوجود جناب کا بیان بروقت تھا اور اس نے جو اثر دکھانا تھا وہ دکھا چکا مگر اس بیان کو مذہب کے ساتھ جوڑنا نہ تو دینی خدمت ہے اور نہ ہی ملکی۔ رہا مسئلہ کراچی والے مفتی صاحب کا تو جناب ان کا فتویٰ بالکل درست ہے اور جناب مفتی عبدالقوی صاحب کا فتویٰ بھی بالکل درست ہے۔ فرق صرف سمجھ کا ہے جبکہ میری گذارش ہے کہ اگر آپ محب وطن اور محب ملک ہیں تو اس بیان (مولانا فضل الرحمٰن) کا رخ امریکہ کی طرف پھیر دیں نہ کہ آپ اس کو اپنے ہم وطنوں اور صاحب حیثیت لوگوں کو تنقید کا نشانہ بنائیں۔

Marfat.com

جناب صدر امریکہ کا انٹرویو کروائیں اور پوچھیں آپ نے کس قانون کے تحت ہمارے ملک پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی کی۔ جناب صدر امریکہ سے دوسرا سوال یہ کیا جائے کہ افغانیوں کا کیا قصور تھا کہ ان پر بلاجواز میزائل داغے گئے۔ کیا اسامہ بن لادن صرف ایک آدمی کی وجہ سے بے قصور پوری افغان قوم پر بمباری کر کے مالی اور جانی نقصان کرنا یہی انسانی حقوق ہیں۔ عراق پر روزانہ بمباری کروانا کون سا قانون ہے۔ مسلمانوں کے خلاف امریکہ دہشت گردی کرے تو وہ انسانی حقوق کا سب سے بڑا علم بردار اور اگر ایک ایک مسلمان امریکہ کے خلاف بولے تو آپ اس کے خلاف فتوے دینے شروع کر دیں۔ یہ دوہرا پن کیوں؟ اگر آپ محب وطن ہیں تو آپ جیسے پڑھے لکھے باشعور آدمی مل کر امریکہ کے اسلام دشمن اقدامات کے خلاف لائحہ عمل اختیار کریں اور اس وقت وہی اخبار کامیاب ہوگا جو امریکی سامراج کے خلاف ہوگا۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ ایسے اشخاص اور ان کے بیانات میں اگر آپ کو کچھ جھول نظر آئے تو ان سے براہ راست بات کر کے جھول کو دور کریں تاکہ پوری قوم ایک نقطہ پر متفق ہو سکے۔ (روزنامہ پاکستان ' ۲۹ ستمبر ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم! خصوصی تجزیہ　　　تحریر: جناب ندیم اپل

# مولانا فضل الرحمان
# اسامہ اور افغانستان کی سلامتی کی جنگ لڑ رہے ہیں

## مفتی محمود کی بصیرت' پاکستان قومی اتحاد' قومی زعماء کی سیاست اور مولانا فضل الرحمان کی بصیرت

.....................

جمیعت العلماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمان ایک ایسے باپ کے بیٹے ہیں جنہوں نے بھٹو جیسے ذہین فطین حکمران سے ٹکر لی اور جو مطالبات ہمارے آج کے اپوزیشن لیڈر' جلسے جلوسوں' ریلیوں اور احتجاجی مظاہروں اور گھیر اؤ جلاؤ سے بھی منوانے کی اہلیت نہیں رکھتے وہ انہوں نے پاکستان عوامی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم کی سربراہی کرتے ہوئے بھٹو سے مذاکرات کی ٹیبل پر منوالیئے تھے یہ بھی درست ہے' کہ عوامی اتحاد کی طرف سے اس مذاکراتی ٹیم میں نواب زادہ نصر اللہ خان اور پروفیسر غفور بھی شامل تھے مگر یہ مولانا فضل الرحمان کے والد محترم مولانا مفتی محمود کی سیاسی بصیرت تھی کہ انہوں نے سب کچھ مذاکرات کی ٹیبل پر بھٹو صاحب سے منوا لیا تھا جب کہ ان کے ساتھ نواب زادہ نصر اللہ خان اور پروفیسر غفور تو اس وقت بھی گھیر اؤ جلاؤ اور ہنگامہ آرائی کی طرف مائل تھے' بھٹو صاحب جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ٹیبل کی جنگ کے ماہر تھے اور جو اندرا گاندھی سے مذاکرات کے ذریعے 97 ہزار فوجی اور پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ واپس لے آئے تھے ان جیسے شخص سے ٹیبل پر کوئی مطالبہ منوانا کوئی آسان کام نہ تھا اور پھر جب ان کی معاونت کرنے والوں میں شریف الدین پیرزادہ جیسے وکیل اور مولانا کوثر

Marfat.com

نیازی (مرحوم) جیسے مدبر عالم فاضل بھی موجود ہوں ایسے میں اگر بھٹو انتخابات کروانے یا قومی حکومت بنانے پر آمادہ ہو گئے تھے تو بلاشبہ مولانا مفتی محمود (مرحوم) کی ٹیبل کی جنگ میں بہت بڑی کامیابی تھی یہ الگ بات ہے کہ صبح چھ بجے کے ریڈیو بلیٹن میں نیوز ریڈر یہ خبر سنا رہی تھی کہ گذشتہ رات پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان عوامی اتحا میں معاہدہ کیا گیا ہے اور آج کسی وقت معاہدہ پر دستخط ہو سکتے ہیں' عین اس بلیٹن کے آخر میں نیوز ریڈر نے یہ خبر بھی سنا دی کہ ابھی ابھی ایبٹ آباد میں ایک فوجی ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم ہو گئی ہے اور سابق وزیراعظم بھٹو سمیت تمام سرکردہ سیاسی رہنماؤں کو حفاظتی حراست میں لے لیا گیا تھا اسی طرح وہ مذاکرات جو مولانا مفتی محمود کی رہنمائی میں عوامی اتحاد نے بھٹو صاحب سے جیتے تھے انہیں فوج نے ناکام بنا دیا۔

تاہم اس وقت کا مضبوط عوامی اتحاد جو بھٹو حکومت کے خلاف بنا تھا اور آج کے عوامی اتحاد جو موجودہ حکومت کے خلاف بن رہے ہیں ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے جس کی دو وجوہات ہیں پہلی یہ کہ 1975ء کے عوام نے پاکستان قومی اتحاد کی کارکردگی نہیں دیکھی تھی انہیں پاکستان قومی اتحاد کے عمائدین سے خاصی توقعات وابستہ تھیں وہ لوگ ابھی آزمائے نہیں گئے تھے پھر دوسری وجہ یہ ہے کہ پی این اے یعنی پاکستان قومی اتحاد نے اس مملکت خداداد کے عوام جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں انہیں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا نعرہ دیا تھا چونکہ بھٹو پر مغرب زدہ اور مغربی نظریات کا پرچار کرنے کی چھاپ تھی' اس لئے 1975ء کے پاکستانی عوام نے پی این اے کی بھرپور حمایت کی تھی یہ الگ بات ہے کہ تحریک میں جو محنت اور جدوجہد پاکستان قومی اتحاد نے کی تھی اس قسم کی ثمرات سے جنرل ضیاء الحق فیض یاب ہوئے' بی فاختہ دکھ جھیلتی رہیں اور کوے انڈے کھا گئے اگرچہ اس وقت جب جنرل ضیاء الحق نئے نئے آئے تھے انہوں نے پی این اے کی کامیاب تحریک اور پھر عوام کی طرف سے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا مطالبہ سامنے رکھتے ہوئے کچھ اسلامی اقدامات بھی کیے تھے مگر سچ تو یہ ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کو اپنی سخت جدوجہد کا پھل نہ مل سکا اور اس ملک میں ایک ایسی ڈکٹیٹر شپ قائم ہو گئی جس نے ایوب خان کی طرح ایک طویل اننگ کھیلی۔

مگر تاریخ' تجربہ اور مشاہدہ تو یہی بتاتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہم نے بات شروع کی تھی مولانا مفتی محمود (مرحوم) کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمان سے' بیچ میں موضوع کوئی اور نکل آیا

Marfat.com

جہاں تک مولانا فضل الرحمان کا تعلق ہے تو موجودہ دیگر لیڈروں سے وہ اسلئے مختلف ہیں کہ انہوں نے موجودہ حکومت کے بجائے براہ راست امریکہ سے ٹکر لی ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں' ان کی بات میں اسلئے بھی وزن ہے کہ وہ خطہ میں امریکہ کی مداخلت کے خلاف بول رہے ہیں وہ اسامہ اور افغانستان کے سلامتی کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ کلنٹن کو ہٹانا چاہتے ہیں' اسلام کے دشمن کو بھگانا چاہتے ہیں جب کہ دیگر اتحاد بنانے والے لیڈر اس ملک کی منتخب حکومت کے پیچھے پڑے ہیں اس کو وقت سے پہلے ہٹانے کے لئے ریلیاں نکال رہے ہیں حکومت کے خاتمے کی تاریخیں مقرر کر رہے ہیں' لہٰذا ایسے میں لوگ مولانا فضل الرحمان کی بات تو سن سکتے ہیں مگر ان احتجاجی ریلیوں پر شاید توجہ کم ہی دیں جن کا مقصد جمہوری عمل کے تسلسل کو ختم کر کے کسی انجانی قوت کو بلانا ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی اس قسم کی ریلیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور عوام کی جائز مشکلات اور مسائل ہیں انہیں حل کرنا چاہئے کیونکہ یہ چھوٹی چھوٹی ریلیاں کسی بڑے اور خطرناک ریلے کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔

(روزنامہ صحافت 26 اگست بروز جمعرات 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم! فضل الرحمان کی جرات رندانہ تحریر: محمد عبدالستار انصاری

# مولانا فضل الرحمان کی للکار

## مولانا فضل الرحمان اور ان کے رفقاء حریت پسندی ' آزادی ' سلامتی اور غیرت کی بات کرتے ہیں اور بالکل درست موقف رکھتے ہیں

..................

مسلم عوام اس حقیقت کو قطعی بھانپ چکے ہیں کہ امریکہ عالم اسلام کا حقیقی دشمن ہے خواہ یہ بات ابھی تک مسلم ممالک کے اکثر حکمرانوں کی فکر اور عمل پر غالب نہیں آسکی مگر حسن ظن سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ وقت بھی زیادہ دور نہیں ہے جب مسلمان ممالک کے حکمران عوام کی آراء مطالبات خدشات اور توقعات کو وزن دینے اور انہیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے 'پاکستان کی مثال سامنے ہے کہ آج تمام قوم بلا تمیز وامتیاز مسلک اور سیاسی حوالوں کے امریکہ کو دہشت گرد اور دشمن سمجھتی ہے جس کی جاندار ٹھوس اور حقیقی وجوہات ہیں جن کو جھٹلانا اور نظر انداز کرنا خاصا ادق ہے ' آج عوام قرض کے حصول کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی شرائط کو تسلیم کرنا اقوام متحدہ پر بے جا تکیہ کرنا وغیرہ کو بھی حمیت ' آزادی اور بقاء کے منافی خیال کرتی ہے ' امریکہ نے گذشتہ باون سال میں پاکستان سے دوستی اور مخلصانہ روابط و مراسم نہیں استوار کئے ' محض اپنے مفادات کو پیش نظر رکھا ہے اس کی کسی سے کبھی دوستی نہیں رہی محض مقاصد واہداف کا حصول اس کے مد نظر رہا ہے تو پھر ہم کیوں کر اس کی دوستی کو نعمت غیر مترقبہ اور تمام مزمن امراض کا تریاق سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے بہت سے مسائل امریکہ کی دوستی میں ہلکان ہونے کی بناء پر ہیں ' تنازعہ کشمیر کو لٹکانے میں امریکی شرپسندی راز نہیں ' ۱۹۷۱ء کے سانحہ کے بھٹو

Marfat.com

مرحوم 'اور ضیاء الحق کے موت کے پیچھے بھی امریکہ کی طاقت غیر نمایاں نہیں ہے ' امریکہ پہلا ملک ہے جس نے سب سے پہلے کشمیر کے بارے میں یو این او کی قراردادوں کو فرسودہ از کاررفتہ ' غیر نافذ العمل اور بوسیدہ قرار دیا ' حالانکہ یہ دلیری بھارت کو بھی نہیں ہوئی تھی تفصیل کو چھوڑیئے حالیہ کارگل کے معرکہ میں امریکہ نے جس طرح ہمارے معصوم اور بھلی مانس قیادت کو دام تزویز میں پھنسایا اور بھارت کو انتہائی واضح پسپائی اور ہزیمت سے محفوظ بنانے میں انتہائی یکطرفہ مگر کسیدہ کردار ادا کیا اس کے بعد امریکہ پر اعتماد کرنا عبث اور مقروض ملک قرار دیا جاتا ہے ' پھر بھارت کو ریلیف دلوانے کے بعد پاکستان کو افغانستان کے خلاف استعمال کرنے کی سازش کا امریکہ پلان کر چکا ہے اس حوالے سے ملک بھر میں گفتنی وناگفتنی بہت سی باتیں بھی ہوری ہیں ' اس کی بنیادی وجہ بھی ہماری قیادت کی آشکار کمزوریاں قوت فیصلہ کا فقدان لیڈر شپ کی صلاحیتوں کی بہتات نہ ہونا خارجہ پالیسی کا انتہائی نامعقول ہونا اور اقتصادی پالیسیوں کو عوام کی ضروریات اور قوت خرید سے بالاتر ہونا وغیرہ ہیں ' علاوہ ازیں جب پاکستان کا اٹلانٹک طیارہ تباہ ہوا ' اور حکومت زبانی جمع خرچ پر ہی اکتفا کررہی ہو ' ایمل کانسی اور رمزی یوسف کو بلا چون وچراں امریکہ کے حوالہ کیا جاچکا ہو ' پاکستان پر میزائل برسائے جاچکے ہوں گوادر ایئر پورٹ پر امریکی بحری بیڑے کی آمد کی افواہیں ہوں ' اسلام آباد سمیت دیگر ایئر پورٹوں پر امریکی جہازوں اور کمانڈوز کے آنے کے خدشات ہوں اور کارگل سے انتہائی ڈھٹائی سے ترقی معکوس کو قبول کر لیا گیا ہو اور اس سے پہلے بھی اسامہ بن لادن کی گرفتاری کی بابت حکومت کو تعاون پر مجبور کیے جانے کے وسوسات ہوں ۔

اسلام آباد کے تھانے میں اسامہ کی بطور اشتہاری ملزم تصویر چسپاں ہو ' اور اسامہ بن لادن کی زندگی کا ہر صورت دشمن ہو ' بھارت ' امریکہ ' اسرائیل اور روس احمد شاہ مسعود کو مکمل سپورٹ کررہے ہوں اور بلگرام کا ہوائی اڈہ ہر صورت طالبان کی دسترس سے پرے رکھنے کا امریکہ خواہش مند ہو ' اور بھارت کو کارگل سے نجات دلا کر کشمیر ایشو کی بابت اسے مزید نہ

Marfat.com

جانے کتنی طویل مہلت دلا چکا ہو عالمی سطح پر امور جنوبی ایشیاء میں تیزی سے تبدیلی آرہی ہو' اور خصوصاً پاکستان کے گرد حصار تنگ کرنے کی منصوبہ بندی پوشیدہ نہ ہو' اور اس کے باوجود بھی پاکستان کی قیادت' ان پالیسیوں میں تبدیلی کی دور دور تک خواہش مند نہ ہو' جس پالیسیوں کی وجہ سے ہم موجودہ انتہائی پستی کی حالت میں پہنچ گئے ہوں اور پھر امریکہ کو روکنے کی بجائے اس سے تعاون پر ہی کاربند ہوں' تو پھر ایسی غیور صدائیں مطلع سیاست پر ابھر آتی ہیں' جیسی صدا اور للکار مولانا فضل الرحمان کی گونجی ہے۔

مولانا فضل الرحمان کی وارننگ نے امریکی دباؤ کروفر اور ہوا کو ہوا میں تحلیل کر کے رکھ دیا ہے مولانا کا یہ جہاد باللسان جہاد بالسیف کی کڑی ہے حکومت غور کرے کہ مولانا نے امریکیوں کو زندہ واپس نہ جانے کی دھمکی دی تو 7 اگست کا الٹی میٹم خالی خولی بڑھک میں تبدیل ہو کر رہ گیا' امریکیوں کو جان کے لالے پڑ گئے' مولانا فضل الرحمان کو امریکہ کو آئینہ دکھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آج پوری قوم ان کی جرات رندانہ کو رشک وقدر کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے آج پورے ملک میں امریکی مخالفت کی لہر چل پڑی ہے' عوام کا یہ فیصلہ اور رجحان حکمرانوں کے لئے باعث تقلید ہونا چاہئے تھا اگر حکمران امریکہ کو سیدھی راہ دکھانے کی جرات کر لیں تو یہ بات مولانا کی آواز سے یقینی زیادہ اثر رکھے گی کیونکہ مولانا کا موقف عوام کا موقف ہے حکومت کا نہیں' جب امریکہ مولانا کا تاب نہ لاسکا تو پاکستان کے حکمرانوں کے چیلنج کو بھی برداشت نہیں کر سکے گا' نہ جانے ہم کیوں کر ایک ڈرپوک دہشت گرد کے سامنے بچھ رہے ہیں ؟

جہاں تک اسامہ بن لادن کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں اور دعائیں ہیں علاوہ ازیں افغانوں کی میزبانی اور جرات ایمانی بھی کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے' لہذا امریکہ کا اسامہ کو نقصان پہنچانا انتہائی دشوار عمل ہے بہتر ہے کہ امریکہ اپنی اداؤں پر غور کرے' اپنی حکمت عملیوں پر غور کرے' حریت پسندوں اور مسلمانوں کو دیوار کی جانب دھکیلنے کا عمل موخر و ختم

Marfat.com

کرے اسی میں اس کی بہتری ہے 'لعنت ہے ایسی طاقت ایسے طنطنے ایسے طمطراق اور دہشت ور عونت پر اور ایسے بلا شرکت غیرے پوری دنیا پر حکمرانی کرنے کے دعووں اور اہداف پر جو محض ایک اسامہ کے خوف سے زمین بوس ہو جائیں یہی وہ نفسیاتی نکتہ ہے جس میں امریکی بزدلی عیاں ہوتی ہے اور واضح ہوتا ہے کہ امریکہ ہر اس ملک قوت اور قوم کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جو غیرت وخودداری کے ساتھ اس کے سامنے "بنیان مرصوص" بن کر کھڑی ہو جائے' مولانا فضل الرحمان' قاضی حسین احمد' طاہر القادری' سمیع الحق' حافظ سعید احمد مولانا فضل الرحمان خلیل' ملا عمر یا اسامہ بن لادن شدت پسند دہشت گرد' جنگجو' گھس بیٹھیے' وحشی گنوار وجاہل' تخریب کار و قیانوس نہیں ہیں' یہ تو حریت پسندی آزادی' سلامتی اور غیرت کی بات کرتے ہیں اور بالکل درست موقف رکھتے ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد' غنڈہ ڈکٹیٹر اور بدمعاش خود امریکہ ہے اسامہ تو گرفتاری کے لئے بھی آمادہ ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ وہ عالمی عدالت انصاف میں پیش ہو کر امریکہ کو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ثابت کریں گے یاد رکھیں افغانستان اور اسامہ کی سلامتی میں ہی عالم اسلام کی سلامتی اور پاکستان کی بقا ہے اگر افغانستان پر امریکہ حملہ آور ہوا' اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے حکومت ہی کرتے رہے تو اس ملک میں وہ ماحول ہو گا جو ۱۹۷۱ء میں تھا شاید اس سے بدتر' کیا حکومت افورڈ کر سکتی ہے اگر نہیں تو پھر گومگو سے نکل کر یکسو ہونا پڑے گا۔

(روزنامہ اوصاف 26 اگست 1999ء بروز جمعرات)

Marfat.com

عوان کالم! فضل الرحمان کا اعلان جہاد تحریر: جناب محمد عمر فاروق

# مولانا فضل الرحمان کی جرات رندانہ ' بے نظیر کی بوکھلاہٹ

## مجاہد کی یہ شان ہے کہ وہ جب دشمن کے خلاف معرکہ آراء ہوتا ہے' یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا مقابل کتنا طاقتور ہے

..............

ہماری مذہبی جماعتوں نے خطے کی نازک ترین صورتحال میں جو راستہ اختیار کیا ہے ' اسے مکمل عوامی حمایت اور تاریخی پذیرائی حاصل ہوئی ہے ' یہ کریڈٹ مذہبی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے بروقت عوامی احساسات کی نبض پر ہاتھ رکھا ' ان کی بھرپور ترجمانی کی اور امریکہ کی دشمنی مول لی ' جب کہ ہمارے نام نہاد سیاسی قائدین ابھی تک مصلحت پسندی اور منافقت بھری پالیسی سے چمٹے ہوئے ہیں ' مذہبی جماعتوں (بالخصوص جمعیت علمائے اسلام) نے ثابت کردیا ہے کہ اگر وہ وقتی مفاد اور گروہی سیاست کو جھٹک کر خالصتاً دین کو مقدم رکھیں تو شہرت و مقبولیت خود بخود قدموں میں آکر ڈھیر ہو جاتی ہے جس کے لئے ایک زمانہ ٹھوکریں کھا رہا ہے ۔

بے نظیر بھٹو کا یہ بیان قابل غور ہے "اب تو مذہبی جماعتوں کے سربراہ کھلے عام پاکستان کے دارالحکومت میں آکر بڑے بڑے جلوسوں میں امریکی اور برطانوی سفارتکاروں اور شہریوں کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے ہیں وہ شدت پسند مذہبی جماعتیں جن کا ان کے دور میں نام و نشان مٹ گیا تھا ایک بھرپور طریقے سے عوام میں مقبول ہو گئی ہیں اور ان کا بنیادی نعرہ امریکی اور برطانوی شہریوں کے خلاف اعلان جہاد ہے اور یہ شدت پسند مذہبی جماعتیں امریکہ کے لئے بڑا خطرہ بن چکی ہیں " در حقیقت

Marfat.com

بے نظیر بھٹو کا یہ بیان خصوصی طور پر مولانا فضل الرحمان کے امریکی سامراج کے خلاف مضبوط مؤقف اختیار کرنے کی مذمت میں ہے ' جنہیں بے نظیر اب گمنام کہتی ہیں حالانکہ وہی مولانا فضل الرحمان پیپلز پارٹی کے سابقہ حلیف اور انہی کی طرف سے امور خارجہ کی کمیٹی کی سربراہی بھی تو کرتے رہے ہیں ' مولانا سے ہمیں سیاسی اختلاف ہو سکتا ہے لیکن امریکہ کے خلاف ان کی جرات رندانہ پر ہم ان کے معترف ہیں ' انہوں نے کھلم کھلا جس بے باکی اور جوانمردی کا مظاہرہ کیا ہے وہ وقت کا ناگزیر تقاضا ہے اور اس کی داد انہیں دنیا بھر سے مل رہی ہے ۔

امریکی شہریوں کے خلاف مذہبی جماعتوں کی دھمکی بلاجواز نہیں ہے ' کوسوو ' بوسنیا ' الجزائر مصر ' ترکی ' عراق کشمیر ' فلپائن ' سوڈان ' لیبیا اور افغانستان میں اگر امریکہ کے ایک اشارے پر لاکھوں بے گناہ اور نہتے شہری موت کے گھاٹ اتارے جاسکتے ہیں تو امریکہ کے ظلم و تشدد پر اس کے خلاف اعلان جہاد کیوں نہیں کیا جاسکتا ؟ کیا صرف اسلئے کہ وہ ہمارے حکمرانوں اور حزب اختلاف والوں کا سرپرست اعلیٰ ہے امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں پر یہ واضح کردینے کے لئے ہی اعلان جہاد کیا گیا ہے کہ پاکستان میں امریکی غلاموں کی تعداد ایک فی صد سے زیادہ نہیں ہے ' بقیہ ۹۹ فیصد یعنی چودہ کروڑ عوام امریکہ کو عالمی دہشت گرد اور غنڈہ سمجھتے ہیں اور اس کے جارحانہ اور ظالمانہ عزائم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔

یہی تو ایک مسلمان مجاہد کی شان ہے کہ جب وہ اپنے دین کے دشمنوں کے خلاف معرکہ آراء ہوتا ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کا مقابل کتنا طاقتور ہے ؟ بلکہ وہ محض ایمان و یقین کی ناقابل شکست طاقت کے سہارے دشمن سے بھڑ جاتا ہے چاہے دنیا اسے بنیاد پرست کہے یا شدت پسند اسے اس کی پروا نہیں ہوتی ' کیونکہ اس کا مددگار تو رب کریم کے پاس ہوتا ہے جو اپنے نام لیواؤں کے لئے سخی و کریم اور اپنے دشمنوں کے لئے جبار و قہار ہے ' اور جس کی قوت و جبروت کا اندازہ کسی کے بس میں کہاں ہے ؟

(روزنامہ اوصاف 28 اگست بروز ہفتہ 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم: حسین حقانی کس کے ترجمان ہیں؟ روزنامہ اوصاف کی ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کی اخبارات میں نمایاں کوریج

## وہ غیور' باہمت' باحمیت فرد ہیں

## اپنی جان سے زیادہ ملک وملت کی فکر کرتے ہیں

## اوصاف امریکہ کے خلاف ان کی اپروچ کو بالکل درست خیال کرتا ہے

مسٹر حسین حقانی نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ نواز شریف امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات اخبارات میں نمایاں طور پر شائع کرا کے امریکہ کو بلیک مل کر رہے ہیں۔

حسین حقانی کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ پروفیشنل لابسٹ کی حیثیت سے تھالی کے بینگن کی طرح برسوں سے ادھر ادھر لڑھک رہے ہیں۔ موصوف ان دنوں عوامی اتحاد کے ترجمان ہیں اور اپنے تئیں حق نمک ادا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان کی سیاسی زندگی عجیب وغریب تضادات کا شکار رہی۔ سیاست کا آغاز اسلامی جمعیت طلبہ کے پلیٹ فارم سے کیا اور کراچی یونیورسٹی میں پیپلز پارٹی کے حامی طلبہ پر فائرنگ کے باعث شہرت حاصل کی۔ بعد ازاں سیاسی فوائد سمیٹنے کے لئے نواز شریف کا قرب حاصل کیا اور 1988ء کی انتخابی مہم میں بے نظیر بھٹو کی قابل اعتراض تصاویر کے ذریعے اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ کچھ ہی عرصے بعد موصوف مسلم لیگ سے بھی اکتا گئے یا پھر نواز شریف نے انہیں بوجھ سمجھا تو پیپلز پارٹی پر بوجھ بن گئے۔ شاید پیپلز پارٹی بھی یہ بوجھ سہار نہ سکی اس لئے انہیں اربن ڈیموکریٹک فرنٹ قائم کرنا پڑا اور پھر اسی فرنٹ کے واحد فرنٹ مین کے طور پر عوامی اتحاد میں شامل ہوئے۔

حسین حقانی ایک زمانے میں ایم کیو ایم میں شمولیت کی کوشش بھی کرتے رہے لیکن ایم کیو

Marfat.com

ایم ان کی سیاسی قلابازیوں سے خوب آگاہ تھی اس لئے انہیں ایم کیو ایم کی قیادت سے لفٹ نہ ملی۔ مسٹر حسین حقانی کے ماضی اور حال میں جھانکنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ اخبارات کی غیر جانبداری پر کیچڑ اچھالنے والے شخص کا اپنا بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حسین حقانی کی نسبت اخبارات پڑھنے والا ایک عام قاری بھی اس حقیقت کو بخوبی سمجھتا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن کو نمایاں کوریج کیوں مل رہی ہے۔ امریکہ سے نفرت وطن عزیز کے ہر فرد کی نس نس میں سمائی ہوئی ہے اور اس عالمی دہشت گرد کو چیلنج کرنا حسین حقانی اور ان کے عوامی اتحاد کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کام کوئی غیور، باہمت اور باحمیت شخص ہی کر سکتا ہے جسے اپنی جان سے زیادہ ملک و ملت کی فکر ہو۔ سوال یہ ہے کہ بقول حسین حقانی اگر مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات شہ سرخیوں کے ساتھ نواز شریف شائع کرا رہے ہیں تو کیا مولانا فضل الرحمٰن کے جلسوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بھی نواز شریف کی ایماء پر جاتے ہیں؟ اگر نواز شریف کی کشمیر اور افغانستان پالیسی کے حوالے سے مولانا فضل الرحمٰن ان پر جو تنقید کرتے ہیں کیا وہ تنقید بھی نواز شریف خود کراتے ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے بیانات سے حسین حقانی جیسے لوگ عوام کو گمراہ نہیں کر سکتے جو کھرے اور کھوٹے کی خوب پرکھ رکھتے ہیں۔

یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے جب امریکہ کو چیلنج کیا تو "اوصاف" نے ان کے بیانات کو نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ "اوصاف" کے بعد باقی اخبارات کو بھی حوصلہ ملا اور انہوں نے مولانا کو کوریج دینی شروع کی۔ "اوصاف" امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کی اپروچ کو بالکل درست خیال کرتا ہے اور "اوصاف" سے عوام کی والہانہ محبت یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ اس کی پالیسی کو برحق جانتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات کے بعد حسین

Marfat.com

حقانی جیسے امریکہ نواز لوگ بوکھلائے ہوئے ہیں۔ عوام کی طرف سے پذیرائی نہ ملنے کی وجہ سے ایسے لوگوں کی دماغی صحت جواب دیتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیانات کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ لوگ ساٹھ کے پیٹے میں سٹھیاتے ہیں، لیکن حسین حقانی کا انٹرویو پڑھ کر علم ہوا کہ سٹھیانے کے لئے ساٹھ تک پہنچنا ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ اس سے پہلے ہی اپنے منتشر ذہن کی بدولت قابل رحم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رائے میں حسین حقانی کا بیان نہ صرف آزاد اخبارات کی توہین ہے بلکہ سستی شہرت حاصل کرنے کی ناکام کوشش بھی ہے۔ ان کا بیان امریکہ مخالف مظاہروں میں شرکت کرنے والے لاکھوں مظاہرین کی بھی توہین ہے جس کیلئے مسٹر حقانی کو ان سے معافی مانگنی چاہیئے۔ مسٹر حقانی کو راولپنڈی میں عوامی اتحاد کی" امریکہ نواز ریلی " کی ناکامی کو تسلیم کر لینا چاہیئے اور اخبارات و عوام کی توہین کرنے کی بجائے ان عوامل کا جائزہ لینا چاہیئے جن کی وجہ سے لوگ عوامی اتحاد جیسے پلیٹ فارمز کی طرف رجوع کرنے کے بجائے مولانا فضل الرحمٰن جیسے علماء کرام کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ بھی بہتر ہو گا کہ وہ عوامی اتحاد ہی کے ترجمان رہیں، امریکہ کے ترجمان نہ بنیں۔

(روزنامہ اوصاف ۳۰ اگست ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم !شریفی علماء

تحریر: جناب حامد میر

# علماء حق کا تاریخی کردار

## شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے مشن کا وارث

.................

قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں رقم کرنے والا عظیم تاریخ دان ٹائن بی بہت سال پہلے ملتان آیا تو اس کی ملاقات شہر کی نوجوان ڈپٹی کمشنر مختار مسعود سے ہوئی' مختار مسعود ٹائن بی کے ساتھ اسلام کے مستقبل پر کافی دیر تبادلہ خیال کیا اور پھر جیب سے آٹو گراف بک نکال کر عظیم تاریخ دان کے سامنے رکھ دی' ٹائن بی نے دستخط کیے' عیسوی تاریخ لکھی' سر اٹھایا اور کہا کہ میں ہجری تاریخ بھی لکھنا چاہتا ہوں آپ بتایئے کہ آج ہجری تاریخ کیا ہے؟ ٹائن بی کا سوال سن کر مختار مسعود خاموش ہو گئے' چند لمحوں بعد ٹائن بی نے ۲۹ فروری ۱۹۶۰ء کے نیچے یکم رمضان ۱۳۷۹ھ لکھا اور موضوع بدل دیا لیکن واقعہ مختار مسعود کے ذہن سے محو نہ ہوا' کئی سال بعد انہوں نے "آواز دوست" کے نام سے اپنی خوبصورت کتاب میں یہ واقعہ دہرایا اور لکھا کہ وہ لوگ اسلام کی تاریخ کیسے بنا سکتے ہیں جنہیں اپنے تاریخ تک یاد نہیں؟ ہم سب خود کو مختار مسعود کی طرح بڑا عالم فاضل اور دانشور سمجھتے ہیں ہمارے کئی علماء اسلام کے سنہرے مستقبل کی نوید سناتے نہیں تھکتے لیکن افسوس کہ وطن عزیز کے بہت سے علماء اسلام کی تاریخ سے بالکل ناواقف نظر آتے ہیں۔ آج کچھ علماء اسامہ بن لادن کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں اور افغانستان پر حملے کی صورت میں امریکہ کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے مولانا فضل الرحمان اور مفتی نظام الدین شامزئی کو اسلامی شریعت سے نابلد قرار دے رہے ہیں' اسامہ بن لادن' مولانا فضل الرحمان اور مفتی نظام الدین شامزئی کے خلاف فتوے دینے والے علماء نے سعودی عرب میں امریکی افواج کی موجودگی پر کوئی اظہار خیال نہیں کیا

Marfat.com

حالانکہ یہ موجودگی ہی فساد کی اصل جڑ ہے' علماء کی طرف سے یہود و نصاریٰ کی حمایت میں فتوے کوئی نئی بات نہیں "علماء سو کی طرف سے علماء حق کے خلاف فتووں کی تاریخ بہت پرانی ہے ۔ یہ ۱۹۱۵ء کے آس پاس کی بات ہے جب شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے مسلح جدوجہد کا منصوبہ بنایا اور اپنے ساتھیوں کو یاغستان (قبائلی علاقے) میں جمع کرنا شروع کیا انگریزی فوج ان مجاہدین کی سرکوبی کے لئے یاغستان میں داخل ہوئی تو اسے سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا' انگریزوں نے روپے پیسے کے ذریعے قبائلی سرداروں کو خریدنا شروع کیا اور بعض علماء سے یہ فتویٰ حاصل کیا کہ جب تک کسی اسلامی ملک کی حکومت جہاد کا اعلان نہ کرے جہاد فرض نہیں' مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ امیر کابل حبیب اللہ خان کے ہاتھ پر بیعت کریں اور جب امیر اعلان کرے تو جہاد فرض ہو جائے گا' سرکاری علماء کے فتووں کی خوب تشہیر کی گئی اور مجاہدین انتشار کا شکار ہو گئے' ان حالات میں شیخ الہند نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو افغانستان کوچ کرنے کا حکم دیا' کہ وہ مجاہدین کو منظم کر سکیں اور خود حجاز روانہ ہو گئے تاکہ وہاں کے گورنر کی وساطت سے ترکی جائیں اور سلطنت عثمانیہ سے انگریزوں کے خلاف مدد مانگیں' مکہ معظمہ میں ان کی ملاقات گورنر غالب پاشا سے ہوئی' گورنر غالب پاشا نے انہیں حکومت ترکی کی طرف سے بھرپور حمایت کا یقین دلایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کے نام ایک پیغام دیا جس میں شیخ الہند پر مکمل اعتماد کیا گیا' یہ پیغام "غالب نامہ" کے نام سے مشہور ہوا' حکومت ترکی نے شیخ الہند کو ہدایت کی کہ وہ انگریزوں کیخلاف مزاحمت کے لئے حجاز کو مرکز بنائیں' اس دوران کرنل لارنس کی سازش سے برطانوی فوج نے شریف حسین (جو شریف مکہ کے نام سے مشہور ہوا) کی مدد سے حجاز اور طائف پر حملہ کیا' شریف حسین کو بعض بدو قبائل کی امداد حاصل تھی جنہیں انگریزی فوج خلافت عثمانیہ کے خلاف استعمال کر رہی تھی شریف حسین نے انگریزی فوج کی مدد سے ترکوں کیخلاف جدید اسلحہ اور توپیں استعمال کیں اور انہیں شکست دے دی' شیخ الہند بھی طائف میں محصور تھے شریف حسین نے انگریزوں کی مدد سے حکومت پر قبضہ کرتے ہی کچھ علماء کے ذریعے خلافت عثمانیہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ترکوں پر کفر کا فتویٰ لگ گیا' یہ فتویٰ شیخ الہند کو دستخط کے لئے پیش کیا گیا وہ اس

Marfat.com

فتوے پر دستخط کر کے شریف حسین کی خوشنودی اور انگریزوں سے معافی بھی حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے انکار کر دیا' حسین احمد مدنی مولانا عزیر گل اور حکیم نصرت حسین نے شیخ الہند کو چھپا دیا اور خود گرفتار ہو گئے لیکن شریف حسین نے اعلان کیا کہ اگر محمود الحسن حاضر نہ ہوا تو اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا' لہذا حضرت شیخ الہند حاضر ہو گئے' شیخ الہند کو ساتھیوں سمیت قاہرہ پہنچا دیا گیا اور مولوی عبدالحق حقانی کی طرف سے شریف حسین کے حق میں دیے گئے فتوے کی تائید کے لئے کہا گیا شیخ الہند نے کہا کہ میں ''شریفی علماء'' کے فتوؤں پر لعنت بھیجتا ہوں اور کسی صورت میں یہود و نصاریٰ کا ساتھی نہ بنوں گا' ان پر الزام لگا کر کہ آپ ترکی' ایران' اور افغانستان کی مدد سے ہندوستان میں انگریزی حکومت کے خلاف سازش کر رہے تھے اور سزا کاٹنے کے لئے دور دراز ملک مالٹا بھیج دیا گیا ۔ شیخ الہند نے ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء سے ۱۲ مارچ ۱۹۲۰ء تک مالٹا میں قید کاٹی اور شریفی علماء کے فتوؤں کو مسترد کر کے ہندوستانی مسلمانوں کی نظروں میں محترم ٹھہرے' رہائی کے بعد وطن واپس پہنچتے ہی انہوں نے انگریزی حکومت کے خلاف فتویٰ دیا جس میں قرآن کے یہ احکامات بھی شامل تھے کہ ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور مددگار مت بناؤ' وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست اور مددگار بنائے وہ بھی ان میں سے ہے'' آج جو علماء قرآنی احکامات کو نظر انداز کر کے امریکیوں کی حمایت میں فتوے جاری کر رہے ہیں وہ مختار مسعود کی طرح اپنی تاریخ سے نابلد ہیں' ان کا کردار مولوی عبدالحق حقانی جیسے ''شریفی علماء'' سے مختلف نہیں ہے جنہیں تاریخ فراموش کر چکی ہے لیکن وہ علماء جو افغانستان پر متوقع امریکی حملے کے خلاف ڈٹ چکے ہیں اور جنہیں ''شریفی علماء'' کے فتوؤں کے پرواہ نہیں وہ شیخ الہند محمود الحسن کی روایت کے وارث ہیں اگر ٹائن بی آج زندہ ہوتا تو ایسے بہادر اور نڈر علماء کو دیکھ کر اسلام کے مستقبل پر ایک نئی کتاب ضرور لکھ ڈالتا جس میں اعتراف کرتا کہ جنہیں اپنی پرانی تاریخ یاد ہو' وہی نئی تاریخ رقم کر سکتے ہیں (روزنامہ اوصاف 31 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم! احوال وطن

تحریر: جناب جوہر میر صاحب

# مولانا فضل الرحمان کا واضح موقف

## ایمان افروز اعلان جہاد' جنرل حمید گل کو پریشانی' حکومت کی معنی خیز خاموشی مولانا فضل الرحمان کا واشگاف اظہار حق

## جوہر میر کی یہ تحریر مولانا فضل الرحمان کی مخاصمت پر مبنی ہے مگر جرات' کردار اور عظمت و مقام کا اعتراف کئیے بغیر نہ رہ سکے

••••••••••••••••••••

مولانا فضل الرحمان نے اسامہ بن لادن کے نام پر پاکستان کی سرزمین سے امریکہ کے خلاف ایمان افروز اعلان جہاد کر کے اس بناء پر پریشان کر دیا ہے کہ پاکستان اگر اتنے بڑے چیلنج کا متحمل تھا تو بھارت کے ساتھ مخاصمت سے گریز کے لئے امریکہ سے کارگل سے اتر آنے کی "درخواست" کیوں کروائی گئی؟ مقام شکر ہے کہ جنرل (ر) حمید گل نے مولانا فضل الرحمان کو افغانستان میں ملوث کرنے پر تشویش کا اظہار کر ڈالا ہے۔ جنرل (ر) حمید گل کی پریشانی کو مولانا فضل الرحمان کے مبینہ "ناخوشگوار فیصلے" کی دھمکی کے ساتھ جوڑ کر سمجھنے کی کوشش کی جائے' تو حکومت کی مکمل خاموشی بہت معنی خیز نظر آتی ہے امریکی سفارتکار کے ساتھ دوٹوک مکالمے کے دوران مولانا کے بہت سے واضح موقف کے بعد مولانا کے بیانات کی کوئی خوشگوار تاویلیں نہیں کی جاسکتی' بہت سیدھی سی بات ہے اسامہ بن لادن سعودی شہری ہے اور سعودی حکومت اپنے سرزمین پر اس کی موجودگی کو مفادات کے منافی سمجھتی ہے' ایران اور امریکہ کے مسلمہ ناخوشگوار تعلقات کے باوجود کوئی ایرانی ایران کی سرزمین پر امریکہ کے خلاف اپنا ذاتی ایجنڈا لیکر اعلان

Marfat.com

جہاد کرنے کی جرات نہیں کر سکتا' مصر میں اعلان جہاد کرنے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں' سوڈان کی صورتحال سے بھی ہم آگاہ ہیں' باقی مسلم دنیا بھی امریکہ کے خلاف مسلح مزاحمت کا کھلم کھلا اعلان کرنے کی متحمل نظر نہیں آتی کئی لاکھ منظم فوج ایٹم بم' اور ایٹمی میزائل رکھنے والی پاکستان کی حکومت جس نے اعلان واشنگٹن پر دستخط کر کے عملاً بھارت کے ساتھ فوجی تصادم سے گریز کر کے جنوبی ایشیاء کے امن کی ضمانت قرار دیا ہے امریکہ کیساتھ مخاصمت کی روادار نہیں ہے لیکن مولانا فضل الرحمان' حکومت کی خاموشی کو خون خرابے کی زبان فراہم کرر ہے ہیں' ہمیں باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان صومالیہ کی طرح وار لارڈز میں بٹ چکا ہے' اس کا امن و سکون داؤ پر لگ چکا ہے' اس کی آزادی اور خود مختاری محض ڈھکوسلا ہے

(روزنامہ مشرق 31 اگست 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم: جے یو آئی کے خلاف امریکہ اور برطانیہ کی مہم ہفت روزہ الہلال کی اداراتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن' پاکستانی مسلمانوں کے متفقہ قائد ہیں

جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن نے جب سے امریکہ کے خلاف منظم اور فیصلہ کن مہم شروع کی اس وقت سے امریکہ اور برطانیہ وغیرہ ان کے خلاف میدان عمل میں آگئے ہیں اور کھلم کھلا انہوں نے پاکستان کی حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کیا ہے کہ جمعیت علماء اسلام اور مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے امریکی سفارت کار سے ملاقات میں واضح کیا کہ ان کی جنگ امریکہ سے اس صورت میں ہے جب وہ افغانستان پر حملہ کرے' پاکستان کی سرزمین استعمال کرے اور اسامہ بن لادن یا دیگر مجاہدین کو شہید کرنے کی کوشش کرے۔ امریکہ اس رویے کو چھوڑ دے تو کوئی جنگ نہیں۔ اس طرح مولانا نے کہا کہ اگر ہم اپنے گھروں اور اپنے ممالک میں امریکی جارحیت سے محفوظ نہیں تو پھر ہم کس طرح امریکیوں کو اپنے ملک میں امان دے سکتے ہیں۔ امریکہ ہم پر حملے کرے' ہم پر بمباری کرے وہ دہشت گرد نہیں اور ہم جوابی طور پر صرف دھمکی دیں تو دہشت گرد ہیں اس لئے امریکہ کو اپنا رویہ بدلنا ہوگا۔ **برطانیہ نے مولانا فضل الرحمٰن کو ویزہ دینے سے انکار کر دیا۔** مولانا فضل الرحمٰن 14 ویں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے برمنگھم جا رہے تھے۔ امریکہ اور برطانیہ کا رویہ ان کے قانون کے سراسر خلاف ہے۔ مسلمانان پاکستان اس کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ برطانیہ فوری طور پر مولانا فضل الرحمٰن سے معافی مانگے اور ہم امریکہ پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ **مولانا فضل الرحمٰن پاکستانی مسلمانوں کے متفقہ لیڈر ہیں۔** اگر ان کے خلاف کوئی شرارت کی گئی تو یہ کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ اس طرح حکومت پاکستان پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جمعیت علماء اسلام یا مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف امریکہ کی ایماء پر کوئی کارروائی کی گئی تو مجاہدین اس کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ کرگل محاذ کے بعد حکومت کی یہ سب سے بڑی حماقت ہوگی۔ ایسی صورت میں حکومت کے لئے اقتدار میں رہنا ممکن نہیں ہوگا۔ (الہلال)

Marfat.com

عنوان کالم : قائد جمعیت کا جرات مندانہ اعلان

خالد شریف ہزاروی (دار العلوم کراچی)

# کردار کے غازی

جب سویت یونین نے اپنے آپ کو سپر طاقت سمجھتے ہوئے افغانستان پر حملہ کیا تو افغان مجاہدین نے اپنے بچوں کو یتیم، والدین کو بے اولاد، بیویوں کو بیوائیں بنا کر ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ وہ صفحہ ہستی پر اپنا وجود بھی برقرار نہ رکھ سکا۔ امریکہ بھی طاقت کے گھمنڈ میں افغانستان پر حملہ کر چکا ہے اور دوبارہ حملہ کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ امریکہ افغانستان پر حملہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ طالبان اور اسامہ بن لادن دہشت گرد ہیں۔ طالبان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور عورتوں کے حقوق کو تلف کیا ہے۔ طالبان اور اسامہ بن لادن پر یہ الزامات محض جھوٹا پروپیگنڈہ اور انسانیت کو اسلام سے دور رکھنے کی ایک ناکام کوشش ہے جبکہ امریکہ، برطانیہ اور کلنٹن کی دہشت گردی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور عورتوں کے حقوق کی حق تلفی بالخصوص کلنٹن کی ایک عورت کے ساتھ زیادتی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ گذشتہ سال امریکہ نے پاکستان کی سرزمین استعمال کرتے ہوئے تاریک رات میں افغانستان پر حملہ کیا تو مسلم قوم اور بالخصوص مسلمانان پاکستان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اپنی جانوں کو قربان کر کے امارت اسلامیہ افغانستان اور عالم اسلام کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کی حفاظت کریں گے۔ امریکہ نے یہ سمجھا کہ پاکستانی قوم اپنے حکمرانوں کی طرح گفتار کی غازی ہے اور جس قوم کے حکمران بھارت جیسے بزدل دشمن سے اپنی تجارت اور اقتدار کی خاطر مقابلہ نہیں کر سکتے وہ قوم کبھی امریکہ سے ٹکر نہیں لے گی۔ امریکہ نے جو سمجھا غلط سمجھا کیونکہ اس سال امریکہ نے افغانستان پر حملہ کا ارادہ کیا تو مسلمانان پاکستان نے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کی قیادت میں متحد ہو کر افغان طالبان، اسامہ بن لادن کے ساتھ جس یکجہتی اور والہانہ عقیدت کا اظہار کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن نے مسلمانان پاکستان کے جذبات کو دیکھتے ہوئے حضرات اکابر علماء کرام کی سرپرستی اور تمام دینی مذہبی، سیاسی وجہادی تنظیموں کے تعاون کے بعد " مصلحت پسندی " کا مظاہرہ

Marfat.com

کرتے ہوئے جرات مندانہ اعلان کیا کہ اگر افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو ہم کسی امریکی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ مولانا فضل الرحمٰن کا اعلان نہیں بلکہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے دل کی صدا تھی۔ یہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے عالم اسلام کے لئے تڑپتے ہوئے جگر کا نعرہ تھا جو مولانا نے بلند کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے یہ جرات مندانہ اعلان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ شیخ الہند کے قافلہ حق میں اب تک زندگی کے آثار باقی ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے یہ اعلان کر کے مولانا مفتی محمود کے جانشین ہونے کا حق ادا کر دیا۔ مسلمانان پاکستان قائد جمعیت کے اس اعلان پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس اعلان کے بعد امریکہ کو اس قسم کی نازیبا حرکت کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا پڑے گا۔ فی الحال اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ امریکہ نے اپنی بقاء' شہریوں کے تحفظ کی خاطر حملہ ملتوی کر دیا ہے۔ کئی ممالک میں اپنے قونصل خانے بند کر دیئے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امریکہ نے اب ہمارے حکمرانوں سے یہ درخواست کی ہے کہ ان مولویوں کو سمجھاؤ لیکن اب وقت گذر چکا ہے۔ اب قائد جمعیت نے اعلان کر دیا ہے کہ ہمارا اور اسامہ بن لادن کا موقف ایک ہے اور اسامہ کا موقف یہی ہے کہ جب تک امریکہ ہمارے مقامات مقدسہ سے اپنے فوجی ٹھکانے ختم نہیں کرے گا اس وقت تک ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ قائد جمعیت کی طرف سے طالبان اور اسامہ بن لادن کے ساتھ یہ ہمدردی کوئی اتفاق نہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے دورہ قندھار کے موقع پر امیر المومنین ملا محمد عمر کے ساتھ ملاقات اور ایک دوسرے پر مکمل اعتماد کا نتیجہ ہے۔ پاکستانی قوم نے تو اس موقع پر اپنا حق ادا کر دیا ہے لیکن حکمران اب تک ذلت کی چادر لپیٹے ہوئے ہیں۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کے اس علان کے بعد حکمرانان پاکستان کو چاہئے کہ وہ ہبانگ دہل یہ اعلان کر دیں کہ ہم اپنی حکومت قربان کر سکتے ہیں' جانوں کا نذرانہ پیش کر سکتے ہیں لیکن طالبان کے خلاف کسی قسم کی سازش برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ طالبان اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں' اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ حکمرانوں کو چاہئے کہ ان محسنین پاکستان کے احسانات کا بدلہ احسانات سے دیں کہ ایک طرف تو افغانستان پاکستان کے حق میں یہ اعلان کر رہا ہے کہ اگر انڈیا نے حملہ کیا تو فرنٹ لائن میں لڑنے والے مجاہدین افغان طالبان ہوں گے جبکہ پاکستانی حکمرانوں نے افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے امریکہ کو سرزمین

Marfat.com

پاکستان استعمال کرنے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری کے لئے اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اگر پاکستانی حکمران مسلمان ہونے کے باوجود کفار کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات نہیں کر سکتے تو اقتدار علماء حق کے حوالہ کریں جنہوں نے افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کر کے دنیائے کفر کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ یہ سب کچھ کرنا بہت ضروری ہے۔ پاکستان کو مستحکم کرنے کے لئے' قیام پاکستان کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے' قیام پاکستان کے وقت خون کا نذرانہ دینے والے ہزاروں روحوں کی تسکین کے لئے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے۔

(پندرہ روزہ نجات' ستمبر نصف اول ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

قائد جمعیت کی للکار اور عالمی دہشت گرد امریکہ کی پسپائی

ادارتی تحریر

# جمیعۃ کا تاریخی کردار

## جمعیت' تاریخ کے نازک ترین موڑ سے گذر رہی ہے

## امریکی ایوان لرز گئے' امریکہ نے ۶۸ سفارت خانے بند کر دیے

## امریکی ایجنٹوں کی بدحواسی' زر خرید مفتیوں کے نازیبا فتوے

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے ایک بار پھر امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ دنیا بھر میں دہشت گردی بند کر دے ورنہ اگر ہم نیویارک یا واشنگٹن نہ بھی پہنچ سکے تو یہاں حشر ضرور برپا کر دیں گے۔ آپ گذشتہ روز جمعیت علماء اسلام ایبٹ آباد کے زیر اہتمام ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ قبل ازیں اسامہ بن لادن کے بہانے افغانستان کی اسلامی حکومت پر حملے کے جن امریکی عزائم کا پتہ چلا تھا تو اس کے جواب میں قائد جمعیت نے کراچی اور پشاور کے بعد اسلام آباد میں ایک عظیم الشان مظاہرے سے خطاب کے دوران اس انداز میں امریکہ کو للکارا کہ اس سے امریکی ایوان لرز گئے اور انہیں دنیا بھر میں اپنے ۶۸ سفارت خانے بند کرنے پڑے۔ گوادر کے قریب سمندر میں موجود اپنا بحری بیڑہ پیچھے ہٹادیا اور اسلام آباد میں موجود اپنے سفارتخانے کی پولیٹکل سیکرٹری کو جب مولانا کے پاس ان کی دھمکیوں پر احتجاج ریکارڈ کرانے بھیجا تو" مولانا " نے برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم پہلے سے امریکہ کے خلاف احتجاج پر ہیں۔ مذکورہ امریکی سفارت کار کی مولانا کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی تفصیل تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔

قائد جمعیت نے ملک بھر میں بھرپور عوامی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ امریکہ یا حکومتی جبر سے خوفزدہ ہو کر میں کسی دوسرے ملک میں پناہ لوں گا اور نہ کوئی مجھے اسامہ کے ساتھ تشبیہ دے کیونکہ اسامہ پناہ گزیں ہے جب کہ میں پاکستان کا شہری ہوں اور عوام

Marfat.com

میں ان کے خلاف بات کرتا ہوں اور حکومت اگر امریکہ کے خلاف اس انداز میں بات کرنے کو جرم قرار دیتے ہوئے کسی قسم کی قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے تو ہم اس نئے بننے والے قانون کو جوتی کی نوک پر رکھتے ہیں۔ قائد جمعیت کے اس مجاہدانہ کردار کو عوام میں زبردست پذیرائی ملی ہے۔ ملک بھر میں عوامی اجتماعات میں شدید جذباتی کیفیت اس بات کا مظہر ہے کہ قائد جمعیت نے تاریخی کردار ادا کرتے ہوئے نہایت بروقت امریکہ کے خلاف اپنے موقف کا اظہار کیا ہے اور یہ اعلان کوئی خوشی کا اعلان نہیں بلکہ دیوار سے لگے مسلمانوں کی آخری جھپٹ ہے کہ **جب مرنا ہی مقدر ہے تو بہادروں کی طرح مریں، بزدلوں کی طرح کیوں مریں؟** مزید برایں ایک اخبار کے مطابق مصر کے اخوان المسلمین اور جماعت اسلامیہ، الجزائر کی اسلامک فرنٹ، سوڈان کی مسلم فرنٹ اتحاد، فلسطین کی حماس اور حرکت المجاہدین سمیت کئی مسلم ممالک کے سربراہان اور عوام بھی مولانا فضل الرحمٰن کے اس اعلان کی تائید کر چکے ہیں لیکن دوسری طرف وطن عزیز کے چند غریب الفکر افراد نے یہ موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ امریکی ہمارے معزز مہمان ہیں اور مولانا فضل الرحمٰن کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ وہ امریکیوں کو دھمکیاں دیتا ہے۔ چنانچہ انگریزی میں سوچنے والے اپنے ان مہربانوں سے ہم یہی عرض کریں گے کہ اگر امریکی آپ کے معزز مہمان ہیں تو اسامہ بھی افغانیوں کا معزز مہمان ہے اور مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو دھمکی نہیں دی بلکہ دھمکی کا جواب دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی ذہن میں ابھرتا ہے کہ جب امریکہ نے افغانستان اور سوڈان کے بے گناہ مسلمانوں پر رات کی تاریکی میں کروز میزائیل داغے تو اس وقت یہ منصف مزاج کہاں تھے۔ اس وقت اپنے مسلمان بھائیوں کی حمایت میں ان کی رگ حمیت کیوں نہ پھڑکی؟

لیکن سچ یہ ہے کہ روپڑی ہوں یا قادری، ساجد میر ہوں یا خالد آزاد ڈالروں اور ریالوں کی دبیز تہہ نے ان کے دماغ کی روشنی چھین لی ہے اور بغض فضل الرحمٰن نے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہوئے ان کے دلوں کو بھی تالے لگا دیئے ہیں۔ اب ان کو کوئی دلیل سمجھ نہیں آئے گی بلکہ در حقیقت یہ طبقہ اپنے آباء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تاریخ دھرا رہا ہے اور مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اپنے آباء اجداد کی ترجمانی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اس تشبیہ کی تاریخی سند چاہیئے تو پہلے برصغیر کی تاریخ پڑھئے اور پھر قومی

Marfat.com

اخبارات کی ان خبروں کو ملاحظہ کیجئے کہ اسرائیل کی حمایت میں بیان دینے والے فلاں قادری پچھلے دنوں اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے' وہاں کالے شیشوں والی ایک گاڑی میں ایک پاکستانی کاریگر شخصیت ان کے پاس آئی اور اس کے بعد ---- انہوں نے لاہور کی ریلی میں امریکیوں کو اپنا معزز مہمان قرار دیا۔ یہ بھی خبر لگی کہ مولانا فضل الرحمٰن کا توڑ کرنے کے لئے امریکہ نے ساجد میر کی خدمات حاصل کرلیں۔ ساجد میر مولانا فضل الرحمٰن کے بیانات کو غیر شرعی قرار دینے لگا تو اس سے اگلے دن تسلسل سے عارف روپڑی نے اخباری بیانات اور پریس کانفرنسوں میں وہ زبان استعمال کی جو ان کی شایان شان تھی۔ تاہم مولانا فضل الرحمٰن کا جواب یہ تھا کہ ان درباری ملاؤں کے فتوؤں کی کوئی پرواہ نہیں۔ انہوں نے انگریز کی دور میں بھی یہی کردار ادا کیا اور یہ کہ اگر میرے بیانات خلاف شریعت ہیں تو کیا افغانستان پر امریکی حملے اور خلیج میں امریکی افواج کی موجودگی عین شریعت ہے؟ بہر حال یہ ابنائے وقت جتنا بھی زور لگالیں مسلمانان عالم پر امریکہ کی امن دوستی اب واضح ہو چکی ہے کہ وہ نمائشی طور پر دنیا بھر میں مذاکرات کے ذریعے معاملات کو طے کرنے کی بات کرتا ہے لیکن افغانستان کے بارے میں ان کا یہ منفرد رویہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ محض اسامہ کے بہانے ایک امن پسند عادلانہ معاشرے کی حامل مملکت کو کروز میزائل کی ذریعے جارحیت کا نشانہ بناتا ہے۔ چنانچہ پاکستانی عوام نے بجا طور پر قائد جمعیت کے اعلان پر ایک طوفان بلاخیز کی شکل میں اٹھ کر امریکہ کو نئے انداز سے سوچنے پر مجبور کردیا اور اب اس نے گوادر کے قریب سمندر میں موجود اپنا بحری بیڑہ پیچھے ہٹالیا ہے بلکہ 19 اگست کو قائد جمعیت نے جب گوادر میں امریکہ ہی خلاف ایک مظاہرے سے خطاب کرنے والے تھے 'اس دن امریکیوں کے تحفظ کے بہانے کچھ قوم پرستوں نے عورتوں سے مظاہرہ کرایا اور اسی دن امریکیوں نے مقامی انتظامیہ کو دھمکی دی کہ مولانا فضل الرحمٰن کو گوادر آنے سے روکو ورنہ ہم کام بند کر کے چلے جائیں گے لیکن انتظامیہ نے انہیں بتایا کہ جب تک آپ افغانستان پر حملہ نہیں کرتے' مولانا فضل الرحمٰن آپ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ چنانچہ جلسے کے دن امریکی شہر چھوڑ کر ایک بحری جہاز میں چلے گئے اور جمعیت علماء اسلام نے بھرپور مظاہرہ کیا جس میں قوم پرست بھی شریک ہوئے۔ اس مظاہرے میں قائد جمعیت نے خطاب کرتے ہوئے کہا

Marfat.com

کہ ہم گوادر کی ترقی کے نہیں بلکہ گوادر کی غلامی کے خلاف ہیں۔ اگر امریکیوں نے یہاں کام کرنا ہے تو مزدور بن کر کریں' آقا بن کر نہیں۔ قائد جمعیت کے اس موقف کی قوم پرستوں نے بھی بھرپور تائید کی۔

امریکہ کی اس شرمناک پسپائی کے بعد اگرچہ فی الحال اس نے افغانستان پر حملہ موخر کردیا ہے لیکن اب اقتصادی طور پر افغانستان کو مفلوج کرنے کے لئے اس نے عالمی رائے عامہ کو منظم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور سردست افغان آریانہ ایئر لائنز کے اثاثے منجمد کردیئے گئے ہیں جب کہ اقوام متحدہ کے فورم پر امریکہ افغانستان کے خلاف اقتصادی پابندی لگانے کی ایک قرارداد لانے کے لئے پر تول رہا ہے لیکن اس محاذ پر بھی قائد جمعیت مدظلہ امریکہ کا تعاقب کر رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ دنوں آپ نے اسلام آباد میں متعین چینی سفیر سے ملاقات کے دوران ان سے درخواست کی کہ اگر امریکہ اقوام متحدہ کے فورم پر ایسی کوئی قرارداد لائے تو چین اس کو ویٹو کردے۔ اس موقع پر چینی سفیر نے امریکہ کی امن دوستی کے نعرے کو محض ڈھونگ قرار دیتے ہوئے اسے عالمی سطح پر دہشت گردی کا ذمہ دار ٹھہرایا اور مولانا کے خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے تعاون کا یقین دلایا۔

ان حالات میں جب کہ جمعیت علماء اسلام اپنی تاریخ کے نازک ترین موڑ سے گذر رہی ہے۔ ان حضرات کا رویہ ہماری فہم سے بالاتر ہے جو کبھی مولانا فضل الرحمٰن کی مخالفت میں معمولی اشارہ پانے پر طوفان کھڑا کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے اور اب قائد جمعیت کے مجاہدانہ کردار سے بلاوجہ اغماض برت رہے ہیں یا بلاوجہ مولانا کی مخالفت کرتے ہوئے قافلہ علماء پر جگ ہنسائی کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ لیکن قارئین!

تاریخ کی اس سچائی کو یاد رکھیں کہ ہلاکو خان نے تمام وزراء و اعیان سلطنت کو جب ٹھکانے لگایا تو لوگوں کو قدرتی طور پر خوشی ہوئی کہ ہم پر ظلم ڈھانے والے اپنے انجام کو پہنچے لیکن اگلے ہی دن ہلاکو نے ان خوشی منانے والوں کو بھی اسی طرح ٹھکانے لگا دیا۔ ٹھکانے لگتے لگتے ایک صاحب نے ہمت کرکے پوچھ لیا کہ صاحب ہمارا کیا قصور؟ تو ہلاکو نے کہا تمہارا قصور ظلم پر قناعت کرنا ہے۔ تمہارے سامنے ظلم ہوتا رہا' تم آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے اور تم نے دست ظلم کو توڑنے کے لئے کچھ نہ کیا۔ ہلاکو

Marfat.com

خود کیا تھا -----اس سے قطع نظر اس کی اس بات پر غور کریں کہ اس نے کتنی صحیح بات کہی اور اس کے ساتھ اس ارشاد پیغمبر ﷺ کو نگاہ میں رکھیں کہ " جو جانتے بوجھتے ظالم کو تقویت پہنچانے کی غرض سے اس کے ساتھ چلا وہ اسلام سے خارج ہو گیا"۔

( ماہنامہ الجمعیۃ پنڈی ' ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم: دھمکیوں کا نوٹس ادارتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کی دھمکیوں کا نوٹس لیا جائے' امریکہ کا مطالبہ

## برطانوی حکومت کا متعصبانہ فیصلہ

اسامہ بن لادن کے خلاف ممکنہ امریکی کمانڈو آپریشن کے پیش نظر مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں کی طرف سے دی جانے والی دھمکیوں پر امریکہ نے گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے ان کا نوٹس لینے اور اس کے سفارتی عملے کے لئے ٹھوس حفاظتی اقدامات اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ گذشتہ دنوں اسلام آباد میں جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے ایک احتجاجی ریلی میں امریکیوں کو جان سے مار دینے کی دھمکی کا امریکہ سمیت مختلف ممالک میں سنجیدگی سے نوٹس لیا گیا ہے اور اس پر حکومت سے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ واضح رہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اگر اسامہ کے خلاف کمانڈو آپریشن ہوا تو یہاں بھی کوئی امریکی محفوظ نہیں رہے گا۔ ان کی اس ریلی میں مختلف مجاہد تنظیموں کے رُکن بھی شامل تھے۔ انہوں نے ہدایت کی تھی کہ وہ قبائلی علاقوں کے پہاڑوں میں پھیل جائیں اور وہاں سے کسی ایسے جہاز کو اڑنے نہ دیں جس میں امریکی سوار ہوں۔ امریکی حکومت نے اپنی تشویش میں کہا ہے کہ ان انتہاپسندوں سے کچھ بعید نہیں۔ لٰہذا حکومت ان کی دھمکیوں کو نظر انداز کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کرے اور اپنے ہاں تعینات سفارتی عملے کے تحفظ کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کرے۔ ذرائع کے مطابق امریکہ نے اپنے سفارتی عملے کو اپنے طور پر بھی محتاط رہنے کی ہدایت کی ہے اور پاکستان کے علاوہ دیگر ملکوں بالخصوص اسلامی ممالک میں اپنے سفارت خانوں کو الرٹ کر دیا ہے۔ پاکستان میں امریکی سفارت خانہ پاکستان میں رونما ہونے والی حالیہ سرگرمیوں اور مختلف جماعتوں کے رد عمل پر خصوصی نظر رکھے ہوئے ہے اور اپنی حکومت کو

Marfat.com

تمام اطلاعات بہم پہنچا رہے ہیں۔

ادھر برطانیہ نے جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن کو ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن 18 اگست کو عالمی مجلس ختم نبوت اور 15 اگست کو توحید و سنت کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے برمنگھم جانا چاہتے تھے۔

مولانا فضل الرحمٰن کو بالکل غیر متوقع طور پر روکا گیا ہے۔ جب کہ برطانیہ کے قوانین کے مطابق 3 سال تک مسلسل وہاں جانیوالے افراد سفارتخانے میں حاضری سے مستثنیٰ ہوتے ہیں اور انہیں صرف برٹش ایئرویز کے دفتر میں کاغذات داخل کراتے ہی ویزا دے دیا جاتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کئی سالوں سے مسلسل کانفرنس میں شرکت کے لئے برطانیہ جاتے رہے ہیں اور بحیثیت ڈپلومیٹ بھی برطانیہ کا دورہ کر چکے ہیں لیکن انہیں برطانیہ نے اپنے اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے برطانوی حکومت کے اس اقدام کو ایک متعصبانہ فیصلہ قرار دیا اور کہا کہ برطانیہ پہلے ہی امریکہ کا رفیق بنا بیٹھا ہے۔ اب اسامہ بن لادن کے خلاف کارروائیوں میں بھی شریک ہو گیا ہے اور اس کے لئے جاسوسی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس ختم نبوت اور توحید و سنت کانفرنس کے لئے ویزا نہ دیکر نہ صرف برطانیہ نے اصول توڑ ڈالے بلکہ اسلام دشمنی کا کھلا ثبوت دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ برطانیہ نے اگر کہیں بھی اسامہ بن لادن کے خلاف امریکہ کا ساتھ دیا تو وہ بھی مسلمانوں کے غیض و غضب کا نشانہ بنے گا۔

( ماہنامہ الجمیۃ پنڈی ماہ اگست ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم : تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے

ماہنامہ الجمعیۃ پنڈی ستمبر ۹۹ء

# عہد ساز قیادت

## مولانا مفتی محمود کا فتویٰ روسی سپر پاور کے زوال کا سبب بنا

## تو مولانا فضل الرحمٰن کی للکار سے امریکی سپر پاور پاش پاش ہو گی

## مولانا فضل الرحمن نے باپ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا

ابھی چند برس قبل ہی کی تو بات ہے کہ ایک جارح، قوت کے نشہ میں سرمست، نام نہاد سپر پاور، ملکوں اور ریاستوں کو روندتا ہوا افغانستان میں داخل ہو کر پاکستان کی سرحدات تک آ پہنچا اور قریب تھا کہ گرم پانی کی تلاش میں نکلنے والا یہ سرخ ریچھ گرم پانی تک جا پہنچا۔ افغانستان کے حکمران طبقہ نے اسے خوش آمدید کہا۔ پاکستان کے بھی بعض نام نہاد انقلابی لوگ اس کے استقبال کے لئے دو دو ہار ہاتھوں میں تھامے بیٹھے تھے اور سرخ انقلاب کی نویدیں سناتے ہوئے اپنی مومنانہ فراست و کرامت کا سہارا لیا کرتے تھے۔ وہ اپنی چشم تصور سے کراچی و گوادر تک اسے پہنچتا ہوا دیکھ رہے تھے لیکن افغانستان کا ایک مولوی (نصر اللہ منصور شہید) پاکستان کے ایک مولوی (مفتی محمود) کی طرف رخ کرتا ہے۔ باہمی تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ عسکری پلاننگ ہوتی ہے۔ شرعی حل ڈھونڈا جاتا ہے کہ جارح کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینا، جان و مال اور عزتوں کی حفاظت کرنا امت مسلمہ پر فرض ہے۔ علماء و طلباء اور دیندار طبقہ مدارس کو بند کر کے اپنے ہاتھوں میں کتابوں کی جگہ آلات حرب لیتا ہے، میدان جنگ میں اترتا ہے اور بدر و حنین کے معرکوں کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے پوری دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا کے نقشہ سے اس سپر پاور طاقت کا نام محو ہو جاتا ہے، شاہ ولی اللہ اور شیخ الہند کے جانشین کی فکر کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ روس سے ڈرانے والے اور اس کے استقبال کی تمنا رکھنے والوں کی تمنائیں دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ وہ خائب و خاسر ہو کر منہ چھپاتے پھر رہے ہیں بلکہ

Marfat.com

اب ماسکو کی بجائے واشنگٹن کو اپنا قبلہ تصور کر لیتے ہیں۔ ایک درویش کے ایک فتویٰ کی قوت کو سب نے دیکھ لیا۔ آج تاریخ اپنے آپ کو دھراتی ہے کہ پھر ایک ظالم جارحیت پر اترا ہوا ہے۔ پوری دنیا پر نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے حکمرانی کے نشہ میں مخمور جب چاہے جہاں چاہے امن ہی کے نام پر جارحیت کا ارتکاب کر دے۔ جس سرزمین کو چاہے بارود کا ڈھیر بنا دے' وہ جس کے ہاں کوئی اصول قابل قبول نہیں۔ دوسروں کو مذاکرات کے ذریعہ معاملات حل کرنے کی تلقین کرنیوالا خود ایک فرد کو بہانہ بنا کر دو ملکوں پر میزائلوں کی بارش کر دیتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ایک بار پھر اسی کمینگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اسے روکے' اس کے ظلم کے خلاف موثر آواز اٹھائے۔ مسلم حکمران اس ظلم کے خلاف آواز تو کیا اٹھائے بلکہ اس معاملہ میں ظلم کا دست و بازو بننے میں اپنا افتخار محسوس کرتے ہیں۔

ان حالات میں پھر افغانستان کا ایک مولوی امیر المومنین ملا عمر مجاہد پاکستان کے ایک مولوی (مولانا فضل الرحمٰن) کو اپنے ہاں بلاتا ہے' مشورہ ہوتا ہے۔ نتیجہ میں ایک درویش صفت عالم دین میدان عمل میں کودتا ہے' جارح کی جارحیت کو روکنے کے لئے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے دشمن سے دشمن کے لب ولہجہ میں گفتگو کرتا ہے اور وقت کے طاغوت امریکہ کو للکارتا ہے۔ چند بے غیرت مسلم حکمرانوں کو خرید کر پوری امت مسلمہ پر حکمرانی کا خواب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا۔ نوبت بایں جا رسید کہ دشمن لرزاں و ترساں ہے۔ وہ باپ تھا' یہ بیٹا ہے۔ وہ مفتی محمود تھا' یہ مولانا فضل الرحمٰن ہے۔ باپ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ اکابرین کی یادیں تازہ کر دیں۔ باپ کا فتویٰ ایک سپر پاور کا زوال کا سبب بنا تو بیٹے کی للکار بھی انشاء اللہ دوسری سپر طاقت کو نیست و نابود کر دے گا۔ تب تو یہ طبقہ نہتا تھا' حرب و ضرب سے ناواقف تھا' نہ اسلحہ تھا نہ گولہ بارود لیکن اب وہ صورتحال نہیں' اب یہ طبقہ نہ نہتا ہے نہ ہی حرب ضرب سے ناواقف نہ اسباب کی کمی ہے نہ افراد کی' اب تو سرزمین خلافت بھی ان عقابوں کے مسکن کے طور پر موجود ہے۔ مت سمجھو یہ ایک روایتی مولوی کی آواز ہے۔ یہ ایک فرد کی آواز ہے' یہ چند نعرہ لگانیوالوں

Marfat.com

کا گروہ ہے جو منزل تک پہنچے بغیر مقصد کی تکمیل سے قبل تھک کر بیٹھ جائیں گے یا بٹھا دیئے جائیں گے۔ ان کو سیاسی جماعتوں کے کرایہ پر بلائے ہوئے نعرہ زنوں کی طرح مت سمجھو یہ ان اکابر کی روحانی اولاد ہیں جنہیں کسی بھی دور میں نہ دھمکیوں اور طاقت سے جھکایا جاسکا اور نہ ہی دولت سے خریدا جاسکا۔ یہ نہ جھکنے اور نہ بکنے والی قوم ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سرخ ریچھ کو نکیل ڈالی' ہندو بنیئے کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ بوسنیا ہو یا چیچن' کوسوو ہو یا داغستان جو ہر میدان میں پہنچے۔ ذرا معلوم تو کرو' ذرا کھوج تو لگاؤ' مت چھیڑو اس قوم کو' یہ سر فروش ہے' ایمان فروش نہیں۔ اغیار سے مفادات کی وابستگی والے یوں نہیں للکارا کرتے' یوں نہیں شہر شہر کوچہ بہ بانگ دہل اعلان کیا کرتے اور نہ ہی ان کی للکار سے یوں لرزہ طاری ہوتا ہے۔ پہلے بھی تو بہت سے لوگوں نے للکارا' امریکہ دشمنی کے راگ الاپتے رہے اور اہم مواقع پر امریکہ یاترا بھی کرتے رہے' ان کی دھمکیاں گیدڑ بھبکیاں ثابت ہوئیں' وہ بہت پیچھے رہ گئے۔

قبائلی علاقوں میں امریکیوں کی یلغار تھی۔ اب امریکی تو کیا کوئی گورا بھی وہاں نظر نہیں آتا۔ ستر کے قریب ملکوں میں اپنے سفارت خانے بند کر دیئے۔ گوادر سے بحری بیڑہ بھگالے گئے۔ یہ ہے امریکہ بہادر جس سے ہمارے حکمران خوفزدہ ہیں' آخر کیوں؟

مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے قائم کردہ اس تاثر اور ان کی عوامی مقبولیت کو زائل کرنے کی مختلف تدبیریں کی جارہی ہیں۔ خفیہ ہاتھ حرکت میں آچکے ہیں۔ تجوریوں کے منہ کھل گئے ہیں۔ وہی نام وہی سیاہ و سفید دھاری دار پرچم جعلی ہاتھوں میں تھمادیا گیا ریلی ہے امریکہ کے خلاف' لوگوں کو اکٹھا کیا جارہا ہے۔ امریکہ دشمنی کا اعلان کر کے لیکن امریکیوں کو اس میں اپنا معزز مہمان قرار دیا جارہا ہے۔ مجاہدین اسلام کے دشمن خلافت اسلامیہ کو نیست و نابود کرنے کے پروگرام لانیوالے' نہتے مسلمانوں پر گولہ بارود کی بارش کرنے والے تو ٹھہرے' معزز مہمان ان کی تعریف میں تو رطب اللسان لیکن ظالم کے ظلم کے خلاف سد سکندری بننے والے مسلمان جو اپنے ہیں۔ ان کے لئے دل نازک میں کوئی جگہ نہیں۔ اگر مولانا سمیع الحق صاحب' مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے اس جرات مندانہ

Marfat.com

موقف سے گرویدہ ہو کر مل بیٹھنے اور کسی اخبار نویس کے دباؤ میں ان کے پاؤں پکڑنے پر آمادہ ہونے کا اظہار کر چکے تو ان کے خلاف یہ گستاخانہ زبان کہ انہیں کان سے پکڑ کر جماعت سے نکال دیں گے۔ ایک عالم دین کے ساتھ یہ سلوک اور ادھر امریکیوں کے ساتھ افطار پارٹی کی تصویریں واہ سبحان اللہ' اس ادا کو کیا نام دیں؟ یہ کس کا حق نمک ادا ہو رہا ہے؟

اس طرز کو 'اس انداز محبوبانہ کو ہم نے تو گوارا کر ہی لیا تھا' ہم نے تو محسوس نہ کیا لیکن وہ جو ہم میں سے نہیں۔ انہوں نے اس انداز دلربائی کو بہت محسوس کیا اور اسی کے رد عمل میں مولوی اسرائیل جیسے عظیم الشان لقب سے ملقب کیا۔ نکلے تو تھے دوسروں کی عزتوں کو گھٹانے اپنا قد بڑھانے لیکن ھائے محرومی 'نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ایک اور جناب جو مذہبی رہنما ہونے کے دعویدار بھی اور قائد مصطفوی انقلاب بھی جن میں قائدانہ صلاحیتیں تو بہت کم البتہ مداریوں والی اوصاف بدرجہ اتم موجود ہیں۔ انہوں نے یوں گوہر افشانی کی کہ کارگل کے مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لئے اسامہ کا یہ نیا مسئلہ کھڑا کیا گیا ہے۔ واہ سبحان اللہ 'کیا سوچ ہے؟ کیا ہی بصیرت ہے؟ کیا دور کی سوجھی ہے اس حضرت والا کو کہ جب کارگل کا مسئلہ زوروں پر تھا تو آنجناب امریکہ یاترا پر تھے۔ اس وقت حضرت کو نہ کارگل یاد تھا اور نہ ہی کارگل مجاہدین شاید کوئی منامی اشارہ ہوا ہو گا (جو کہ حضرت والا کو ہوتا رہتا ہے) کہ ان دنوں قائد مصطفوی انقلاب کی پاکستان سے زیادہ امریکہ کو ضرورت ہے۔ لہٰذا فوراً اشارے کی تعمیل کی گئی۔ حضرت والا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کارگل اور دراس میں مولانا فضل الرحمٰن اور ان کے والد کے شاگردوں اور روحانی فرزندوں کی عسکری جماعتوں جمعیت المجاہدین' حرکت المجاہدین اور حرکت الجہاد الاسلامی کے سر فروش نوجوان انڈین آرمی سے نبرد آزما تھے اور آپ کو توا تنی بھی توفیق نہ ہو سکی کہ محاذ پر جائیں قربان کرنیوالے شہداء کے یتیم بچوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے کسی شہید کے گھر ہی چلے جاتے۔

ایک اور صاحب جو مستقل کالم نگار ہیں' خیر سے بارلیش بھی ہیں اور سر پر موٹا پگڑ بھی باندھ رکھا ہے (تصویری یہی تو حلیہ ہے) حقیقت میں کیا ہے' کبھی گناہگار آنکھوں نے نظارہ نہیں کیا اور ان کی زیارت عالیہ سے محروم ہی رہوں تو اچھا ہے۔ اپنے کالم میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی--- حمایت کی۔ ان کے موقف کو خوب سراہا حتیٰ کہ بھائی کہنے پر فخر کا اظہار فرما رہے ہیں لیکن دو دن بعد

Marfat.com

ہی مخالفت میں کالم لکھ دیا۔ یہ ہے خفیہ ہاتھ کا کرشمہ' یہ ہے تجوریوں کے دھانوں کی کرامت' اپنا کالم ان الفاظ سے شروع کیا۔

مولانا فضل الرحمٰن کے لئے کبھی نرم گوشہ میرے دل میں نہیں رہا۔ جناب یہ آپ کا قصور نہیں ہے آپ کی تربیت کا کمال ہے۔ جس شخص کے شیخ طریقت کے دل میں فلم اسٹار انجمن صاحبہ (باوجود عظیم الجثہ ہونے کے) پوری طرح سمائی ہوئی ہوں اور جس کی سرپرستی فرماتے ہوئے اسے گھر اور زندگی سے نکال کر دوبارہ گندگی کے ڈھیر پر بنفس نفیس ڈالنے کے لئے حاضر ہوں تو اس شیخ کے مرید باصفا کے دل میں بھلا ایک دیندار' مجاہد' باطل شکن عالم دین کے لئے کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔ نیازی صاحب یہ آپ کا کمال نہیں جس پر آپ خنداں ہوں بلکہ میرے خدا کو یہ منظور نہیں تھا کہ جس دل میں کنجروں اور میراثیوں کی محبت ہو' جو زبان انگریزوں سے جاگیریں لینے والوں کی مدح سرائی کرتی ہو اس دل میں' اس دل کے کسی گوشے میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے لئے گنجائش رہے۔

میں تو آپ کی داڑھی کی وجہ سے حسن ظن کی بناء پر آپ کا کالم پڑھا کرتا تھا لیکن یہ تو معلوم نہیں تھا کہ یہ داڑھی بھی اک مکاری اور فریب کاری ہے' آپ کے شیخ طریقت نے آپ کا یہی تزکیہ کیا ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ انہیں بھی معاف نہ کرو۔ چنانچہ مفتی محمودؒ جیسی پاکیزہ شخصیت تک اپنی زبان بے لگام کو دراز کر لیا۔ نیازی صاحب کتے کے چاند کو بھونکنے سے کبھی روشنی ماند پڑی ہے؟ جو چاند کو تھوکتا ہے تو اس کے غلیظ تھوک سے اس کا اپنا (چہرہ) ہی ملوث ہوتا ہے۔ نیازی صاحب یہ خالی دھمکیاں نہیں ہیں' اندر سے آپ بھی سمجھتے ہیں۔ دھمکیاں تو پہلے بھی لوگ دیتے رہے ہیں لیکن کیا کبھی پہلے بھی امریکہ اس کیفیت سے دوچار ہوا؟ کیا پہلے بھی کبھی امریکہ کو اتنے سفارت خانے بند کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ کیا پہلے بھی کبھی امریکی یوں دم دبا کر بھاگے؟ دنیا کا کونسا اصول ہے کہ مظلوم کو دفاع کا حق بھی حاصل نہ ہو۔ ہم جارحیت نہیں کر رہے' جارحیت کا جواب دے رہے ہیں۔ ہم نے دھمکی نہیں دی دھمکی کا جواب دیا ہے۔ پہل اس طرف سے ہوئی ہم نے نہیں کی۔ ہم نے تو فقط جواب دیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق " آزادی " میں آپ بھی موجود تھے لیکن افسوس کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا واضح

Marfat.com

موقف بالمشافہ سننے کے باوجود آپ کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی نہیں اتری۔ افسوس صد افسوس! مسلمانوں کا دست بازو ہو 'اغیار کے ہاتھوں کھلونا نہ ہو۔ ان درویشوں کی قربانیوں سے ملک آزاد ہوا تھا' روس ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور انہی کے ہاتھوں انشاء اللہ امریکہ پاش پاش ہو گا۔ جس باپ کے فتویٰ سے روس ٹکڑے ٹکڑے ہوا اس باپ کے بیٹے کی للکار بھی اپنا اثر ضرور دکھائے گی۔ امریکی چھیڑیں تو سہی' حملہ تو کریں پھر رد عمل بھی دیکھیں' آپ اتنا جلدی بھول گئے کہ جانوں کی قربانیوں دینے والے' تختہ دار پر لٹکنے والے' کالاپانی کی صعوبتوں کو برداشت کرنے والے کون تھے ؟ اور ان کے روحانی فرزند کون ہیں ؟ اور دوسری طرف انگریزوں کی کاسہ لیسی کرنے والے اور ان کے کتوں کو نہلا کر' مجاہدین آزادی کی مخبریاں کر کے انگریزوں سے جاگیریں لینے والے کون تھے ؟ اور ان کی ذریت کون ہے ؟ کیا غضب ہے کہ بارلیش ہی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے' آخر کیوں ؟ کیا یوں نہیں کہ یہ داڑھیاں بھی غیروں نے ایسے موقع پر استعمال کرنے کے لئے رکھوائی ہیں۔ آپ کو اور آپ کے حکمرانوں کو تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ آپ کے میاں صاحب نے کارگل مجاہدین کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر اپنے منہ پر جو کالک مل کر پوری قوم کے سروں کو شرمندگی سے جھکا دیا تھا' ان جھکے ہوئے سروں کو پھر سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فخر کے ساتھ اونچا کر دیا۔ جس قوم کو غیروں کے سامنے تم نے ذلیل و شرمندہ کر کے رکھ دیا تھا' اس قوم کو ایک مولوی نے پورے عالم میں ایک قابل فخر قوم بنا دیا ہے۔

Marfat.com

عنوان کالم: مولانا فضل الرحمٰن کی امریکہ کو لگام تحریر: جناب شمس العارفین کاغانی

# مولانا فضل الرحمٰن اک تب و تاب جاودانہ

# امریکہ! ذرا ہمت کر کے تو دیکھے

## میر کارواں نے عالمی دہشت گرد کو لگام دی

تاریخ شاہد ہے کہ طاغوتی طاقتوں اور حق و صداقت کی امین قوتوں کا ٹکراؤ ازل سے ہوتا آیا ہے۔ شاید کون و مکاں کو اس سے اپنے بندوں کی استقامت و رضا جوئی مقصود ہے۔ زمانہ اس پہ ابھی شاہد ہے کہ حق بے سروسامانی کے عالم میں نمودار اور باطل طاقت و عظمت، جبر و استبداد و مکر و اکراہ میں شکل میں آیا لیکن بالآخر فتح کامل قافلہ حق کی ہوئی کیونکہ اس کا مقدر یہی ہے۔ تاریخ انسانی پر نظر دوڑائیں فرعونی جاہ و جلال کیسے پیوند زمیں ہوا اور کامرانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمرکاب رہی۔ آتش نمرود سے مرد حق آگاہ حضرت خلیل کی فتح یاب سلامتی اور پھر تاریخ انسانی کی سب سے عظیم شخصیت سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا باطل پرستوں سے مسلسل ٹکراؤ تاریخ عالم کے صفحات پر ثبت ہے۔ اس بات کا ماحصل یہ ہے کہ باطل و سامراجی قوتیں آج بھی اپنے قدیم ابلیسانہ روش پر چلتے ہوئے حق و صداقت کے متوالوں سے برسرپیکار ہیں اور آج اس کا جبر و استبداد امریکہ جیسے عالمی دہشت گرد کے روپ میں دنیا بھر کے مظلوموں، فاقہ کشوں اور صدائے حق بلند کرنے والوں پہ مظالم ڈھا رہا ہے اور اپنی اسی ابلیسانہ روش پہ نازاں و غلطاں بھی ہے جو کبھی عراق کے مظلوموں پہ آتش بازی کر رہا ہے، کبھی صومالیہ کے فاقہ کش عوام کو آگ و خون کے سیلاب میں ڈبو رہا ہے تو کبھی افغانستان اور سوڈان کے ستم رسیدہ انسانوں پہ اسامہ بن لادن کے بہانے بمباری کر رہا ہے۔ الغرض اس عالمی شیطان کے ملعونانہ مظالم کی فہرست اتنی

Marfat.com

طویل ہے کہ قلم و قرطاس ساتھ نہیں دے رہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی سالار قافلہ حق میدان میں آئے اور اس کی دہشت گردی کو لگام دے لیکن سوال یہ تھا کہ اس عالمی دہشت گرد کو لگام دینے کون آگے بڑھے۔ ایک طرف شاہان وقت اور کاسہ لیس حکمران ہیں جن کے متعلق ایک مرد حر یہ کہہ گئے -- ؎

شاہان وقت ہوں کہ ہوں شیوخ حرم
یہ بندگان زر و سیم ہیں خدا کی قسم

بالآخر یہ سعادت سالار حریت' مجاہدین آزادی ہند' شہدائے بالاکوٹ کے وارث' تحریک بحالی جمہوریت کے ممتاز رہنما تحریک نظام مصطفیٰؐ و ختم نبوت کے قائد مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کے فرزند ارجمند امام انقلاب مولانا فضل الرحمٰن اک تاب جاودانہ' جرات رندانہ کے ساتھ سینہ سپر ہو گئے اور ملت اسلامیہ کو بیدار کر گئے۔ تقدیر کے قاضی کا ازل سے یہ فتویٰ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات اور عالمی دہشت گرد امریکہ سے بزبان حال یوں مخاطب ہوئے۔

ہر ایک مفرور کی گردن جھکانا ہم کو آتا ہے
ہر اک ظالم سے پنجہ آزمانا ہم کو آتا ہے
برستی گولیوں میں مسکرانا ہم کو آتا ہے
وہ ہم ہی تھے جو لگا کے قہقہ تم سے ٹکرا گئے
اسلام کی آبرو کے لئے سر کٹانا ہم کو آتا ہے
اسلام کی آبرو کیلئے داغ آنے دیں یہ ناممکن

سالار حریت کے اس بیان کی گونج پوری دنیا میں سنی گئی اور امریکہ اب سوچ بچار میں پڑ گیا ہے حالانکہ اس سے قبل ایجنسیز اور میڈیا کی رپورٹ یہ تھی کہ امریکہ 48 گھنٹے کے اندر افغانستان پر حملہ کر دے گا اور اس کے لئے وہ گوادر کے ساحل پر لنگر انداز بھی ہو گیا تھا مگر اے بسا آرزوئے خاک شدہ مگر اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ارض پاکستان کا ایک بوریا نشین عالم دین یوں للکارے گا کہ اگر اب امریکہ نے ظلم کیا تو گولی کا جواب گولی سے دیں گے اور یہ محض کاغذی اعلان نہ تھا بلکہ مجاہد عالم دین اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رات دن جدوجہد کر رہے ہیں اور ملک کے طول و عرض میں اپنے جانباز مجاہدین سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اس وقت کاغان کے پہاڑوں سے لے کر مہران و بولان کے ساحلوں اور صحراؤں تک کاروان حق کے جانباز مجاہدین اپنے قائد کے آخری فرمان کے منتظر ہیں' ذرا امریکہ ہمت کر کے تو دیکھے؟ ( ہفت روزہ الہلال ۲۴ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم! حقیقی آزادی

تحریر: اداریہ اوصاف

# مولانا فضل الرحمان

# عوام کے دل ودماغ کے ترجمان

## امریکہ کو مالک کی بجائے مزدور کی طرح کام کرنا ہوگا

### اگر امریکہ نے ہماری قوت آزمانی ہے' تو افغانستان پر حملہ کر کے دیکھ لے

.........................

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمان نے ایک بار پھر امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ دنیا بھر میں دہشت گردی بند کر دے' ورنہ اگر ہم نیویارک یا واشنگٹن نہ بھی پہنچ سکے تو یہاں حشر ضرور برپا کر دیں گے' ایبٹ آباد کے خان قیوم ہاکی سٹیڈیم میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ امریکہ خواہ مخواہ ہماری دھمکی پر احتجاج کر رہا ہے حالانکہ ہم نے تو اس کی دھمکی کا جواب دیا ہے' انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان کی سرزمین پر امریکیوں کے قدم نہیں جمنے دیں گے اور انہوں نے اگر گوادر جیسے پراجیکٹس پر کام کرنا ہے تو مالک کی بجائے مزدور کی طرح کام کرنا ہوگا اور پاکستان کو امریکہ کی کالونی نہیں بلکہ ایک آزاد ملک سمجھنا ہوگا' انہوں نے کہا کہ یہ غلط فہمی دور کر لی جائے کہ ہمارے پاس مسلح قوت نہیں ہے' انہوں نے ایک بار پھر امریکہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس نے ہماری قوت آزمانی ہے تو افغانستان پر حملہ کر کے دیکھ لے' جلسے

Marfat.com

سے خطاب کرتے ہوئے حرکۃ المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمان خلیل نے کہا کہ طالبان اسامہ پر حملہ عالم اسلام پر حملہ تصور ہوگا انہوں نے کہا کہ امریکہ جہادی تنظیموں کو ختم نہیں کر سکتا' جلسے سے جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے بعض دوسرے مقررین نے بھی خطاب کیا۔

ایبٹ آباد میں جمعیت علماء اسلام کی ریلی حیران کن تھی 'ایک جم غفیر تھا اور پنڈال میں جہاں تک نظر جاتی تھی انسان سر ہی سر نظر آتے تھے' مولانا فضل الرحمان نے اس کامیاب جلسے کو اگر امریکہ کے خلاف ریفرنڈم قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ جمعیت کے پلیٹ فارم سے اتنے بڑے ہجوم کا مولانا فضل الرحمان کے ساتھ آواز سے آواز ملانا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ **ملک کا دینی طبقہ اب ملک میں امریکہ کا مزید عمل دخل برداشت کرنے پر تیار نہیں اور بڑی سے بڑی قیمت پر امریکی اثر و نفوذ سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔**

ملک میں اس وقت دو بڑے ایشوز ہیں 'ایک مہنگائی اور دوسرا امریکہ' عوامی اتحاد کے پلیٹ فارم سے بالعموم مہنگائی کے ایشو پر بات کی جاتی ہے' حکمرانوں کو اس سلسلہ میں معتوب ٹھہرایا جاتا ہے اور صرف ایک نکاتی ایجنڈے پر بات کی جاتی ہے کہ کسی بھی طرح نواز شریف سے اقتدار چھین لیا جائے بلاشبہ مہنگائی بہت بڑا ایشو ہے اور وزیراعظم نواز شریف عوام کو کسی قسم کا ریلیف دینے میں ناکام ہو گئے ہے 'اس کے باوجود دیکھنے میں آیا ہے کہ متعدد جماعتوں کے سیاسی اتحاد کے باوجود عوامی اتحاد کی ریلیوں میں اتنے لوگ اکھٹے نہیں ہوتے' جتنے لوگ تنہا جمعیت علماء اسلام اکھٹے کر لیتی ہے' جس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ عوام امریکہ کو مہنگائی سے بھی زیادہ حساس مسئلے سمجھتے ہیں اور ان میں یہ فکر راسخ ہو چکی ہے کہ جب تک امریکہ سے پیچھا نہ چھڑایا گیا 'اس وقت تک نہ تو مہنگائی' چور بازاری اور معاشی عدم استحکام ختم ہو سکتا ہے اور نہ ہی پاکستان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے عالمی سود خوروں کے چنگل سے نکل سکتا ہے' ہم پوری دیانتداری کے ساتھ یہ بات سمجھتے ہیں کہ اگر مولانا فضل الرحمان امریکہ کو چیلنج کئے بغیر عوام کے درمیان جاتے تو ان کو اتنی پذیرائی نہ ملتی' جتنی پذیرائی اس وقت مل رہی ہے **اس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا فضل الرحمان کی زبان سے وہی کچھ نکل رہا ہے جو عوام کے دلوں اور دماغوں میں موجود ہے۔**

Marfat.com

یہ ایک اطمینان بخش بات ہے کہ علماء کرام اور عوام نے پہلی بار درست سمت میں قدم اٹھائے ہیں' ہماری رائے میں درست سمت میں یہ سلسلہ اگر چلتا رہا تو نہ صرف پاکستان کے اندر اپنے اجتماعی حقوق کا شعور بیدار ہو گا بلکہ ایک ایسے نظام کے خدوخال بھی واضح ہو سکیں گے' جس میں کم از کم امریکی عمل دخل کی گنجائش نہ ہو گی اور ہمارا ایمان ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے اگر ہمارا پیچھا چھوٹ گیا تو پاکستان دنیائے اسلام کی ایک ایسی قوت بن جائے گا جس کی طرف کسی عالمی دہشت گرد کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرات نہ ہو گی اور ۵۲ سال بعد سہی پاکستان ایک آزاد جمہوری اسلامی مملکت کے طور پر اقوام عالم میں ابھرے گا' پاکستانی ذہن بیرونی تسلط سے آزاد ہوا' تو پھر عربوں کو بھی تسلط ملے گا اور سعودی عرب مین موجود امریکی فوج کو کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

پاکستان میں اہل نظر ایک بہت بڑی فکری تبدیلی کے آثار دیکھ رہے ہیں' ایک بہت بڑی اکثریت اگرچہ فکری محاذ پر اٹھنے والی لہر کو دور سے دیکھ رہی ہے لیکن اس بات کا قوی امکان ہے کہ اگر مولانا فضل الرحمان اور دیگر دینی قیادت ڈٹی رہی' تو خاموش اکثریت بھی اس لہر میں شامل ہو جائے گی۔

ہم یقین کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ جب تک امریکہ اور اقوام متحدہ جیسے عالمی غاصبوں سے ہم نے پیچھا نہ چھڑایا اسوقت تک ہماری حقیقی آزادی سراب رہیگی اور ہم اس سراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے یونہی ہانپتے رہیں گے۔ (روزنامہ اوصاف یکم ستمبر 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم ! ہنگامہ پسند حکومت

تحریر : حامد میر صاحب

# امریکی اہداف اور جمعیت کے کارکن

## سوات کا شہزادہ مولانا فضل الرحمان سے معافی مانگنے پر مجبور ہوا

### اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو جمعیت کے کارکن چلتی پھرتی آگ بن جائیں گے

...........

حسام الدین صوبہ سرحد کے جنوبی شہر ٹانک میں جے یو آئی کا ذمہ دار ہے ' چند روز قبل اسے اطلاع ملی کہ ٹانک سے وانا جانے والی سڑک پر کچھ مشکوک افراد کی آمدرفت جاری ہے جو شکل وصورت سے امریکی نظر آتے ہیں' وانا افغانستان کے سرحد کے بالکل قریب ہے ' حسام الدین کو شک گزرا کہ شاید امریکی کمانڈوز سیاحوں کے روپ میں افغانستان پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں ' اخبارات میں افغانستان پر امریکہ کے متوقع حملے کی خبروں نے اسے مزید پریشان کر دیا' حسام الدین نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور ٹانک سے وانا جانے والی سڑک کا جائزہ لیتا رہا ' اس نے محسوس کیا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے مذکوہ سڑک پر مشکوک افراد کی نقل وحرکت کا جائزہ لینے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کیے چنانچہ اس نے چند سو مسلح ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور سڑک پر پہنچ گئے حسام الدین نے وانا کی طرف جانے والی ہر ایسی گاڑی کو روکنا شروع کر دیا جس میں غیر ملکی نظر آتے تھے ' اس کے ساتھ غیر ملکیوں سے پوچھتے کہ آپ امریکی تو نہیں اور اگر کوئی امریکی مل جاتا تو اسے کہتے کہ تمھاری حکومت نے افغانستان پر حملہ کیا تو پھر تم بچ کر واپس نہ جاسکوں گے ' حسام الدین اور اس کے ساتھیوں نے ابھی چند درجن گاڑیوں کو چیک کیا تھا کہ فرنٹیر کانسٹیبلری نے انہیں گھیر اڈال کر

Marfat.com

ہتھیار پھینکنے کے لئے کہا ان نوجوانوں نے ہتھیار پھینکنے سے انکار کیا اور سڑک کے کنارے چٹانوں کے پیچھے پوزیشنیں سنبھال لیں، فرنٹیر کانسٹیبلری نے انہیں وارننگ دی کہ وہ سڑک کی ناکہ بندی ختم کردیں اور واپس چلے جائیں۔

حسام الدین نے فرنٹیر کانسٹیبلری کی وارننگ کو نظر انداز کر دیا اور کچھ دور جاکر دوبارہ ناکہ لگا لیا، فرنٹیر کانسٹیبلری دوبارہ انہیں روکنے کے لئے آگئی، حسام الدین نے ایف سی کے ایک افسر سے کہا کہ ہمیں اپنے علاقے میں امریکیوں کی مشکوک سرگرمیوں کی اطلاعات مل رہی ہیں، آپکو ان امریکیوں پر نظر رکھنی چاہئے لیکن آپ کی نظر تو ہم پر ہے جس کے بعد ہمیں یقین ہو رہا ہے کہ آپ مشکوک افراد کو تحفظ دینا چاہتے ہیں، افسر نے درشت لہجے میں ہتھیار پھینکنے کے لئے کہا جس پر حسام الدین نے بھی وہی لہجے میں کہا کہ ہم مرنے کے لئے تیار ہیں تم بھی تیار ہو جاؤ، اس اعلان کے ساتھ ہی دونوں طرف سے کلاشنکوفیں سیدھی ہوگئیں لیکن حسام الدین کی ساتھیوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر فرنٹیر کانسٹیبلری والوں نے کلاشنکوفیں کندھوں پر ڈالیں اور گاڑیوں میں بیٹھ کر واپس چلے گئے۔

اس واقعے کے بعد حسام الدین نے جے یو آئی کے امیر مولانا فضل الرحمان سے رابطہ کیا اور انہیں صورتحال بتائی، مولانا فضل الرحمان نے انہیں ہدایت کی کہ آپ لوگ مشکوک افراد پر نظر رکھیں اور کسی غیر ملکی کو بلاوجہ تنگ نہ کریں کہ افغانستان کے سرحدی علاقے میں فرنٹیر کانسٹیبلری کے ذریعے ان کے کارکنوں کو ڈرا دھمکا کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جے یو آئی کے کارکن اپنے دعووں پر عمل درآمد کی سکت رکھتے ہیں یا نہیں، ٹانک کے واقعے نے حکومت کو یقین دلا دیا کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو جے یو آئی کے کارکن چلتی پھرتی آگ بن جائیں گے اور پاکستان میں امریکی مفادات کو جلا کر راکھ کر دیں گے، یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے سرحدی علاقے میں مولانا فضل الرحمان کی سرگرمیوں کو روکنے کی کوشش شروع ہو چکی ہے، مولانا آئندہ چند دنوں میں وزیرستان میں جلسے کرنے والے ہیں، یہ قبائلی علاقہ ہے

Marfat.com

جس میں انگریزوں کے زمانے سے جلسے جلوسوں پر پابندی ہے لیکن یہاں وقتاً فوقتاً پاکستان کے حکمران جلسے کرتے رہتے ہیں 'اگر حکمران یہاں جلسے کر سکتے ہیں تو پھر مولانا فضل الرحمان سے یہ حق چھیننا جمہوریت نہیں ہے 'اطلاعات کے مطابق بنوں کے انتظامیہ کو حکم دیا گیا کہ مولانا فضل الرحمان کو وزیرستان میں داخل نہ ہونے دیا جائے ' خیال ہے کہ یہ حکم صوبہ سرحد کے نئے گورنر میاں گل اورنگزیب نے جاری کروایا ہے 'جو مولانا کے ساتھ ذاتی مخاصمت رکھتے ہیں ' موصوف نے ایک دفعہ مولانا کے خلاف بیان دیا تو مولانا نے انہیں پارلیمنٹ ہاؤس میں سرراہ روک کر وہ کیا کہ سوات کا یہ شہزادہ چند لمحوں میں معافی مانگنے پر مجبور ہو گیا میاں گل اورنگزیب صوبہ سرحد کا گورنر بننے کے بعد شاید پرانا بدلہ چکانا چاہتے ہیں لیکن وہ بھول رہے ہیں کہ مولانا فضل الرحمان وزیرستان جانے سے نہیں رکیں گے اور اگر ۳ ستمبر کو بنوں کی انتظامیہ نے انہیں طاقت کے ذریعے روکنے کی کوشش کی تو وہی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے جو چند دن قبل ٹانک میں فرنٹیر کانسٹیبلری اور جے یو آئی کے نوجوانوں کے درمیان پیدا ہو گئی تھی ۔

بنوں کی انتظامیہ ۳ ستمبر کو مولانا فضل الرحمان کو وزیرستان جانے سے روک کر ایک ایسے ہنگامے کا آغاز کرے گی ' جسے ۴ ستمبر کو تاجروں کی ہڑتال کے موقع پر کراچی اور لاہور کی سڑکوں پر روکنے کے لئے حکومت لمبی منصوبہ بندیوں میں مصروف ہے ' یہ ہنگامہ ایک دن پہلے بنوں میں شروع ہو گیا تو پھر حکومت کے لئے چار ستمبر کے ہنگامے روکنا بہت مشکل ہو جائے گا ' سچ تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت اپنے مخالفین کو ہنگاموں کے جواز اور مواقع خود فراہم کرتی ہے ' مخالفین ہنگامہ پسند ہوں ' نہ ہوں 'لیکن ہماری حکومت کی ہنگامہ پسندی اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی ' جو حکومت خود ہنگامہ پسند ہو ' وہ ہنگاموں کو سات سال قید کے قانون سے کبھی نہیں روک سکتی ۔

(روزنامہ اوصاف یکم ستمبر بروز بدھ 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم! فضل الرحمان اکابر کی نقش قدم پر

تحریر: محمد رحیم حقانی

# مولانا فضل الرحمان' ایک سامراج دشمن رہنما

## مولانا عوامی ریفرنڈم میں جیت گئے' شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے

## وزیر اعظم واشنگٹن یاترا' طالبان حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی سازش ہے

## مولانا فضل الرحمان کی سیاست میں سامراج دشمنی رچی بسی نظر آتی ہے

.............

مولانا فضل الرحمان اپنے پہلے سیاسی راؤنڈ میں نواز شریف کی پالیسیوں کے خلاف عوامی ریفرنڈم جیتنے میں پیش رفت کر چکے ہیں' اس کے برعکس عوامی اتحاد دو سال سے مسلسل ناکام احتجاجی پروگرام بناتے اور ٹوٹتے ہوئے چلا آرہا ہے' عوامی اتحاد کئی شخصیات اور چند چھوٹے بڑے سیاسی جماعتوں کا ادارہ ہے لیکن کوئی واضح نصب العین کی عدم موجودگی میں نواز شریف کے سرگرم انقلابی دور حکومت میں عوام کو سڑکوں پر لانے میں مسلسل ناکامی کا شکار رہا ہے گو کہ ہوشربا مہنگائی' ٹیکسوں کی بھرمار' کرنسی کے اتار چڑھاؤ' احتسابی عمل میں سستی' نظام کے اندر مختلف محکموں میں سیاسی نمائندوں کی بے جا مداخلت سے عوام کا جینا دوبھر ہوتا جارہا ہے..... لیکن قومی غیرت و شعور اور جذبہ خودی کو گذشتہ سال ایٹمی دھاکوں نے عروج ثریا پر پہنچا دیا جس کی وجہ سے عوام نے حکومت سے بعض بنیادی مسائل پر احتجاج کرنا بھی چھوڑ دیا اور جب مجاہدین کشمیر نے کارگل کی چار چوٹیوں پر فتح کے پاکستانی جھنڈے لہرائے اور بھارت کے ملٹری پریشر کو زیر کر کے انہیں دنیا بھر میں ذلت و خواری سے دوچار کیا اور پاک فوج کے اولوالعزم سپاہیوں اور مجاہدین عظام نے رب جلیل کے فضل و کرم سے وطن عزیز پاکستان کو بین الاقوامی وقار اور عظمت کا مرتبہ بخشا' تو پاکستانی عوام نے وزیر اعظم پاکستان کو تاریخ اسلام کے نامور جرنیلوں سلطان ٹیپو غزنوی' غوری اور ابدالی جیسے القابات سے پکارنے لگے

Marfat.com

لیکن جونہی ہندوؤں کی بین الاقوامی رسوائی وپسپائی پر کلنٹن نے ناراضگی کا موڈ دکھایا تو وزیر اعظم پاکستان نے ملک کے قابل فخر سائنسدانوں، فوجی بیوروکریٹوں، قومی اسمبلی، سینٹ ودیگر سیاسی ومذہبی جماعتوں کو اعتماد میں لئے بغیر ایسے انداز میں بھاگم بھاگ دوڑ لگائی، جس پر حکومت پاکستان کے لئے دوراز کار تاویلات اور دلائل پیش کرنا، قابل فہم نہیں بلکہ جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمان کے مطابق نہ صرف وزیر اعظم پاکستان نے کارگل کی چوٹیوں وہاں کے شہیدوں اور بھارت کے جیلوں میں قید مجاہدین کا سودا کیا بلکہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری اور امارت اسلامی افغانستان کی طالبان حکومت کو بھی غیر مستحکم کرنے کے لئے عہد وپیمان کر لیا گیا، نواز کلنٹن معاہدے کے متن کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ کشمیر میں وزیر اعظم کی مجاہد کش پالیسیاں طشت ازبام ہونا شروع ہو گئیں یہ کہ کارگل کی چار چوٹیوں سے آنا فانا مجاہدین کشمیر نکال کر باہر کر دیئے گئے جب کہ گوادر میں امریکی بیڑا افغانستان پر حملے کے لئے بھی دیکھنے میں آیا، افغانستان پر متوقع امریکی حملے کے مسئلہ پر پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔

مولانا فضل الرحمان کو اس ایشو کو لیتے ہوئے کراچی سے اسلام آباد اور پشاور تک پھر صوبہ سرحد میں ڈیرہ، بنوں، ٹل، چارسدہ، چکدرہ کے مقامات پر خلاف توقع کامیاب جلسے لئے، اس طرح بلوچستان میں کوئٹہ اور چمن سے لیکر گوادر تک امریکی استعمار کے خلاف ایسے بھرپور انداز میں احتجاجی جلسے منعقد کئے، جن کی جھلکیاں دنیا بھر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے نشر ہوئیں اور مولانا فضل الرحمان کا پہلی بار دنیا بھر کی نظروں میں ایک سامراج دشمن لیڈر کی حیثیت سے پہچان ہوئی در حقیقت مولانا فضل الرحمان کی کال پر عوامی اتحاد کا اظہار بالواسطہ نواز شریف حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی پر عدم اعتماد کا بے بانگ دہل اظہار تھا، مولانا فضل الرحمان کے ملک گیر سیاسی دورے سے قبل صوبہ سرحد میں ان کی جماعت کے صوبائی رہنماؤں نے جمعیت کے تربیتی پروگراموں میں زیادہ تر پاکستان میں رائج الوقت جمہوری نظام پر نہ صرف مکمل اعتماد کا اظہار کیا بلکہ

Marfat.com

رائج الوقت جمہوری نظام کے حق میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل بھی پیش کیے' اسی طرح مولانا فضل الرحمان نے بھی گذشتہ سال لاہور میں انقلابی سیاست کے اعلان کے برعکس جمہوریت کے سیدھے اور آسان روٹ پر سفر کرنے کا عزم کر رکھا ہے ان کے اسی انداز سیاست کو جمہوری حلقوں میں پسند کیا جارہا ہے بلکہ امریکہ دشمنی کے اعزاز میں عوام میں قائد عوام سے بڑھ کر ایک قومی ہیرو کی حیثیت سے ابھرتا جارہا ہے۔

سیاسی مبصرین کے مطابق کارگل ایشو کو قاضی حسین احمد صاحب نے امریکی دورے کی وجہ سے ہارا ہے کیونکہ جن ایام میں نواز شریف کا یاترا واشنگٹن ہو رہا تھا ان ایام میں محترم قاضی صاحب امریکہ کے گلی گلی کوچہ کوچہ میں اسلام زندہ باد جماعت اسلامی پائندہ باد کے جدوجہد میں مصروف عمل تھا۔ مولانا فضل الرحمان اپنے دوسرے راؤنڈ میں حکومت کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے اور افغانستان اور کشمیر کے مسئلہ پر غیر مبہم اور دوٹوک پالیسی اختیار کرنے کے لئے دباؤ بڑھائیں گے' حکومت کی سردمہری پر وزیراعظم سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کریں گے اور اسی کے ساتھ چند دوسرے چیدہ چیدہ واقعات کو بیس بناتے ہوئے احتجاجی جلسوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیں گے' اسی مرحلے پر مولانا فضل الرحمان کے ایجنڈے کے ساتھ چند سیاسی جماعتیں اندھادھند اتفاق کر کے انتخابی اتحاد کے لئے گرینڈ الائنس بنائیں گی لیکن اس بار جے یو آئی پارٹی کے اندرونی دباؤ کی وجہ سے پیپلز پارٹی کی بجائے دوسری سیاسی جاعتوں کے ساتھ چلنے پر زیادہ ترجیح دیں گی۔

یاد رہے ماضی میں جے یو آئی کے پیپلز پارٹی کے ساتھ جزوی اتحاد کے نتیجے میں پارٹی قیادت کو بہت تلخ ایام دیکھنے پڑے ہیں' درحقیقت اس دور میں سخت ترین مخالفت میں میڈیا کے علاوہ دو اہم سیاسی جماعتیں عوامی نیشنل پارٹی اور جماعت اسلامی سرفہرست تھیں' پیپلز پارٹی کے اس آخری دور حکومت میں مولانا فضل الرحمان خارجہ امور کمیٹی کے چیئرمین تھے تو اس پریڈ میں پاکستان مسلم لیگ عوامی نیشنل پارٹی مضبوط ترین اتحاد کی صورت میں حزب اختلاف کا کردار ادا کررہی تھیں' جب کہ اسی حزب اختلاف میں جماعت اسلامی بھی بن بلائے شریک رہی' ان جماعتوں کا ہدف مولانا فضل الرحمان

Marfat.com

کو سیاسی سکرین سے بدنامی کے دھبوں کے ساتھ نکال باہر کرنا تھا' ان جماعتوں میں جماعت اسلامی اور عوامی نیشنل پارٹی ایک خاص پروگرام کے تحت مولانا فضل الرحمان پر سیاسی انداز میں تنقید کے بجائے ان پر ذاتی قسم کے بیہودہ الزامات لگانے میں ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے تھے اس دور کے اختلاف برائے اختلاف کی کہانی کو بہت کم لوگ جانتے ہوں گے وہ اس طرح کہ روس جب مرحوم نہیں ہوا تھا اور اس کے تحلیل ہونے میں بہت کم ایام باقی تھے' اجمل خٹک صاحب سرخ ڈولی کی بارات میں شرکت کے بغیر عازم پاکستان ہو چکے تھے' سرخ ڈولی کی امید میں بال سفید کرنے والے سیاستدانوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے جا رہے تھے' ان ایام میں افغانستان میں ڈاکٹر نجیب اللہ کی صورت میں عوامی نیشنل پارٹی کا نمائندہ موجود تھا' ان سے بر سر پیکار گلبدین حکمت یار پاکستان کے جماعت اسلامی کا نمائندہ تھا نجیب اللہ کے بعد جب مجاہدین کی پہلی حکومت قائم ہوئی اور بعد میں جب دوسری حکومت قائم ہوئی اور اسی حکومت پر چند مہینے بیت گئے تھے کہ پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت بنی' مولانا فضل الرحمان نے اسی حکومت میں کسی طریقے سے نقب کرتے ہوئے خارجہ امور کمیٹی کی چیئر مین شپ کے عہدے پر پہنچے اس عہدے کے اثر ورسوخ کی بنیاد پر انہیں فوج کے اعلیٰ طبقے تک رسائی ہوئی اور وہاں سے انہوں نے افغانستان میں طالبان حکومت کے لئے امریکہ' یورپ' افریقہ' اور خلیجی ممالک کو جانا پڑا' مولانا فضل الرحمان نے افغانستان میں طالبان حکومت کے قیام کے لئے ہمہ گیر منصوبہ بندی کرادی اور اسی طرح انہوں نے طالبان کے ذریعے افغانستان میں دائیں بائیں قوتوں کے ایجنٹوں کا خاتمہ کرادیا اور جب افغانستان سے سرخ' سبز جھنڈے دریا میں تنکوں کی طرح بہنے شروع ہوئے تو یہاں پاکستان میں ولی' قاضی بھائی بھائی کے نعرے بلند ہونا شروع ہو گئے اسی دوران جماعت اسلامی اور عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماؤں نے ہمہ وقت جوش انتقام کے مارے مولانا فضل الرحمان پر ڈیزل پرمٹوں' اور بڑے بڑے پلازے خریدنے کے الزامات لگادیئے اور اسی طرح اخبارات میں ہر کس وناکس نے مولانا فضل الرحمان کے خلاف اپنے اعمال نامہ میں طرح طرح صلواتیں استعمال کرنے سے بھر دیا۔

اب کی بار مولانا فضل الرحمان کی سیاست میں سامراج دشمنی رچی

Marfat.com

بسی نظر آرہی ہے، آخر شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے، جونہی ایک طویل جمود کے بعد منہ کو جھاڑیوں سے رگڑتے رگڑتے ہوئے یہ شیر مولانا فضل الرحمان کچھار سے باہر نکل آیا تو دنیا بھر کے مسلمانوں کے قاتل امریکہ کو للکارا، ایک ایسے ملک کے معزز باشندوں کے قتل عام کا فتویٰ دیا، جن کا خون عام انسانوں کی طرح ارزاں نہیں، بلکہ ایسا مقدس خون ہے جس کے ایک باشندے کے بدلے امریکی ایک انسان کیا، ہزاروں، لاکھوں انسانوں کی بستیاں تباہ و برباد کر کے راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں امریکہ اپنے ایک شہری کے قاتل کے پیچھے مصنوعی سیارے، سمندری بیڑے، انسانوں اور حیوانوں کی صورت میں کھوج لگاتے ہیں، سیاسی اور اقتصادی ناکہ بندی کرا دیتے ہیں، پتہ نہیں کیا کیا دام چلا نہیں دیتے، اس مجازی خدا امریکہ کے خوشنودی کے لئے یہود و ہنود کیا اسلامی دنیا کے حکمران مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر خدمت میں پیش کرتے ہیں، اس استعمار کے نمائندے بلکہ پاکستان کے وائسرائے کی حیثیت کے امریکی نمائندے کو سرخ آنکھیں دکھا کر مفتی محمود مرحوم کے بیٹے فضل الرحمان نے امریکیوں کو اپنا ماضی یاد دلایا اور کہا کہ محض ہم نے صرف آپ کے خلاف اعلان جہاد نہیں کیا ہے بلکہ ہمارے اسلاف شیخ الہند محمود الحسن مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا حسین احمد مدنی، مفکر اسلام مفتی محمود نے برطانوی استعمار کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی، ہزاروں کی تعداد میں شہید ہوئے، ہزاروں کی تعداد میں پس دیوار زندان ہوئے لیکن اعلائے کلمۃ الحق سے منہ نہ موڑا، مولانا فضل الرحمان ان خیالات اور عزائم کے ساتھ جب احتجاجی جلسوں میں آیا تو اپنے آپ کو لاکھوں انسانوں کے سمندر میں پایا۔

(روزنامہ اوصاف 2 ستمبر 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم : آہنی ہاتھوں کا شکریہ تحریر : جناب حامد میر صاحب

# مولانا فضل الرحمن ' پابند سلاسل

## جب سرحد حکومت نے وزیرستان میں ان کے داخلے پر پابندی لگا دی

## مولانا فضل الرحمٰن کے خلاف آہنی ہاتھ استعمال کیا جائے

## ان کو گرفتار کر کے امریکہ کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی

دوسرا واقعہ ڈیرہ اسماعیل خان میں پیش آیا جہاں 3 ستمبر کی رات کو سرحد حکومت کے حکم پر مولانا فضل الرحمٰن کو گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے 4 ستمبر کو ہڑتال کی حمایت تو کی تھی لیکن وہ اس روز امریکہ مردہ باد ریلی میں شرکت کے لئے جنوبی وزیرستان جانے والے تھے۔ سرحد حکومت نے جنوبی وزیرستان میں ان کے داخلے پر پابندی لگا دی تھی۔ اس پابندی کی کوئی خاص وجہ بیان نہیں کی گئی۔ ڈیرہ اسماعیل خان' بنوں اور لکی مروت کی انتظامیہ کا کہنا تھا کہ جنوبی وزیرستان قبائلی علاقے میں شامل ہے اور وہاں سیاسی جلسے جلوس نہیں ہو سکتے۔ اس موقف میں کوئی وزن نہیں تھا کیونکہ قبائلی علاقوں میں پاکستان کے کئی وزرائے اعظم جلسے کرتے رہے ہیں اور آج بھی کرتے ہیں۔ اگر قبائلی علاقوں میں حکمران جلسے کر سکتے ہیں تو مولانا فضل الرحمٰن پر بھی ایسی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ کمشنر ڈیرہ اسماعیل خان نے مولانا فضل الرحمٰن کو جنوبی وزیرستان جانے سے روکنے کے لئے 3 ستمبر کو ان کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کی وجہ یہ تھی کہ 3 ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خان میں مسلم لیگ نے کمشنر کے خلاف جلوس نکالا تھا اور خدمت کمیٹی کے چیئر مین سمیت متعدد افراد کو گرفتار کر لیا تھا۔ کمشنر پہلے ہی دباؤ میں تھے اور وہ مزید گڑبڑ نہیں چاہتے تھے لیکن دوسری طرف مولانا فضل الرحمٰن بھی اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ کمشنر نے پشاور میں اعلیٰ صوبائی حکام کو بہت سمجھایا کہ

Marfat.com

مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری سے صرف ڈیرہ میں نہیں بلکہ پورے ملک میں بے چینی پھیل سکتی ہے لیکن وہاں سے کہا گیا کہ مولانا کے خلاف " آہنی ہاتھ " استعمال کیا جائے۔ کمشنر نے آخر کار 3 ستمبر کی رات گیارہ بجے کے قریب علاقے کے اے سی کو مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔

مولانا فضل الرحمٰن کو ایک ہفتہ قبل پتہ چل گیا تھا کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ سرحد سردار مہتاب کے شہر ایبٹ آباد میں جلسہ کیا لیکن انہیں گرفتار نہیں کیا گیا کیونکہ حکومت کے پاس گرفتاری کا کوئی جواز نہ تھا کیونکہ جے یو آئی نے حالیہ جلسے جلوسوں میں انتہائی نظم و ضبط اور امن پسندی کا مظاہرہ کیا لیکن جنوبی وزیرستان میں جلسے کو روکنے کے لئے حکومت کے پاس ایف سی آر کا سہارا موجود تھا۔ مولانا کے بعض قریبی ساتھیوں کا خیال ہے کہ ان کی گرفتاری سرحد حکومت کا انفرادی فیصلہ ہے اور اس میں وفاقی حکومت کی مرضی و منشاء شامل نہیں ہے۔ سرحد حکومت میں شامل بعض عناصر موجودہ حالات میں مولانا کو گرفتار کر کے وفاقی حکومت کے لئے مسائل پیدا کرنا چاہتے تھے اور دوسرا امریکہ کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن جیسے بنیاد پرستوں کے لئے " آہنی ہاتھ " اسلام آباد لاہور میں نہیں بلکہ پشاور میں موجود ہے۔ بہر حال مولانا کو پشاور والوں نے گرفتار کروایا یا اسلام آباد والوں نے' عام لوگ یہی سمجھیں گے کہ اس گرفتاری کے ذریعہ امریکہ کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور امریکہ کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہو گا۔

مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری پر ضرور احتجاج ہو گا اور یہ احتجاج تاجروں کے احتجاج میں ضم ہو کر خاصے خوفناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن اور ان کے کارکنوں کا رخ واشنگٹن کی طرف تھا لیکن سرحد حکومت نے اس رخ کو اسلام آباد کی طرف موڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ 4 ستمبر کی ہڑتال کو قبل از وقت کامیابی سے ہمکنار کرنے اور اپوزیشن کی تحریک کو مزید مضبوط بنانے میں سندھ اور سرحد کی حکومتوں کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ بے نظیر

Marfat.com

بھٹو کو چاہیئے کہ وہ لندن سے ان دونوں صوبائی حکومتوں کو شکریے کا خط لکھیں اور ان کے " آہنی ہاتھ " کو خراج تحسین پیش کریں۔ وزیراعظم نواز شریف کو بھی اپنی حکومت کے خلاف سازشیں کرنے والے کسی " خفیہ ہاتھ " کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ حکومت کو " خفیہ ہاتھ " نہیں بلکہ " آہنی ہاتھ " زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ " آہنی ہاتھوں " نے دنیا کو بتادیا ہے کہ کراچی اور پاک افغان سرحد پر واقع قبائلی علاقوں میں کوئی فرق نہیں۔ کراچی میں ایم کیو ایم اور قبائلی علاقوں میں جے یو آئی جلسہ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا الطاف حسین کراچی کو علاقہ غیر قرار دیدیں تو غلط نہ ہوگا۔ " آہنی ہاتھوں " کی مہربانی سے کراچی اور علاقہ غیر کا فرق اب ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا الطاف حسین کو بھی ان آہنی ہاتھوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آہنی ہاتھ عوام کے لئے پورے وطن عزیز کو علاقہ غیر بنادیں۔

( روزنامہ اوصاف ۵ ستمبر ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم: عوام کا معاشی قتل عام اور حکومتی ہٹ دھرمی روزنامہ اوصاف کی اداراتی تحریر

# مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری' دینی حلقوں کا رد عمل

## ان کو گرفتار کر کے امریکہ کی تشویش میں کمی کی گئی

## حکومت کی رہی سہی ساکھ ختم' حکومتی مشیر احمقوں کی جنت میں

گزشتہ دنوں دو ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کی وجہ سے عوامی سطح پر ہلچل کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ ایک واقعہ تو تاجروں کی ہڑتال ہے جسے روکنے کے لئے حکومت نے ہر طریقہ اختیار کیا اور دوسرا واقعہ ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری ہے جس پر دینی حلقوں میں شدید بے چینی کی کیفیت پائی جا رہی ہے۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری محض اس لئے عمل میں لائی گئی ہے کہ سیاسی کارکنوں کی گرفتاریوں پر امریکہ کی "تشویش" کم کی جا سکے کیونکہ 4 ستمبر کی ہڑتال سے پہلے امریکہ نے دوبارہ سیاسی کارکنوں کی گرفتاریوں پر اپنا رد عمل ظاہر کیا تھا۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن کو گرفتار کر کے امریکہ کی "تشویش" میں کمی کی گئی لیکن سوال یہ ہے کہ مولانا کی بلا جواز گرفتاری پر تشویش کی جو لہر ملک کے طول و عرض میں دوڑ گئی ہے حکومت اس سے کیسے عہدہ برآ ہو گی۔

ہم نے اپنے گزشتہ اداریوں میں تسلسل کے ساتھ حکومت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اپوزیشن کے سامنے اگر مہنگائی کا ایشو ہے تو عوام خصوصاً دینی حلقوں کے پیش نظر امریکہ بھی ہے جس سے وہ ہر قیمت پر اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایسے موقع پر جبکہ سیلز ٹیکس کے نفاذ کی وجہ سے ہڑتال ہو رہی تھی حکومت نے امریکہ کو للکارنے کی پاداش میں مولانا فضل الرحمٰن کو گرفتار کر کے نہ صرف امریکہ کے خلاف عوامی غیض و غضب میں اضافے کی بنیاد

Marfat.com

فراہم کر دی ہے بلکہ عوام میں اپنی رہی سہی ساکھ بھی مجروح کر لی ہے۔

حکومت کے بعض نادان مشیروں اور سرکاری تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ وطن عزیز میں عوامی احتجاج حکومتوں کی تبدیلیوں کا باعث نہیں بنتے۔ ہماری رائے میں جو لوگ ایسا سوچتے ہیں وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ماضی میں حکومتوں کی تبدیلی یا صدارتی اختیارات کی وجہ سے ہوتی رہی ہے یا فوجی قیادت زمام اقتدار اپنے ہاتھوں میں لیتی رہی ہے لیکن تبدیلی کا سبب عوامی احتجاج ہی بنتے رہے ہیں۔ سیاسی تحریکیں حکومتوں کی تبدیلی کا جواز فراہم کر دیتی ہیں اور تبدیلی کی خواہش رکھنے والی قوتوں کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کو ہماری اس بات پر شک ہو تو وہ پاکستان کی ۵۲ سالہ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔ (روزنامہ اوصاف ۵ ستمبر ۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم! فضل الرحمان کی نظر بندی

تحریر: اداریہ اوصاف

# جیلیں اور ہتھکڑیاں علماء دیوبند کا زیور ہیں

## حکومت کو مولانا فضل الرحمان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا

## جمعیت علماء اسلام نے حکومت کو تین دن کی ڈیڈ لائن دے دی ہے

## مولانا فضل الرحمان اکیلے نہیں' لاکھوں عوام ان کے ساتھ ہیں

................

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ جیلیں اور ہتھکڑیاں علماء دیوبند کا زیور ہیں اور حکومت نے امریکہ کے اشارے پر انہیں گرفتار کیا ہے انہوں نے کہا کہ نہ ڈریں گے' نہ جھکیں گے اور امریکہ بدمعاش کو انجام تک پہنچا کر ہی دم لیں گے' دریں اثناء جمعیت علماء اسلام نے حکومت کو تین دن کی ڈیڈ لائن دی ہے کہ وہ اس مدت میں مولانا فضل الرحمان کی نظر بندی ختم کر دے' ڈیرہ اسماعیل خان میں جمعیت کے قائدین نے ایک احتجاجی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے تین دن کے مہلت کا فائدہ نہ اٹھایا تو حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری اسی پر عائد ہو گی جلسے میں امریکہ کے خلاف زبردست نعرے بازی کی گئی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت جب کہ امریکہ کے خلاف عوامی غیض و غضب ساتویں آسمان کو چھو رہا ہے' مولانا فضل الرحمان کو نظر بند کر کے حکومت نے سخت غلطی کی ہے' کیونکہ مولانا کے گرفتاری کے باعث امریکہ کے خلاف

Marfat.com

نفرت کو مزید ہوا ملے گی' اصولی طور پر تو حکومت کو مولانا فضل الرحمان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا کہ ان کی بر وقت دھمکی کے باعث امریکہ کو افغانستان پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی' ورنہ اگر امریکہ ہماری حدود کو دوسری بار استعمال کر کے افغانستان پر حملہ کرتا تو حکومت کو لینے کے دینے پڑ جاتے اور پورے ملک میں امریکہ مخالف مظاہروں کا ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا ہوتا' کہ جسے روکنا حکومت کے بس میں نہ رہتا۔

سوال یہ ہے کہ اگر امریکیوں کو خبردار کرنا جرم ہے تو کیا ایک آزاد اور خود مختار ملک پر بغیر کسی اشتعال کے حملے کی دھمکی جرم نہیں ہے اور گذشتہ سال امریکہ نے افغانستان اور سوڈان پر جو حملہ کیا تھا اس کا قانونی اور اخلاقی جواز کیا تھا؟ اگر مولانا فضل الرحمان امریکہ کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں تو اس احتجاج میں وہ اکیلے تو نہیں ہیں' لاکھوں عوام بھی تو ان کے ساتھ ہیں تو پھر کیا حکومت ان سب لوگوں کو بھی گرفتار کرے گی؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اب بھی کچھ نہیں بگڑا' اگر حکومت اب بھی حالات کے تیور پہچان لے اور دانشمندانہ فیصلے کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام میں اس کی ساکھ بحال نہ ہو سکے' ہم ان سطور کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر مولانا فضل الرحمان کی نظر بندی کا خاتمہ کرے اور دینی جماعتوں میں اشتعال پھیلا کر اپنے لئے مسائل پیدا نہ کرے۔ (روزنامہ اوصاف 6 ستمبر 1999ء)

Marfat.com

عنوان کالم : عظیم باپ کا عظیم بیٹا تحریر : جناب حافظ ہارون الرشید صاحب

# عظیم باپ کا عظیم بیٹا

## مولانا مفتی محمود بڑے عالم' سیاست دان' اپوزیشن لیڈر اور حکمران کی حیثیت سے

## مولانا فضل الرحمٰن سارے اوصاف میں اپنے والد سے میل کھاتے ہیں

## ایک مرد قلندر جو میدان میں کود آیا' جس کی ایک للکار نے کفر کے چھکے چھڑا دیے

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا نام ذہن میں آتے ہی ایک عظیم شخصیت کا نام سامنے آجاتا ہے اور وہ نام ان کے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن کا ہے۔ جب کہ مفتی صاحب کی عظمت مسلم ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود ایک بہت بڑے عالم' بڑے پائے کے سیاستدان اور بڑے غضب کے حکمران تھے۔ مفتی صاحب نے 9 ماہ سرحد کی وزارت اعلیٰ کے عہدے پر کام کیا اور شاید یہ پاکستان کی تاریخ میں وہ پہلے حکمران تھے جنہوں نے عوام کے لیئے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے دروازے دن رات کھلے رکھے جبکہ مفتی محمود اتنے بڑے عالم تھے کہ ان کے بارے میں غلام غوث ہزارویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مفتی محمود دن کو رات کہنے لگیں اور رات کو دن تو وہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ جوبات کرتے ہیں اتنی دلیل سے کرتے ہیں کہ سامنے بیٹھنے والا ان کی بات جھٹلا نہیں سکتا۔ مفتی صاحب بھٹو کے دور حکومت میں اپوزیشن لیڈر رہے۔ انہوں نے ہمیشہ بھٹو جیسے ہوشیار اور چالاک وزیر اعظم کو مذاکرات کی میز پر شکست دی۔ غرضیکہ مفتی صاحب ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ اس عظیم شخصیت کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد ان کی جگہ ان کے عظیم بیٹے مولانا فضل الرحمٰن نے لی۔ مولانا فضل الرحمٰن بھی باپ کی طرح بات کے پکے' من کے کھرے اور دلیل سے بات کرتے ہیں حالانکہ مفتی صاحب کی وفات کے بعد جب مولانا کو جانشین مقرر کیا گیا تو کچھ

Marfat.com

لوگوں نے خدشہ کا اظہار کیا کہ شاید مولانا فضل الرحمٰن اپنے عظیم باپ کی مسند کی اہلیت نہیں رکھتے مگر مولانا نے لوگوں کے تمام خدشات کو غلط ثابت کر دیا۔ مولانا فضل الرحمٰن کے سیاسی فیصلے ہوں یا وہ مذہبی نوعیت کا کوئی کردار ہو وہ ہمیشہ اپنے باپ کی طرح ایسی دلیل سے بات کرتے ہیں کہ نہ کوئی ان کی مدبرانہ سیاست کو جھٹلا سکتا ہے اور نہ کوئی ان کے قول سے نقص ڈھونڈ سکتا ہے۔

بے شک مولانا فضل الرحمٰن سارے اوصاف میں اپنے والد سے میل کھاتے ہیں اور اب جب مولانا نے عالم اسلام کے مسلمانوں کی آواز بن کر ظلم سے ٹکر لی ہے تو اپنے تو اپنے 'اب غیر بھی مولانا نے گرویدہ ہوتے جارہے ہیں کیونکہ جب امریکہ نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو للکارتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر طالبان نے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہ کیا تو افغانستان پر حملہ کیا جائے گا۔ امریکہ کے اس اعلان کی وجہ یہ تھی کہ وہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم نے ہماری مرضی کے خلاف افغانستان کی مظلوم و بے کس قوم کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی ہے جو امریکہ کے نزدیک ایک بہت بڑا جرم ہے اس لئے امریکہ افغانستان پر حملہ کر کے ملا عمر کو اس غلطی کی سزا دینا چاہتا ہے جبکہ اسامہ بن لادن کی بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک ہونا چاہئے کیونکہ یہ اعلان مسلمانوں کے آقا جناب نبی کریم ﷺ 14 سو سال قبل کر چکے ہیں۔ اس لئے امریکہ اسامہ بن لادن کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ امریکہ کے اس اعلان کے بعد کہ وہ افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے' ہر مسلمان کا دل پریشان ہو گیا اور ہر اسلام کا شیدائی مغموم ہو گیا اور ہر شخص یہ سوچنے لگا کہ اس ظلم کو کون روکے گا اور کیسے روکے گا کیونکہ پاکستان کے مسلمان یہ جانتے ہیں کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان وہ ایمانی غیرت نہیں رکھتے جو ایمانی غیرت اس کفر کو روکنے کے لئے ضروری ہے۔ عوام جانتے ہیں کہ یہ سرخ حویلیوں والے اور یہ فونڈریوں والے یہ نواب زادے اور یہ پروفیسر یہ قاضی اور یہ خان کب اتنی جرات کر سکتے ہیں بلکہ یہ وہ ہیں کہ امریکہ کے ایک اشارے پر اپنی جبیں نیاز سو بار جھکاتے ہیں۔

پاکستانی عوام اسی سوچ و بچار میں تھی کہ ایک مرد قلندر نے میدان میں

Marfat.com

چھلانگ لگائی۔ایک ایمانی غیرت رکھنے والے نے مسلمانوں کی آواز پر لبیک کہااور اتنی جرات کے ساتھ کفر کو للکارا کہ اس کی للکار کفر کے لئے للکار فاروقی ثابت ہوئی۔اس کی ایک للکار نے کفر کے چھکے چھڑا دیئے۔اس جرات کے پہاڑ مرد شجاع نے جب اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو کر پوری جرات کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو پوری دنیامیں اور خاص کرپاکستان میں ایک امریکی بھی زندہ نہیں بچے گا۔مولانا کے اس اعلان کے بعد نہ صرف امریکہ نے افغانستان پر حملہ روک دیابلحہ پوری دنیا کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کے حوصلوں کو جلاملی اور ایک مرتبہ پھر ملت اسلامیہ کا بکھرا ہوا شیرازہ سمٹنے لگا۔ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے یہ تو اللہ کی پاک ذات ہی جانتی ہے لیکن مولانا فضل الرحمٰن کے اس سارے کردار پر پوری دنیا یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ واقعی مولانا فضل الرحمٰن اپنے عظیم باپ کے عظیم بیٹے ہیں۔ (روزنامہ اوصاف ۹ ستمبر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان عالم : مولانا فضل الرحمٰن کی " پھرر " تحریر : مولانا زاہد الراشدی صاحب

# کہاں مولانا فضل الرحمٰن اور کہاں امریکی صدر بل کلنٹن ؟

## شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کے مشن کا علمبردار

## عالمی استعمار کے ساتھ پنجہ آزما ہے

## اس نے امریکہ کے خلاف معرکہ میں پہلا راؤنڈ جیت لیا

مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ بہادر کے خلاف معرکہ میں پہلا راؤنڈ جیت لیا ہے اور اس پر وہ پوری قوم کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آج صبح جب مولانا کی رہائی کی خبر پڑھی تو سب سے پہلے خود کو اور پھر اپنے پاس بیٹھے ہوئے دوستوں کو مبارک باد دی کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی جماعت "فارم" میں آگئی ہے اور اب عالمی استعمار کے ساتھ پنجہ آزمائی میں مزہ آئے گا۔

بہت سے لوگوں کو مولانا فضل الرحمٰن کے اعلانات پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ بے سروسامانی کے عالم میں وقت کی سب سے بڑی اور سب سے جابر قوت کو للکارنے کی " حمایت " کیسے کر رہے ہیں ؟ کچھ حضرات جزبز اور چیں بہ جبیں بھی تھے اور دبے لفظوں میں اسے مسلمانوں اور پاکستانی مشکلات میں اضافہ کا باعث قرار دے رہے تھے مگر تاریخ کے ایک طالب علم کے طور پر مجھے یقین تھا کہ بالکل صحیح وقت پر ایک صحیح حلقے کے موزوں فرد نے بالکل صحیح ہدف کا نشانہ لیا ہے۔

کچھ لوگوں کو یہ صورت حال سمجھنے میں فی الواقع دقت پیش آرہی ہے کہ کہاں مولانا فضل الرحمٰن اور کہاں امریکہ کے صدر محترم بل کلنٹن ؟ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے۔ ان کے لئے یہ عرض کرنا ضروری ہوتا ہے کہ کائنات کا سارا نظام صرف ظاہری اسباب پر نہیں چل رہا اس کے پیچھے کچھ حقیقی عوامل ہیں جو ان ظاہری اسباب سے کام لے رہے ہیں۔ ان حقیقی عوامل کے نظام کو تکوینی نظام کہا جاتا ہے اور انسانی تاریخ کے مختلف ادوار اس قسم کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں کہ ظاہری

Marfat.com

شان و شوکت' کروفر اور اسباب و وسائل نے کئی بار ایسے بے سر و سامان لوگوں سے شکست کھائی ہے جن کے دامن میں سچائی' حق پرستی اور انصاف پسندی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

قرآن کریم نے سورۃ بقرہ میں بنی اسرائیل کے دور کا واقعہ بیان کیا ہے جو اس حقیقت کی زیادہ واضح انداز میں عکاسی کرتا ہے' ایک زمانہ میں جب کہ عمالقہ کے ساتھ بنی اسرائیل کی معرکہ آرائی تھی' بنی اسرائیل آسمانی تعلیمات اور مذہب حق کی نمائندگی کر رہے تھے اور عمالقہ اپنے وقت کی جابر اور سفاک قوت کی حیثیت اختیار کئے ہوئے تھے' اسی دور میں دونوں کے درمیان میدان میں معرکہ آرائی ہوئی' بنی اسرائیل کی قیادت حضرت طالوت کے ہاتھ میں تھی جبکہ عمالقہ کے لشکر میں جالوت جیسا دیو قامت اور ناقابل تسخیر سمجھا جانے والا آہن پوش کمانڈر موجود تھا' جالوت کے لشکر کے ظاہری کروفر اور رعب و دبدبہ کا حال یہ تھا کہ قرآن کریم کے بقول حضرت طالوت کا لشکر جالوت کی افواج قاھرہ کو دیکھتے ہی یہ کہہ کر تتر بتر ہو گیا کہ " لا طاقته لنا اليوم بجالوت و جنوده " آج کے دن ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی ہمت نہیں ہے حتیٰ کہ حضرت طالوت کے پاس صرف تین سو تیرہ افراد کی نفری رہ گئی مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور اسی مٹھی بھر فوج کے ساتھ جالوت کی عظیم قوت کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ امام طبریؒ اور دوسرے مفسرین نے روایات میں بیان کیا ہے کہ جالوت جب میدان میں آیا تو انتہائی رعونت کے ساتھ اس نے للکارا کہ " کوئی میرا مقابل ہے تو سامنے آئے ؟" یہ سن کر حضرت طالوت کے لشکر سے حضرت داؤد علیہ السلام نکلے اور جالوت کے مقابل آکھڑے ہوئے' داؤد علیہ السلام نبی تھے مگر ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے اور نبوت نہیں ملی تھی۔ جالوت سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا' صرف اس کے سر کے خود کا وزن تین سو پونڈ بتایا جاتا ہے اور پورے جسم کا کوئی ایسا حصہ نہیں تھا جسے لوہے نے نہ ڈھانپ رکھا ہو' صرف دو آنکھیں دیکھنے کے لئے کھلی تھیں۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے جسم پر کوئی حفاظتی لباس نہیں تھا حتیٰ کہ طبریؒ کی روایت کے مطابق انہوں نے روایتی ہتھیار ساتھ رکھنے سے بھی انکار کر دیا تھا' وہ غلیل بہت اچھی چلاتے تھے اور اس وقت ان کے ہاتھ میں صرف غلیل اور چند پتھر تھے۔ انہوں نے جالوت کی للکار پر غلیل کا نشانہ لیا اور اس مہارت کے ساتھ اس کی آنکھ پر پتھر پھینکا کہ پتھر آنکھ کو پھوڑتے ہوئے دماغ میں جا گھسا اور چند لمحوں میں جالوت وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس سلسلہ میں

Marfat.com

ایک کہاوت بھی یاد آگئی جو ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے امریکہ ہی کے حوالے سے بیان کی تھی۔ کسی درخت پر چڑیا نے گھونسلا بنا کر انڈے دے رکھے تھے۔ ایک روز چڑا اور چڑیا بیٹھے تھے کہ ایک طرف سے ایک بدمست ہاتھی کو دیکھا کہ وہ جھومتا ہوا آرہا ہے اور درخت اس کی ٹکر کی زد میں ہے۔ چڑیا بہت پریشان ہوئی کہ ایک ہی ٹکر میں سب کچھ تباہ ہو جائے گا مگر چڑا پریشان نہیں ہوا' اس نے چڑیا کو تسلی دی کہ تم اطمینان سے بیٹھی رہو میں کچھ کرتا ہوں۔ چڑیا حیران ہوئی کہ اس بدمست ہاتھی کے مقابلہ میں تم کیا کر لو گے؟ مگر چڑا اطمینان سے اڑا اور ہاتھی کے قریب چلا گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہاتھی اب درخت کو ٹکر مارنے لگا ہے تو اچانک اس کے ایک کان میں گھس کر پھڑ پھڑایا' ہاتھی اس اچانک آفت کے لئے تیار نہ تھا۔ چنانچہ اس کا رخ بدل گیا اور وہ درخت کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے اپنی مستی میں دور تک نکل گیا' بہت دور جا کر اسے خیال آیا کہ جس درخت کو اس نے ٹکر مارنا تھی وہ تو ایک طرف رہ گیا ہے تو پھر واپس پلٹا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ درخت کو ٹکر مارنے کے لئے دوڑا مگر چڑا ابھی تاک میں تھا' اس نے ہاتھی کے قریب آتے ہی اس کے دوسرے کان میں گھس کر کارروائی کر ڈالی اور ہاتھی ایک بار پھر اپنا نشانہ خطا ہونے پر جھنجھلاتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گیا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے کہا کہ ہم ہاتھی کا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر اس کے کان میں گھس کر "پھرر" تو کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن نے بدمست ہاتھی کے کان میں "پھرر" کر دی ہے اور وہ اپنا نشانہ خطا ہونے پر تلملا رہا ہے البتہ ان لوگوں کی حالت اس سے بھی زیادہ قابل رحم ہے جو بے چارے چڑیا کا حشر دیکھنے کے لئے آنکھیں جھپکے بغیر انتظار کر رہے ہیں۔

(روزنامہ اوصاف ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : امریکہ اور مولانا فضل الرحمٰن　　تحریر : نعمت اللہ شمس (گلستان)

# جمعیت علماء اسلام کی تاریخی کامیابی

## قبائل نے جہاد کیلئے کمر بستہ ہو کر اسلحہ سنبھال لیا

۹۷ء میں طالبان نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں داڑھیوں' پگڑیوں اور اسلامی لباس کے ساتھ اجلاس کے دوران کفر کے ایوانوں میں اذان دے کر باجماعت نماز ادا کی تو اسمبلی کے شرکاء دم بخود رہ گئے۔ اقوام متحدہ کے نمائندوں نے یادگار تصویر کی درخواست کی جس سے طالبان نے انکار کر دیا اور طالبان نے کہا کہ شریعت میں عکس کا جواز نہیں ہے۔ اسی دن امریکہ پر غضب نازل ہو گیا کہ واقعی یہ تو خالد بن ولید' محمد بن قاسم' شیخ الہند مولانا محمود حسن اور مفتی محمود کے پیروکار ہیں۔ باخبر ذرائع نے رپورٹ دی ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر امریکی بحری بیڑے نے گوادر کے چکر لگانا شروع کر دیئے۔ پاکستان میں افغانستان قونصل جنرل نے بھی امریکی بحری بیڑے کی آمد کا اعلان کیا تھا۔ پاکستانیوں کے ساتھ ساتھ تمام امت مسلمہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے ایک بار پھر اپنے موقف کو دہراتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے لیکن ہم کسی مہمان کو عالمی کفر کے آگے ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ امریکہ نے پہلے بھی اسامہ بن لادن کے ٹھکانے پر حملے کیئے تھے لیکن اس حملہ میں بہت سارے حفاظ کرام اور دینی مدارس کے بے گناہ طلباء نے جام شہادت نوش کیا۔ پاکستان میں موجودہ اسلامی نظام کے داعی مرد حق مرد میدان مولانا فضل الرحمٰن نے اچانک قندھار جانے کا اعلان کیا۔ بین الاقوامی میڈیا متحرک ہو گئی اور چمن بارڈر کے آس پاس موجود ایجنسیاں بھی حرکت میں آگئیں۔ جب مولانا فضل الرحمٰن قندھار میں داخل ہوئے تو سرکاری افسروں کے علاوہ عوام نے پرتپاک استقبال کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن گورنر ہاؤس گئے۔ ان کے ہمراہ گورنر قندھار کے علاوہ مختلف شعبوں کے افسران بھی تھے۔ بعد میں مولانا فضل الرحمٰن نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے طویل ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد مولانا فضل الرحمٰن شہداء کے

Marfat.com

قبرستان گئے۔ اس قبرستان میں جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کے ہزاروں کارکن دفن ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے واپس آتے ہی احتجاجی مظاہروں کی کال دے دی اور کراچی تا خیبر احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ قبائلی لوگوں نے جہاد کے لئے کمربستہ ہو کر اپنے مورچے سنبھال لئے اور مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا کہ اگر افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو پاکستان میں موجود کسی امریکی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اور مولانا ہر جلسہ میں اس بات کا اعادہ کرتے رہے۔ مولانا نے یہ بھی انکشاف کیا کہ امریکی کمانڈوز کوئٹہ اور پشاور پہنچ گئے ہیں اور اس کے بعد پاکستان میں موجود امریکی خاتون سفیر مس ایلس مولانا فضل الرحمٰن کے گھر پہنچ گئیں اور مولانا سے بہت تلخ ملاقات کی۔ مولانا نے امریکی سفیر کو کھری کھری سنائیں۔ اگر آپ وہی بات کرتے ہیں تو پھر ایک گولی کے جواب میں دو گولیاں ہیں اور اس کے بعد امریکی ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اطلاعات کے مطابق اسی رات امریکی سی آئی اے اور ایف بی آئی کے دفاتر میں کئی روز تک مولانا فضل الرحمٰن اور جے یو آئی سے منسلک لوگوں کی لسٹیں تیار ہوتی رہیں اور یہ دیکھا جاتا رہا کہ مولانا فضل الرحمٰن کس کے زیر اثر ہیں مگر ایف بی آئی کے اعلیٰ حکام نے امریکی وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسران کو بتایا کہ جمعیت علماء اسلام اور مولانا فضل الرحمٰن کسی کے زیر اثر نہیں۔ ان کی ترجیحات ان کے اپنے اصول ہیں اور تاریخ بتاتی ہے کہ اگر یہ درویش صفت لوگ ڈٹ جائیں تو تاج برطانیہ کو ہندوستان سے نکلنا پڑتا ہے اور روس جیسی سپر پاور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ ان کی دوستی انتہا کی ہوتی ہے اور دشمنی میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ یہ محمد ﷺ اور ان کے اصحابہ کرام کے ایک والی کامل درویش صفت انسان محمد بن قاسم، شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا مفتی محمود کے پیروکار ہیں اور اس قبیلہ کا کمزور سے کمزور فرد بھی اپنے اصولوں پر پختہ ہے۔ یہ لوگ اصولوں کے لئے اپنے متاع عزیز کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر لئے پھرتے ہیں۔ اس لئے امریکی محکمہ خارجہ نے اسلام آباد میں اپنے سفارت خانے کو مولانا سے پیار اور دھمکی آمیز لہجے میں بات کرنے کو کہا جس پر امریکی سفیر مولانا کے گھر پہنچ گئیں تو اسے روایتی ملاؤں اور لیڈروں کی بجائے مفتی محمود کے صاحبزادہ کا سامنا کرنا پڑا۔ اسے غیر حقیقی اور غیر اصولی بات کے جواب میں اصولی اور حقیقی بات سننا پڑی اور پہلی بار امریکی نمائندوں کو یس سر کی بجائے یہ سننا پڑا اگر

Marfat.com

ہم آدمی ہیں تمہارے جیسے جو تم کرو گے وہ ہم کریں گے۔ جہاں تک مغربی ذرائع ابلاغ اور وطن عزیز کے نام نہاد کاغذی دانشوروں کا یہ کہنا ہے کہ اسلام سفارتکاروں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور حملے تو امریکی حکومت کر رہی ہے' اس میں امریکی شہریوں کا کیا قصور ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس میں امریکی شہریوں کا کیا قصور ہے کہ امریکی اور فرنگی سفارت خانوں میں کام کرنے والے سفارت کار نہیں بلکہ یہ ۱۸۵۷ء ایسٹ انڈیا کمپنی کے مخبر اور جاسوس ہوتے ہیں' اس کا اعتراف کئی مرتبہ خود امریکی حکام اور مغربی ذرائع ابلاغ کر چکے ہیں اور اگر سفارت کار مہمان ہوتے ہیں اور مہمان کا تحفظ میزبانوں کی ذمہ داری ہے تو اسامہ بن لادن بھی افغانوں کے مہمان ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن امریکہ ہے۔ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے لیکن صد آفرین قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن پر کہ جنہوں نے تن من دھن سب کچھ اللہ کے حوالہ کر کے کلنٹن بدمعاش کو للکارا اور معتبر ذرائع کے مطابق امریکہ نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کا حملہ کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ یہ جمعیت علماء اسلام کی تاریخی کامیابی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے البتہ کچھ ضمیر فروش سیاستدانوں اور کاغذی دانشوروں جنہوں نے صحافت کا نام بدنام کر کے رکھ دیا۔ وہ اس کامیابی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر یہ کامیابی تسلیم کریں تو پھر مغرب زدہ دانشور جن کو پاکستان کے مفادات کی بجائے امریکہ کے مفادات عزیز ہیں' ناراض ہوں گے۔

(پندرہ روزہ نجات ' ستمبر نصف آخر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : مولانا فضل الرحمٰن کا نعرہ رستاخیز ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کی ادارتی تحریر

# نعرہ رستاخیز

## پاکستان کا سیاسی مستقبل دینی جماعتوں کے ہاتھ میں ہوگا

۳ اگست ۱۹۹۹ء کی رات بین الاقوامی الیکٹرانک میڈیا اور ۴ اگست کی صبح پرنٹ میڈیا میں زیادہ اہمیت جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن کے اس جرات مندانہ بیان کو حاصل تھی جس کا اظہار انہوں نے امریکی خاتون سفارت کار جی ایس ویلز سے گفتگو کرتے ہوئے کیا جو اسلام آباد میں مولانا کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات کے لئے آئی تھی۔ وہ کلنٹن کی زبان میں دھمکی آمیز لہجہ میں بول رہی تھی۔ مولانا نے جواباً فرمایا! " اگر ہم امریکہ کی طرف سے اپنی سرزمین پر محفوظ نہیں ہیں تو ہماری سرزمین پر امریکی کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارے برادر اسلامی ملک افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں کو میزائلوں کا نشانہ بنایا گیا تو ہم امریکی شہریوں کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتے "۔ **اگر آپ مذاکرات کی بات کریں گے تو ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ سفارت کاری کی بات کریں گے، ہم سفارت کاری کے لئے تیار ہیں اور اگر آپ گولی کی بات کریں گے تو جواب گولی سے دیدیا جائے گا۔** اس کے علاوہ میں آپ کو امریکی شہریوں کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ یہ سنتے ہی امریکی خاتون سفارتکار خوفزدہ چہرے کے ساتھ اٹھ کر چلی گئی "فبهت الذی کفر"۔

امریکہ دنیا کا سب سے بڑا غنڈہ، سب سے بڑا بدمعاش اور سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ اسے دنیا کے کسی ملک سے خطرہ نہیں مگر افغانستان میں قائم ہونے والی امارت شرعیہ اور خلافت اسلامیہ نے کلنٹن کی نیندیں حرام کردی ہیں۔ دنیا کو امن وانصاف کی تلقین کرنے والا جب چاہتا ہے، جہاں چاہتا ہے غنڈہ گردی کرتا ہے۔ معصوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرتا ہے۔ اس نے ایک برس

Marfat.com

پہلے اگست ۱۹۹۸ء میں افغانستان کے غریب اور مفلوک الحال مسلمانوں پر ٹام ہاک میزائلوں کی بارش کی تھی۔ بد معاشی کی حد یہ کہ اس حملہ میں پاکستان کی فضائی اور سمندری حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہماری سرزمین استعمال کی گئی جس کے ذمہ دار ہمارے موجودہ امریکن نواز حکمران تھے۔

اخباری اور دیگر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات تھیں کہ امریکہ اگست ۹۹ء کے پہلے عشرہ میں پھر افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس کی تصدیق اس دھمکی سے بھی ہوئی ہے جو اقوام متحدہ میں افغانستان کے نمائندہ کو امریکی حکومت کے ایک ذمہ دار رکن نے ان الفاظ میں دی کہ " اسامہ ہمارے حوالے کر دو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ " مولانا فضل الرحمٰن کے بیان کے بعد صورتحال یکسر تبدیل ہو گئی۔ وقتی طور پر امریکہ کسی بڑے حملے سے تو رک گیا ہے مگر افغانستان کے اندر خوفناک سازشیں زور پکڑ رہی ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، بھارت، روس، ایران حتیٰ کہ اسرائیل بھی احمد شاہ مسعود کی حمایت اور امداد کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو ایک کار بم دھماکے میں شہید کرنے سازش ناکام ہوئی اور دھماکہ میں ان کے چار محافظ شہید ہو گئے۔ ۲۷ اگست کو بلخ اور قندوز کے گورنروں ملا قندھاری اور عارف خان کی گاڑی بغلان میں دھماکہ سے تباہ کر دی اور دونوں شہید کر دیئے گئے۔ امریکہ، اسکے ہمنوا تمام عیسائی ممالک اور یہودی اب اس قسم کی بزدلانہ کارروائیوں سے طالبان کو خوفزدہ کر کے اسلامی انقلاب کو ناکام کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اب دنیا بھر کے مسلمان امریکہ کا منافقانہ چہرہ پڑھ چکے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا میں امریکہ کے خلاف زبردست لہریں اٹھ رہی ہیں۔ افغانستان کے " طالبان اسلامی " نہ تو خوفزدہ ہوں گے اور نہ مرد مجاہد اسامہ بن لادن کو کافر امریکہ کے حوالے کریں گے۔ وہ اپنی دھرتی اور نظام اسلام کی پوری جرات اور قوت کے ساتھ حفاظت کریں گے اور امریکہ کو عبرت کا نشانہ بنا دیں گے۔

مولانا فضل الرحمٰن مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پاکستان کے تمام دینی حلقوں اور ہر سچے مسلمان کے دل کی ترجمانی کی ہے۔ قرائن سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے "کافرہ جمہوریت" کو طلاق مغلظہ دے دی ہے۔ اللہ کرے مولانا پاکستان میں طالبان کی بارات کے دولہا بنیں اور اسلامی انقلاب و خلافت اسلامیہ کے قیام میں تاریخی کردار ادا

Marfat.com

کریں۔ پاکستان کی تمام دینی جماعتوں نے مولانا کے اس اقدام کی غیر مشروط حمایت کی ہے اور انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

ملکی سیاست میں ایک اہم تبدیلی اور بھی رونما ہوئی ہے کہ دینی جماعتیں اب اتحادی سیاست سے کنارہ کش ہو گئی ہیں۔ یکم ستمبر کو لاہور میں ہونے والی اپوزیشن جماعتوں کی " نواز ہٹاؤ ریلی " میں تمام دینی جماعتوں نے یہ کہہ کر شرکت سے انکار کر دیا ہے کہ اب ہم کسی کے لئے بیساکھیاں نہیں بنیں گے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے بیان میں کہا کہ ایم آر ڈی میں شرکت کی وجہ سے ہماری جماعت دولخت ہوئی اب ہم اس کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

یہ خوش آئند تبدیلی ہے۔ ہماری آرزو ہے کہ تمام دینی جماعتیں لادین سیاسی جماعتوں کی محض حصول اقتدار کی جدوجہد میں ان کا سہارا بننے کی بجائے اپنے اسٹیج سے صرف دینی انقلاب کی جدوجہد کریں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یقیناً پاکستان کا سیاسی مستقبل دینی قوتوں کے ہاتھوں میں ہو گا۔ انشاء اللہ۔

( ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان ' ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء )

Marfat.com

عنوان کالم: بت کدہ سیاست میں مولانا فضل الرحمٰن کی اذان

مولانا محمد ازھر
مدیر ماہنامہ الخیر ملتان

# افغانستان امریکہ کی نظر میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے

## امریکہ اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر طالبان کی اسلامی حکومت ختم کرنا چاہتا ہے

## حکمرانوں کو امریکہ نواز پالیسیاں ترک کرنی ہوں گی

آج تک دنیا نے امریکہ کا جو مکروہ چہرہ دیکھا اور جو نفرت آگیں اخلاق آزمایا ہے اس کے بعد کوئی شک نہیں رہا کہ امریکہ مسلمانوں کا بد ترین دشمن اور انسان دوستی اور جمہوریت کے خوشنما نعروں کے پردوں میں اسلامی تحریکوں اور مسلم امہ کے لئے مار آستین ہے۔ امریکہ دنیا کے کسی خطہ کے مسلمانوں میں اسلامی تشخص کو ابھرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا خواہ وہ سوڈان ہو یا الجزائر' پاکستان ہو یا افغانستان۔ اسی طرح کشمیر کا مسئلہ ہو یا فلسطین کا' ایٹمی ٹیکنالوجی کا معاملہ ہو یا یو این او کی کسی قرار داد کا۔ امریکہ کی مسلم دشمنی اور دوہرا معیار ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔

اس وقت اسلامی افغانستان امریکہ کی نظر میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ اس لئے کہ افغانستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو امریکی اثر و رسوخ سے آزاد ہے اور جہاں قناعت پسند' باحمیت' دیندار اور جفاکش افغانوں کی حکومت ہے جو امریکہ کی نظر میں سب سے بڑا خطرہ ہے کیونکہ یہاں نہ صرف خالصتاً اسلامی حکومت قائم ہے بلکہ سرزمین افغانستان کو مجاہدین اسلام کے مرکز و معسکر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ امریکہ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں سے اس لئے خائف ہے کہ اس کے نام نہاد نیو ورلڈ آرڈر کو جاپان' جرمنی' یورپی برادری' روس اور چین سے خطرہ نہیں۔ اصل خطرہ اسلامی تشخص کے احیاء سے ہے اس لئے کہ جس زمانہ میں مسلمانوں کو دنیا کی امامت کا شرف حاصل تھا' ہر جگہ انہوں نے تہذیب' اخلاق' امن' اخوت' رواداری اور وسعت فکر و

Marfat.com

نظر کی داستانیں رقم کیں۔ کالے اور گورے' عربی اور عجمی' یورپی اور ایشیائی' مقامی اور غیر مقامی کی سوچ اور تفریق سے پاک معاشرہ قائم کیا۔ آج دنیا کی باطل قوتیں خوفزدہ ہیں کہ اگر کسی خطہ پر اسلام کی یہ تمام روایات و خصوصیات پھر سے زندہ ہو گئیں تو ان کے نام نہاد انسانی حقوق' رواداری اور امن عالم کے نعروں کی قلعی کھل جائے گی۔

حال ہی میں جنوبی ایشیا کے لئے امریکہ کے نائب وزیر خارجہ کارل انڈر فرتھ نے واشنگٹن میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے افغانستان کی طالبان حکومت کو جو دھمکی دی ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دے یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائے تو اس سے اصل مقصود طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے افغانستان میں بھی دوسرے مسلم ممالک کی طرح اشاروں پر چلنے والے کٹھ پتلی حکمران لانا ہے۔ اپنے ایجنڈے پر عمل درآمد کے لئے امریکہ نے افغانستان پر حملہ کی حکمت عملی تیار کر لی ہے۔ پاکستان کے قومی اخبارات کے مطابق امریکہ کے تین جنگی بحری بیڑے پاکستان میں گوادر کے ساحل سے کچھ فاصلے پر لنگر انداز ہو چکے ہیں اور امریکی کمانڈوز کی ایک بہت بڑی تعداد صرف سرحد کے صوبائی مقام پشاور میں پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ امریکہ ہفتہ عشرہ کے اندر اندر جنگ سے تباہ شدہ افغانستان پر حملہ کر کے جارحیت اور ظلم و بربریت کی تاریخ میں ایک اور بدترین مثال کا اضافہ کرنے والا ہے۔

---

**اسامہ بن لادن اس وقت امت مسلمہ کے ہیرو اور عظیم مجاہد کی حیثیت اختیار**

کر چکے ہیں۔ اس مجاہد کی حفاظت ہر مسلمان کی دینی و ملی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے جسے امریکہ کسی ثبوت کے بغیر دہشت گردی کے الزام میں اپنی بربریت کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ گزشتہ برس اگست ۱۹۹۸ء میں بھی امریکہ نے پاکستان کی سمندری اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کو ختم کرنے کے لئے افغانستان پر ٹام اور ہاک میزائیلوں کی بارش کی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ موجودہ صورت حال میں ہماری دینی غیرت' آزادی اور خود مختاری کا تقاضا ہے کہ امریکہ کے ان مکروہ عزائم کو ہم پوری قوت سے مسترد کرتے مگر افسوس کہ اس سلسلہ میں حکومت اور حزب اختلاف کسی کی جانب سے کوئی ایسا جاندار موقف سامنے نہیں آیا جسے دینی

Marfat.com

تقاضوں اور قومی غیرت سے ہم آہنگ کہا جا سکے تاہم اس بت کدہ سیاست میں اگر کوئی اذان گونجی ہے تو وہ جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی ہے جنہوں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہوئے امریکہ ایسی سپر طاقت کو للکارا ہے کہ " اگر ہم امریکہ کی طرف سے اپنی سرزمین پر محفوظ نہیں ہیں تو ہماری سرزمین پر امریکی کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں" (نوائے وقت ملتان ۴ اگست) لہٰذا اگر ہمارے برادر اسلامی ملک افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں کو میزائیلوں کا نشانہ بنایا گیا تو ہم امریکی شہریوں کی حفاظت کی ضمانت نہیں دے سکتے۔

مولانا کے اس شدید رد عمل پر امریکی سفارت خانہ کی پولیٹکل سیکرٹری اور قائم مقام سفیر نے مولانا کی قیام گاہ پر ان سے ملاقات کی اور اس بیان پر انہیں امریکی حکومت کی تشویش سے آگاہ کیا۔ جس کے جواب میں مولانا نے کہا کہ امریکہ پہلے بھی افغانستان پر حملہ کر چکا ہے اور اب پھر ہمارے قومی اخبارات میں امریکہ کے ایک اور ممکنہ حملہ کی خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ہمارے اخبارات اس سلسلہ میں بین الاقوامی میڈیا کو مانیٹر کر رہے ہیں اور پھر طالبان نے خود اس حملے کے خطرے کا اظہار کیا ہے لیکن امریکہ نے اس سلسلہ میں کسی رسمی وضاحت کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔ چنانچہ اس صورت حال میں ہماری طرف سے شدید رد عمل کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ جب امریکی سفارتکار نے کہا کہ طالبان نے بامیان میں قتل عام کیا ہے اور خود افغان عوام نے بھی طالبان کو قبول نہیں کیا جبکہ اسامہ بن لادن ایک بہت بڑا دہشت گرد ہے جسے ہمارے حوالے کیا جانا چاہیئے بصورت دیگر ہم اسے ہر صورت میں گرفتار کریں گے تو مولانا نے فرمایا کہ امریکہ کو بامیان میں قتل عام تو نظر آتا ہے لیکن مزار شریف، شبرغان اور میر تان میں آٹھ ہزار طالبان کا جس بے دردی سے قتل عام کیا گیا وہ کیوں دکھائی نہیں دیتا؟ اور پھر افغانستان کے عوام نے طالبان کے خلاف کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا اور اب تو بامیان کے لوگ بھی طالبان کے زیر سایہ عافیت اور امن محسوس کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل اقوام متحدہ کے نمائندے لخدار ابراہیمی نے مجھ سے ملاقات کے دوران خود یہ تسلیم کیا تھا

Marfat.com

کہ جن جن علاقوں میں طالبان کا تسلط ہے وہاں مکمل امن وامان ہے لیکن امریکہ طالبان کو دہشت گرد قرار دینے پر مصر ہے۔ جہاں تک اسامہ بن لادن کا تعلق ہے تو وہ افغانستان میں ایک پناہ گزیں ہے' وہ آج افغانستان میں نہیں آیا بلکہ ربانی کے دور حکومت میں افغانستان آیا تھا۔ گویا کہ اسامہ بن لادن طالبان کو ورثہ میں ملا ہے۔ اسامہ بن لادن کا ماضی میں بھی امریکہ کے بارے میں وہی موقف تھا جو آج ہے لیکن ماضی میں امریکہ نے اسامہ کو دہشت گرد کیوں نہیں کہا؟ آج وہ اسے دہشت گرد قرار دینے اور گرفتار کرنے پر کیوں مصر ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اسامہ بن لادن کا بہانہ بنا کر دراصل طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

مولانا نے کہا کہ امریکہ کشمیری مجاہدین کو تسلیم نہیں کرتا اور اس بات پر مصر ہے کہ کشمیر کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے لیکن دوسری طرف امریکہ فرد واحد اسامہ بن لادن کی خاطر طاقت استعمال کرنے کے درپے ہے۔ یہ امریکہ کا کھلا دہرا معیار ہے تاہم اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امریکہ کو اس ضمن میں ہماری روایت کی پاسداری کرنی چاہئے جو یہ ہے کہ ہم اپنے مہمان کو دشمن کے حوالے نہیں کیا کرتے۔ مولانا نے کہا امریکہ کو اسامہ بن لادن کی گرفتاری کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ معاملہ اور اس پر مقدمہ چلانا افغانستان کا اندرونی معاملہ ہے اور پھر امریکہ کے پاس اسامہ کی دہشت گردی کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ طالبان نے واضح اعلان کیا تھا کہ اگر امریکہ ثبوت مہیا کرے تو وہ اسامہ بن لادن پر مقدمہ چلانے کو تیار ہیں لیکن امریکہ ایک بھی ثبوت فراہم نہیں کر سکا۔ واشنگٹن پوسٹ کی تازہ ترین رپورٹ میں بھی اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ امریکہ کے پاس اسامہ بن لادن کو دہشت گرد ثابت کرنے کے متعلق کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ (نوائے وقت ملتان ۴ اگست ۱۹۹۹ء)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے امریکی سفارت کار سے اپنی اس گفتگو میں امت مسلمہ بالخصوص اہل پاکستان کے عقیدہ و جذبات کی سو فیصد صحیح ترجمانی کی ہے اور ان کے اس موقف کو بزدل حکمرانوں اور موقع پرست سیاست دانوں کے سوا پوری قوم نے سراہا ہے۔

مولانا کے اس موقف پر بعض اخباری نمائندوں نے ان سے سوال کیا کہ امریکہ اور مغربی

Marfat.com

ممالک میں پہلے ہی طالبان اور مذہبی و دینی جماعتوں کو بنیاد پرست بلکہ دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ آپ کی موجودہ تحریک سے امریکیوں کا یہ موقف عالمی رائے عامہ میں مزید مقبولیت حاصل کرے گا تو مولانا نے جواباً کہا کہ اپنے دین اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا" بنیاد پرستی" نہیں۔ جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے، ہم نہیں خود امریکہ دہشت گرد ہے جو سات سمندر دور سے آ کر پاکستان کی سمندری اور فضائی حدود کو استعمال کر کے افغانستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہماری آزادی اور خود مختاری کو توہین ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ نے اپنی جارحانہ روش نہ بدلی تو امریکیوں کے خلاف ضرور رد عمل ہوگا۔ پاکستان میں بھی ہوگا اور پاکستان سے باہر بھی کیونکہ جسے دھکیل کر دیوار کے ساتھ لگایا جائے گا۔ وہ پلٹ کر حملہ تو کرے گا۔

مولانا نے کہا کہ اگر ہم اپنی خود مختاری اور آزادی کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو امریکی جارحیت کے مقابلہ میں کھل کر احتجاج کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے عوام کا یہ فرض ہے کہ وہ موجودہ حکمرانوں کو اپنی امریکہ نواز پالیسیاں ترک کرنے پر مجبور کریں یا انہیں اقتدار سے الگ کرنے کے لئے متحد ہو کر جدوجہد کریں۔ بصورت دیگر امریکہ ہماری فضاء، ہمارے سمندر اور زمین پر عملاً قابض ہو جائے گا اور خدانخواستہ وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو ہم آزاد ملک کے شہری کہلانے کے حق دار نہیں ہوں گے۔

( ماہنامہ الخیر ملتان، ماہ اگست ۱۹۹۹ء، جلد نمبر ۱۷، شمارہ نمبر ۵ )

Marfat.com

عنوان کالم: عالم اسلام کے خلاف امریکی جارحیت	تحریر: عزیز اللہ پختوی

# مولانا فضل الرحمن ' امریکہ کیلئے دردسر

## امریکہ کی یہ بھی کوشش ہے کہ پاکستان کی دینی قوتوں کو پاک فوج کے ذریعہ کچل دے
## طالبان پاکستان کیلئے مشکل گھڑی میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں

امریکہ کی طرف سے پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کے مشکل مگر خطرناک پلان نیو ورلڈ کے سامنے ابتدائی مراحل میں رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں اور حادثہ یہ ہے کہ اس پلان پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر غلبہ حاصل کیا جائے اور امریکہ پلان پر عمل کرنے میں اس لئے جلدبازی سے کام لے رہا ہے کہ اس وقت اسلامی دنیا میں اس پلان کے خلاف مسلمانوں میں وحدت فکر اور واحد قیادت کی عدم دستیابی کی کمزوری ہے۔

لیکن اسلامی دنیا میں اس وقت دو ایسی رہبر شخصیتیں موجود ہیں جن میں امت مسلمہ کو جگانے کی صلاحیت پائی جاتی ہیں۔ عرب مسلمانوں میں اسامہ بن لادن اور عجم مسلمانوں میں ملا محمد عمر۔ اس بنا پر امریکہ نے ان دو عظیم شخصیتوں کو راستے سے ہٹانے کا پختہ عزم کیا ہے۔

امریکہ کے جو ٹیکنکل اور اعلیٰ مادی وسائل کے مقابلے میں بظاہر اسامہ بن لادن اور ملا محمد عمر خالی ہاتھ ہیں لیکن امریکہ اور دیگر یہودی قوتوں کو ان دو عظیم شخصیتوں کی پشت پر زمین کی تہہ میں اس روحانی قوت کا اندازہ اور احساس بخوبی ہے جو زہریلی گیس کی طرح جب زمین کی تہہ سے زمین چیرتی ہوئی نکلتی ہے تو پوری فضا کو اپنی لپیٹ میں لیکر ہر جاندار کو بے جان کر دیتی ہے اس لئے امریکہ نے ابتدائی مرحلے میں ان دو عظیم شخصیات کے پشت پر مخفی قوت اور عام مسلمانوں کے منفی اور مثبت رد عمل ٹیسٹ کرنے کے لئے دھمکیوں اور مخالف بیانات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس طرح امریکہ

Marfat.com

کے اس عمل کے نتیجے میں اب کہیں مثبت عمل رونما نہیں ہوا ہے البتہ منفی اثرات کے رونما ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا بھر میں امریکہ کے خلاف جذبات بھڑکتے جارہے ہیں اور امریکہ کے خلاف پاکستان کی ایک مضبوط دینی جماعت جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کھل کر میدان میں نکلنے کا فیصلہ کیا ہے اور گذشتہ عشرہ میں اسلام آباد میں اپنی جماعت کے ایک مظاہرہ کے موقع پر مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا کہ اگر امریکہ نے اسامہ بن لادن کے بہانہ افغانستان پر حملہ کیا تو ردعمل میں امریکیوں کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ دیکر جمعیت کے کارکنوں کو حکم دیا جائے گا کہ امریکیوں کو چن چن کر قتل کردیا جائے اور پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک میں امریکی مفادات کو نشانہ بنایا جائے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی جانب سے جامع مگر واشگاف الفاظ میں ٹھنڈے دل سے اور اطمینان کے لہجہ میں امریکہ کے خلاف اس اعلان نے ایک طرف امریکی ایوانوں میں کھلبلی مچادی ہے تو دوسری جانب اسامہ بن لادن اور ملا محمد عمر کے بیک کو مزید مضبوط کرتے ہوئے پاکستان کے عوام کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کے اس اعلان کی حقیقت اور پس منظر معلوم کرنے کے لئے امریکی سفیر نے گذشتہ ہفتے مولانا فضل الرحمٰن کے رہائش گاہ پر ان کے ساتھ ۹۰ منٹ کی طویل ملاقات کی۔ اس طرح جمعیت کے قائد نے امریکی وفد کو افغانستان پر ممکنہ امریکی حملے کے رد عمل میں پیدا ہونے والے حالات سے آگاہ کیا۔ اس طرح افغان سرزمین میں نامعلوم مقام اور مخفی تہہ خانوں میں بسنے والے اسامہ بن لادن اور محفوظ مقام میں مقیم ملا محمد عمر کے اور پاکستان کے کھلی آزاد فضا میں بسنے والے مولانا فضل الرحمٰن اور اس کے لاکھوں اور کٹر مذہبی جذبات رکھنے والے کارکن امریکہ کے لئے درد سر بن رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد اور اس ضمن میں ممکنہ فتوے کی طاقت و اثرات کے پس منظر کا امریکہ اور روس کے خلاف مولانا فضل الرحمٰن کے والد اور جمعیت کے سابق مرکزی امیر مولانا مفتی محمود مرحوم کے جہاد کے فتوے کا اثر تھا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے دل کھول کر اس وقت کے مجاہدین کی مالی اور جانی تعاون کیا اور بالآخر روس کو شکست ہوئی۔

اس طرح جمعیت علماء اسلام کے موجودہ نائب امیر مرکزی مولانا عبدالغنی نے طالبان کے

Marfat.com

حق میں جہاد کا فتویٰ دیگر سابق مجاہدین کے منصوبوں کو ہلا کر رکھ دیا اور تمام اسلامی ممالک کے عوام کو طالبان کے حق میں ہمنوا بنالیا اور سیاسی سطح پر ان حقائق کی روشنی میں امریکہ کو مولانا فضل الرحمٰن کی کھلم کھلا مخالفت نے اس قدر الجھن اور تشویش میں مبتلا کر دیا ہے کہ امریکہ اپنے بعض مضبوط حریف بھی بھول گئے ہیں۔ دوسری جانب مولانا فضل الرحمٰن کے امریکہ کے خلاف جراتمندانہ اعلان نے پاکستان سمیت دنیا کے کئی اسلامی دینی حلقوں اور انقلابی تحریکوں کو روحانی تقویت اور حوصلہ دیا۔

اس تمام صورت حال کے پیش نظر امریکہ پھر بھی اسامہ بن لادن اور افغانستان کے اسلامی امارت کے خلاف ممکنہ اقدام کی تکمیل کے لئے سرگرم ہے اور مصدقہ اطلاعات ہیں کہ امریکی جنگی بیڑے پاکستان کی عظیم بندرگاہ کراچی اور گوادر کے قریب لنگر انداز ہوئے ہیں۔ امریکہ کی جانب سے پاکستان کے زمینی' فضائی اور ساحلی حدود کو اسامہ یا افغانستان کے خلاف استعمال کرنے پر ڈٹے رہنا اور پاکستان کے حساس مقامات سے ممکنہ اپریشن کے محرکات پر اگر تحقیقی حوالہ سے نظر ڈالی جائے تو پاکستان اور امت مسلمہ کے مشترکہ مفادات کے متعلق چند غور طلب مسائل سامنے آجائیں گے جن سے چشم پوشی کرنا یا انہیں ذاتی مفاد و عزت و کرسی کی بنا پر نظر انداز کر نا دین اور وطن دونوں سے غداری کے مترادف ہوں گے۔ امریکہ اور دیگر یہودی قوتوں کے نوٹس میں اسامہ بن لادن اور طالبان امریکی مفادات اور امریکی عزائم کے لئے اتنے خطرناک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کے اس عظیم ملک کے عظیم بندرگاہیں اور مسلمانوں کے اس واحد ملک کے ری ایکٹر پلان امریکی مفادات کے لئے خطرے کی ایک گھڑی ہیں اور امریکہ کی نظریں بہت عرصہ سے کراچی اور گوادر کی بندرگاہوں اور ایٹمی پلانٹ پر لگی ہوئی ہیں اور امریکہ پوری دنیا میں کسی اسلامی ملک میں نہ تو سیاسی و اقتصادی استحکام چاہتا ہے اور نہ کسی اسلامی ملک کو نظامی حوالہ سے مضبوط اور خود کفیل دیکھنا پسند کرتا ہے اس لئے امریکہ گزشتہ چند سالوں سے اقتصادی و نظامی حوالہ سے قدرے مضبوط اسلامی ممالک کو کمزور کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ عرب اسلامی ممالک کے تیل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے صدام حسین کا ڈرامہ رچایا گیا اور اس وقت امریکہ کویت کے بین الاقوامی تیل کے بڑے

Marfat.com

ذخائر پر عملاً قابض ہے۔ اسی ڈرامہ کی ایک قسط میں امریکہ نے سعودی عرب کے تیل تک رسائی حاصل کرنے اور مقامات مقدسہ کی مناسب وقت پر گھیراؤ کرنے کا عمل مکمل کر لیا۔ سوڈان میں اسلامی حکومت کے مخالف عیسائیوں' انڈونیشیا میں مشرقی تیمور کے مسئلہ پر ریفرنڈم کے لئے دباؤ اور افغانستان میں طالبان مخالف احمد شاہ مسعود اور ایران میں سیکولر پسندوں کی حمایت اور ان کا تعاون کرنا امریکہ کی ذمہ داری بن چکی ہے۔ اسی طرح امریکہ اب اس موقع کی تلاش میں ہے کہ پاکستان کی سرزمین بالخصوص اہم مقامات پر اپنی فوجیں خیمہ زن کرے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے سابق ٹیکنیکل سازش کا عمل دہراتے ہوئے پاکستان کو کراچی اور گوادر کی بندرگاہوں سے محروم کردے کیونکہ فری پورٹ ہانگ کانگ کے ایک معاہدہ کے تحت چین کے قبضہ میں جانے کے بعد پاکستان کے ان بندرگاہوں کی اہمیت میں بین الاقوامی سطح پر اضافہ ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بین الاقوامی سمگلروں کے لئے یہ دو بندرگاہیں ہی اہمیت کی حامل ہیں۔ امریکہ نے ان بندرگاہوں کو کسی طرح بھی اپنے تحویل میں لینے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اب اس کے لئے خواہ وہ طالبان یا اسامہ اور یا ایران کو بہانہ بنا کر کوئی عمل کرے گا یا پاکستان کو آئی ایم ایف کے بھاری قرضوں سے نجات کا جھانسہ دیکر ان کو ابتدائی مرحلہ میں معین مدت کے لئے ٹھیکہ پر لے گا۔ بہر حال امریکہ کی تمام سرگرمیاں پاکستان کے خلاف ہیں اور امریکہ اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر پاکستان کی سرزمین سے طالبان کے اسلامی امارت کے خلاف کوئی ایسا عمل کرے گا جس کے نتیجے میں پاکستان اور افغانستان کی اسلامی حکومت کے درمیان باہمی تعلقات کشیدہ ہو جائیں گے اور پاکستان ایک شفیق مسلمان دوست سے محروم ہو کر تنہا رہ جائے گا۔ پاکستان نے افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی ریاستوں سے تجارت کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ بھی ناکام ہو جائے گا اور پاکستان کو اقتصادی حوالہ سے محصور کر کے اور قرضوں کے بھاری بوجھ کو ذریعہ بنا کر پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کردے گا۔ اس طرح امریکہ کی یہ بھی کوشش ہے کہ پاکستان کی دینی قوتوں کو پاک فوج کے ہاتھوں کچل دیا جائے اس طرح اس عمل کے نتیجے میں پاک فوج سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا اور مذہبی حوالے سے پاکستان میں جو اچھی فضا بنی ہوئی ہے اس کے اثرات ختم ہو جائیں گے اور پاکستان میں سیکولرازم نظام کے قیام کے لئے راہ ہموار ہو جائے گی۔ اب گذارش

Marfat.com

یہ ہے کہ ان تمام حالات کے پیش نظر حکومت پاکستان کو ایسی پالیسی مرتب کرنا پڑے گی کہ جن میں پاکستان کی جغرافیائی سالمیت اور مسلمانوں کے تحفظ کی ضمانت پوشیدہ ہو اور ہمسایہ ملک افغانستان سے دوستی کے تمام عوامل کو مد نظر رکھ کر اس کی آزادی و سالمیت اور جملہ مفادات کا احترام کیا گیا ہو۔ افغانستان کی سرزمین پر اسلامی تحریک کا وجود نہ صرف پاکستان کی طویل سرحد کی حفاظت کے لئے قدرت کی جانب سے نصرت الہٰیہ میں سے ہے بلکہ افغانستان کے غیور مسلمان عوام بالخصوص طالبان اسلامی تحریک پاکستان کے لئے مشکل گھڑی میں نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے اور پاکستان کے اندرونی روز افزوں بڑھتی ہوئی اسلامی ذہنیت اور دینی قوتوں کی بڑھتی ہوئی قوت کا رجحان ہر حوالہ سے پاک فوج کے حوصلے بلند ہونے کا سبب بنا ہے کیونکہ جس فوج کے بیک پر غیرت اور قربانی کا جذبہ رکھنے والے عوام ہوں اس فوج کے لئے کامیابی کی حدیں چومنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اس طرح بین الاقوامی سطح پر تمام نظریہ اور ایٹمی قوت رکھنے کی بنا پر تمام اسلامی ممالک پاکستان کی خارجہ پالیسی کو دیکھ رہے ہیں لیکن یہاں یہ امر قابل افسوس ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی معمولی مغربی دباؤ سے تضادات کا شکار ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان کی متزلزل پالیسی اور عیش نے اسلامی ممالک کے درمیان فکری وحدت کے استحکام کو بھی سخت نقصان پہنچایا ہے اور حال میں اسامہ بن لادن اور کارگل کے متعلق امریکی سرگرمیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ پاکستان کو اسلامی دنیا کے نقشے سے الگ تھلگ کر کے خانہ جنگی کی آگ میں دھکیلنے کی مذموم کوشش کر رہا ہے لیکن ایسے حالات میں حکومت پاکستان کو خارجہ پالیسی کے حوالہ سے انتہائی محتاط قدم اٹھانا چاہئے اور حکومت کو اپنے دوست ہمسایہ اسلامی ملک کے مفادات کے تحفظ کا خاص خیال رکھنا ہوگا اور امریکہ کے کسی طرح کے دباؤ پر حکومت نے اپنے ہندرگاہ کو ہمسایہ ملک افغانستان کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت دینے کی غلطی اور امریکہ کے کہنے پر پاکستان میں موجود دینی قوتوں اور یہاں بنیادی طور پر رونما ہونے والی دینی کاز کو مجروح کرنے کی کوشش کی تو اس عمل کے نتیجے میں جو ردعمل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اگر حکومت صرف اس کا تصور کرے تو ششدر رہ جائے۔ اسی طرح ہمسایہ ملک افغانستان نے پاکستان کی طرف سے مختلف حوالوں سے پہنچنے والے تکلیف پر صبر کا دامن جس خلوص کے ساتھ تھام رکھا ہے

Marfat.com

اس پر افغانستان کی جانب سے پاکستان کے ساتھ نیک توقعات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اب وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت پاکستان اپنے اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان عمل میں آجائے اور تمام اسلامی ممالک میں وحدت فکر پیدا کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرے کیونکہ امریکہ سمیت تمام پوری کفری قوتوں اور دیگر بے شمار رفاہی اداروں نے دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کا پکا عزم کیا ہوا ہے۔ اب ان حالات میں واحد مسلم بلاک اور مسلم بنک مشترکہ افواج، مسلم تجارتی منڈی اور تمام اسلامی ممالک کے درمیان واحد مسلم کرنسی پر اتفاق رائے قائم کرنے کے لئے زبردست فضا بنی ہوئی ہے اور اس کام کی تکمیل کے لئے پاکستان، سعودی عرب، ترکی، ایران، افغانستان، لیبیا اور سوڈان وغیرہ ممالک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن بات وہی ہے کہ اس کام کی ابتدا اور آغاز کے لئے پوری اسلامی دنیا میں اس وقت واحد ملک پاکستان ہے جو کہ اس کی ہر بات پر اسلامی دنیا لبیک کہتے ہوئے مہر تصدیق لگائے گی۔ اس طرح ملا محمد عمر اور اسامہ کی قیادت اس کام کی تکمیل کے لئے مرکزیت کے نشان ہیں۔ (پندرہ روزہ نجات، ستمبر نصف آخر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

ماہنامہ لولاک کی ادارتی تحریر

# قوم کی آنکھوں کا تارا

## سرحد کے سیاسی اور دینی رہنماؤں نے مولانا فضل الرحمٰن کو رہا نہ کرانے کی صورت میں شاہراہ ریشم کو بند کرنے کی دھمکی دی

سرحد حکومت کے حکم پر قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کو 3 ستمبر کی شب ڈیرہ اسماعیل خان سے گرفتار کیا گیا اور دو روز بعد حکومت نے ہاتھ کھڑے کر کے مولانا کو رہا کرنے میں اپنی عافیت جانی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق مولانا فضل الرحمٰن 4 ستمبر کو جنوبی وزیرستان میں منعقد ہونے والی امریکہ مردہ باد ریلی میں شرکت کے لئے جانے والے تھے۔ سرحد حکومت نے مولانا موصوف کے داخلہ پر پابندی لگا دی اور وجہ یہ بیان کی کہ جنوبی وزیرستان چونکہ قبائلی علاقے میں شامل ہے اس لئے وہاں سیاسی جلسے اور جلوس نہیں ہو سکتے۔ مولانا فضل الرحمٰن کو کمشنر ڈیرہ اسماعیل خان نے ہر چند قائل کرنے کی کوشش کی لیکن مولانا موصوف اپنے اصولی موقف پر ڈٹے رہے کہ اگر حکمران جنوبی وزیرستان میں جلسے کر سکتے ہیں تو انہیں کیونکر روکا جا سکتا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی گرفتاری پر جمعیت علماء اسلام اور بالخصوص دینی حلقوں میں غم و غصہ کی لہر کا دوڑنا ایک فطری امر تھا۔ صوبہ سرحد، بلوچستان اور آزاد قبائل میں خاص طور پر مولانا کی گرفتاری پر شدید رد عمل ہوا۔ صوبہ سرحد کے سیاسی و دینی رہنماؤں نے مولانا فضل الرحمٰن کو رہا نہ کرنے کی صورت میں شاہراہ ریشم کو بند کرنے کی دھمکی دی۔ جنوبی وزیرستان کے لوگ اس بات پر مشتعل تھے کہ ان کے مہمان کو روک کر ان کی توہین کی گئی۔ آزاد قبائل کے لوگ زبان کم اور بندوق زیادہ استعمال کرنے کے قائل ہیں۔ حکومتوں کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ ہمیشہ طاقت کی زبان سمجھتے ہیں یہ حکومت کی سخت نادانی تھی کہ اس نے مولانا فضل الرحمٰن پر اس وقت ہاتھ ڈالا جب مولانا موصوف "امریکی نفرت" کا ہتھیار استعمال

Marfat.com

کر کے قوم کی آنکھوں کا تارہ بن گئے تھے۔ مولانا کی گرفتاری اگر صوبہ سرحد کی حکومت کا فیصلہ تھا تو اس نے وفاقی حکومت کو بے خبر رکھ کر اس کے لئے مشکلات کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ ثانیاً مولانا فضل الرحمٰن کی نظر بندی میں وفاقی حکومت کی مرضی شامل تھی تو مرکزی حکومت نے امریکہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی قربانی کا نذرانہ پیش کرنے میں اچھی خاصی حماقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب جبکہ مولانا فضل الرحمٰن کو دو دن کی سرکاری مہمان نوازی کے بعد رہا کیا جا چکا ہے' مولانا یقیناً جنوبی وزیرستان کے دورے پر جائیں گے تو ان کا استقبال بلا شبہ پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔ ملک کے دیگر شہروں میں ان کے دوروں میں انہیں پہلے سے زیادہ پزیرائی حاصل ہوگی۔ سیاسی حلقوں کی رائے کے مطابق مولانا فضل الرحمٰن کا گراف کافی نیچے گر چکا تھا لیکن امریکہ کے خلاف نعرہ نے انہیں قوم میں سربلند کر دیا۔ قوم میں امریکہ کے خلاف نفرت انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ امریکہ کے خلاف جرات مندی کی بناء پر مولانا فضل الرحمٰن کو عوام الناس میں ایک ممتاز مقام حاصل ہوا ہے۔ یہ امریکی نفرت کا نتیجہ ہے کہ دینی سیاسی رہنماؤں نے مولانا کی نظر بندی پر شدید رد عمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ حکومت کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیئے کہ امریکی خوشنودی کا ہر اقدام اسے کتنا مہنگا پڑے گا۔

(ماہنامہ لولاک ملتان ' اکتوبر ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

عنوان کالم : مجاہدانہ موقف
تحریر : حضرت مولانا غلام محمد صادق
مدیر ماہنامہ النصیحہ چارسدہ

# سد ذوالقرنین

## مولانا فضل الرحمٰن کی اذان سے امریکہ کے آہنی اور فلک بوس محلات لرز اٹھے

عالمی دہشت گرد امریکہ کے غیر انسانی سلوک، ظلم و جبر، بربریت و درندگی اور قوت و طاقت کے نشہ میں " انا و لا غیری " کے متکبرانہ انداز فکر نے ویسے تو چار سو عالم کو شدید اضطراب اور ذہنی کشمکش میں مبتلا کر دیا ہے مگر اس انسان نما وحشی ملک نے اپنی فرعونی ذہنیت کے بل بوتے پر ان مسلم حریت پسند زعماء کو خصوصی طور پر اپنی جارحیت کا ہدف بنایا ہے جنہوں نے اس کے پنجہ جبر و استبداد سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد اور مسلم امہ کو حریت و آزادی کا درس دینا اپنا مشن بنالیا ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان قائم کرنے والے "طالبان" کا اس کے علاوہ کوئی جرم نہیں کہ وہ اپنے مذہبی اقدار کو زندہ رکھنے اور اسلامی نظام کو کسی پیوندکاری کے بغیر کامل و مکمل نافذ کرنے کی وجہ سے امریکہ کے فرعونی عزائم کی راہ میں رکاوٹ تصور کیا جاتا ہے۔ عالم اسلام کے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن جن کو آج افغانستان کے علاوہ دینی غیرت و حمیت سے عاری نام نہاد مسلم حکمرانوں کے زیر نگیں کسی بھی خطہ زمین پر سر چھپانے کے لئے جگہ میسر نہیں، ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ملک " حجاز مقدس " کی سرزمین پر بدمعاش " امریکہ " کی جانب سے امریکی افواج کے وجود کو پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان "اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب" (یعنی یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دو) کے خلاف سمجھتے ہوئے ان کے خلاف دینی غیرت و حمیت سے بھرپور مجاہدانہ اور مؤثر آواز اٹھائی۔

Marfat.com

چند روز پہلے یہ خبر گرم تھی کہ امریکہ ایک بار پھر اسامہ بن لادن کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کرنے والا ہے اور اس مقصد کے لئے امریکہ کے تین جنگی بحری بیڑے پاکستان میں گوادر کے ساحل پر لنگر انداز ہو چکے ہیں اور امریکی کمانڈوز وزیرستان' پشاور' چمن بلکہ افغانستان کے اندر پہنچ چکے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے لئے امریکہ کے نائب وزیر خارجہ کارل انڈر فرتھ نے واشنگٹن میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے افغانستان کی طالبان حکومت کو دھمکی دی کہ وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کر دے یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ نیز اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ امریکہ افغانستان پر ضرور حملہ کرے گا اور اس مقصد کے لئے تمام کارروائیاں مکمل کی گئیں ہیں۔ ان تمام اقدامات سے اصل مقصود اسامہ بن لادن کو آڑ بنا کر طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے افغانستان میں بھی دوسرے ممالک کی طرح امریکی اشاروں پر چلنے والی کٹھ پتلی حکومت کا قیام ہے۔

اس دلخراش صورتحال نے اسلامی غیرت اور دینی و ملی حمیت رکھنے والے مسلمانوں کو بے حد ذہنی اضطراب و پریشانی سے دوچار کیا اور جذبہ جہاد سے سرشار بے بس و مجبور مسلم عوام نے اپنے سلاطین بے غیرت اور قائدین خود غرض کی طرف سے اس موقعہ پر سکوت مجرمانہ اور اس ننگی جارحیت پر ان کی کمال بے حسی اور معنی خیز خاموشی پر سخت نالاں و ناراض تھے۔ یاس و قنوط' مایوسی اور ہو کے عالم میں امریکہ کے سامنے مسلمانوں کا سر اونچا کرنے اور فرعون وقت کے سامنے موسوی کردار ادا کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے حسب معمول ایک دفعہ پھر دینی اقدار کی امین جماعت جمعیت علماء اسلام کو دی کہ اس کے عظیم قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ نے اپنے عظیم والد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دوسرے قابل فخر اسلاف کی خلافت و نیابت اور کاروان حق و صداقت جمعیت علماء اسلام کی قیادت کا حق ادا کرتے ہوئے ہر قسم کے خوف و

Marfat.com

لالچ سے بے نیاز ہو کر س۔ی دنیا پر راج کرنے والی امریکہ کے عزائم و مقاصد کی راہ میں سد ذوالقرنین ثابت ہوئے اور انہوں نے اس بتکدہ عالم میں ایک ایسی اذان دی جس کی گونج سے امریکہ کے آہنی اور فلک بوس محلات لرزا ٹھے۔ا ہوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی دعوت پر قندھار تشریف لے گئے اور حضرت امیر المومنین کو پیش آمدہ صورتحال کے حوالے سے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے ان پر واضح کیا کہ پاکستان کے علماء و طلباء بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے سربکف کارکن و مجاہدین تن من دھن کی بازی لگا کر بہر صورت امارت اسلامی افغانستان کے دفاع کا فریضہ انجام دیں گے اور یہ کہ افغانستان پر کسی بھی بیرونی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ قندھار سے واپسی پر انہوں نے افغانستان پر متوقع امریکی حملوں کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کیا اور " النصیحہ " کے شہر چارسدہ سمیت ملک کے بڑے بڑے شہروں میں تاریخی جلسوں سے مؤمنانہ اور مجاہدانہ خطاب فرمایا جس میں انہوں نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہوئے امریکہ ایسی سپر طاقت کو للکار کر کہا کہ اگر ہم امریکہ کی طرف سے اپنی سرزمین پر محفوظ نہیں تو ہماری سرزمین پر امریکی کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ للذا اگر ہمارے برادر اسلامی ملک افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں کو میزائلوں کا نشانہ بنایا گیا تو ہم امریکیوں کے قتل کا فتویٰ صادر کریں گے۔ مولانا کے اس نعرہ جرأت و شجاعت سے مسلمانوں کے مر● دلوں میں زندگی کے آثار محسوس ہوئے اور انہوں نے مولانا کے نعرہ حق کو اپنے دلوں کی آواز سمجھتے ہوئے مولانا کو اخبارات و جرائد اور والہانہ استقبالوں کے ذریعے زبردست تائید و حمایت اور خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا کے نعرہ حق و صداقت کی عوامی حمایت و تائید اور حیران کن تاثیر کو دیکھ کر امریکی سفارت خانہ نے مولانا سے ملاقات کی ضرورت محسوس کی تا کہ ان کو امریکی حکومت کی تشویش سے آگاہ کرے۔ چنانچہ امریکی سفارتخانہ کی پولیٹیکل سیکرٹری اور قائم مقام سفیر نے مولانا

Marfat.com

نے ملاقات کی اور امریکی حکومت کی تشویش سے ان کو آگاہ کیا جس کے جواب میں مولانا نے جوش و جذبات کے بجائے انتہائی متانت و سنجیدگی کے ساتھ مومنانہ اور مجاہدانہ انداز میں ان کے سامنے اپنا موقف دہرا کر فرمایا کہ امریکہ پہلے بھی افغانستان پر حملہ کر چکا ہے اور اب پھر ہمارے قومی اخبارات میں امریکہ کے ایک اور ممکنہ حملہ کی خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ہمارے اخبارات اس سلسلہ میں بین الاقوامی میڈیا کو مانیٹر کر رہے ہیں اور پھر طالبان نے خود اس حملہ کے خطرے کا اظہار کیا ہے لیکن امریکہ نے اس سلسلہ میں کسی رسمی وضاحت کی ضرورت بھی نہیں سمجھی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا صاحب مدظلہ حریت و آزادی' جرأت و استقامت اور عزم و استقلال کے ساتھ سپر طاقت امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جس انداز سے ایک مسلم ملک افغانستان کی حفاظت و دفاع کے لئے میدان جہاد میں کود پڑے ہیں' ماسوائے چند مادہ پرست' شکم پرور اور زر خرید بندگان امریکہ کے تمام اسلام پسند اور حریت پسند حلقے ان کی تائید و حمایت کرتے ہیں اور امریکہ سے اظہار نفرت کے لئے مولانا کی آواز اپنی آواز سمجھتے ہیں۔ ہم جہاں حضرت مولانا صاحب مدظلہ کو مؤمنانہ' جرأتمندانہ اور مجاہدانہ موقف اختیار کرنے پر ہدیہ تبریک و تحسین اور ہر قسم کی تائید و حمایت پیش کرتے ہیں وہاں ان دعویداران اسلام کی تقبیح و مذمت کرتے ہیں جو کہ نعروں اور دھرنوں کی حد تک امریکہ کی مخالفت' چندے اکٹھے کرنے کی حد تک جہاد کشمیر کی حمایت اور کارگل پر نواز کلنٹن کے شرمناک معاہدے کے قصہ رفتہ کی مذمت دکان سیاست چمکانے کی خاطر تو کرتے ہیں مگر طالبان افغانستان کی اسلامی حکومت کی تائید' امریکہ کی طرف سے افغان عوام کے ساتھ ناروا سلوک اور ممکنہ حملے کی مذمت و مخالفت کو مقتدرہ قوتوں کی طرف سے اپنے متوقع اقتدار کے لئے خطرہ سمجھ کر اس پر خاموشی اور غیر جانبداری کا طرز عمل اختیار کر رہے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اور جمعیت علماء اسلام کے دیگر زعماء و قائدین کو امت مسلمہ کی صحیح قیادت کو توفیق سے نوازے اور امارت اسلامیہ افغانستان کی تائید و تقویت اور امریکہ کی مخالفت میں ان کے جاندار' مؤمنانہ اور مجاہدانہ موقف پر ان کو ثابت قدم رکھے۔

Marfat.com

القاسم اکیڈمی ایک عظیم اور شاہکار علمی پیشکش

# توضیح السنن

## شرح

# آثار السنن للامام النیموی رح

(دو جلد مکمل)

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

آثار السنن سے متعلق مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی تدریسی، تحقیقی، درسی افادات اور نادر تحقیقات کا عظیم الشان علمی سرمایہ، علم حدیث اور فقہ سے متعلق مباحث کا شاہکار، مسلک احناف کے قطعی دلائل اور دلنشین تشریح ،معرکۃ الآراء مباحث پر مدلل اور مفصل مقدمہ اور تحقیقی تعلیقات اس پر مستزاد۔

کاغذ، کتابت ،طباعت ،جلد بندی اور اب نئے کمپیوٹرائزڈ چار رنگہ ٹائٹل ، ہر لحاظ سے معیاری اور شاندار،

اساتذہ،طلباء اور مدارس کے لئے خاص رعایت۔

صفحات : 1376 ......ریگزین...... قیمت : 600 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد، پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین عظیم علمی اور فقہی پیش کش

# اِسلامی آدابِ زندگی

تحریر ! محمد منصور الزمان صدیقی

پیشِ لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآنی تعلیمات' احادیثِ نبوی' عبادات' معاملات' اعمال کے فضائل' بلندیٔ اخلاق و خصائل' محبت واطاعتِ رسول' محرمات سے اجتناب' منہیات کی نشان دہی' فرقِ باطلہ کا تعاقب' ردِّ بدعات' دعوتِ سنت واتحادِ اُمت' خدمتِ انسانیت ...... الغرض زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کے ہدایات سے معمور' مہد سے لحد تک اہم ضروری مسائل واحکام' سلیس اور بامحاورہ زبان میں ایک مطالعاتی معلّم اور محسن کتاب' اپنے موضوعات کے تنوع' تفہیم وتسہیل' افادیت اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک لاجواب کتاب۔

صفحات : 938 ........ ریگزین ........ قیمت : 350

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم تاریخی پیشکش

معروف سکالر، عظیم داعی، مفسر قرآن، شارح حدیث

حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے علمی و دینی مکتوبات کا مجموعہ

# کشکولِ معرفت

(مکمل)

تالیف : مولانا عبد القیوم حقانی

علم و عمل، دین و دنیا، مسنون وظائف، مفید کتابوں کا تعارف، مغربی سیاست کی مضرت، دینی سیاست کی ضرورت، تصوف و سلوک اور شریعت و طریقت کی جامعیت کا دلچسپ مرقع

صفحات : 458 ........... قیمت : -/180 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

# خصائل اور سیرت نبوی ﷺ پر
# مولانا عبدالقیوم حقانی
## کی علمی اور عظیم تاریخی کاوشیں

| | نام کتاب | صفحات |
|---|---|---|
| (۱) | جمالِ محمد کا دلربا منظر | ۲۰۶ |
| (۲) | روئے زیبا ﷺ کی تابانیاں | ۱۵۶ |
| (۳) | ماہتابِ نبوت ﷺ کی ضوافشانیاں | ۲۱۰ |
| (۴) | آفتابِ نبوت ﷺ کی ضیاء پاشیاں | ۲۰۲ |
| (۵) | محبوبِ خدا ﷺ کی دلربا ادائیں | ۱۹۷ |
| (۶) | محبوبِ خدا ﷺ کی عبادت واعتدال | ۱۸۷ |
| (۷) | خصائل نبوی ﷺ کا دلآویز منظر | ۱۶۶ |
| (۸) | شمائل نبوی ﷺ کا ایمان افروز مرقع | ۱۵۳ |

القاسم اکیڈمی
جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

Marfat.com

Marfat.com

# مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات و تالیفات

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان فون: (0923)630237 فیکس: 630094

| نام کتاب | ہدیہ | نام کتاب | ہدیہ | نام کتاب | ہدیہ |
|---|---|---|---|---|---|
| حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی (اجلد) | 350/= | کشکول معرفت ........... (مکمل) | 180/= | نصاب تعلیم و نظام تعلیم | 10/= |
| توضیح السنن شرح آثار السنن للنیموی (رنگین) | 600/= | مکتوبات افغانیؒ | 90/= | معجزات سرور عالم ﷺ | 30/= |
| شرح شمائل ترمذی (3 جلد مکمل) | 750/= | مشاہیر کی علمی اور مطالعاتی زندگی | 150/= | اکابر کی شام زندگی | 26/= |
| کتابت اور تدوین حدیث | 21/= | ساعتے با اولیاء | 90/= | عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات | 66/= |
| جمالِ محمد ﷺ کا دلربا منظر | 90/= | ارباب علم و کمال اور پیشۂ رزق حلال | 90/= | ختم نبوت میں اکابر کا مجاہدانہ کردار | 45/= |
| روئے زیبا ﷺ کی تابانیاں | 90/= | چراغ زندگی | 90/= | آداب المعلمین ........... (پشتو) | 16/= |
| ماہتاب نبوت ﷺ کی ضوافشانیاں | 90/= | مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ | 30/= | فلسفۂ سیرت خاتم الانبیاء ﷺ | 180/= |
| آفتاب نبوت ﷺ کی ضیاء پاشیاں | 90/= | سوانح قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ | 120/= | زبدۃ القرآن | 120/= |
| محبوب ﷺ خدا کی دلربا ادائیں | 90/= | سوانح مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ | 99/= | انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت | 30/= |
| محبوب ﷺ خدا کی عبادت و اعتدال | 90/= | جمال یوسفؒ (تذکرہ و سوانح مولانا محمد یوسف بنوری) | 120/= | پیغام شہداء | 140/= |
| خصائل نبوی ﷺ کا دلآویز منظر | 90/= | حیات انورؒ (تذکرہ و سوانح علامہ انور شاہ کشمیری) | | علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء | 50/= |
| شمائل نبوی ﷺ کا ایمان افروز مرقع | 90/= | اسیر مالٹا مولانا عزیر گلؒ | 21/= | قصیدہ بردہ شریف (پشتو) | 40/= |
| دفاع امام ابوحنیفہؒ (اردو) | 120/= | تذکرہ و سوانح مولانا محمد احمد صاحبؒ | 120/= | آداب المتعلمین ........... (پشتو) | 40/= |
| دفاع امام ابوحنیفہؒ (پشتو) | 60/= | اماں جی مرحومہ و مغفورہ | 90/= | ماہنامہ القاسم | 15/= |
| امام اعظمؒ کا نظریۂ انقلاب و سیاست | 30/= | ماں کی عظمت | 120/= | نقوش حقانی | 60/= |
| امام اعظمؒ کے حیرت انگیز واقعات (اردو) | 120/= | اسلامی آداب زندگی | 350/= | بزم منور ........... (7 جلد) | 600/= |
| امام اعظمؒ کے حیرت انگیز واقعات (پشتو) | 70/= | ابوحنیفۂ ہند مولانا مفتی کفایت اللہ نمبر | 150/= | محرف قرآن | 120/= |
| واقعاتِ امام اعظمؒ (فارسی) | 50/= | علامہ سید سلیمان ندوی نمبر | 180/= | الادب الجاری فی ابیات صحیح البخاری | 75/= |
| علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (اردو) | 99/= | مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نمبر | 240/= | روحانی سوغات ........... (پشتو) | 15/= |
| علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (پشتو) | 75/= | [illegible] | 300/= | [illegible] (پشتو) | 12/= |
| عبداللہ بن مبارک کے حیرت انگیز واقعات | 45/= | آثار صالح | 120/= | [illegible] | 120/= |
| اسلامی سیاست اور اس سے [illegible] | 150/= | [illegible] | 21/= | [illegible] | [illegible] |
| اسلامی انقلاب اور اس کا فکری [illegible] | 120/= | [illegible] | 33/= | [illegible] | [illegible] |
| شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر | 750/= | [illegible] | 30/= | [illegible] | [illegible] |
| سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق | 120/= | [illegible] | 120/= | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | 90/= | حقانی [illegible] | 75/= | [illegible] | [illegible] |
| صحبتے با اہل حق | 180/= | [illegible] | 30/= | [illegible] | [illegible] |
| خطبات حقانی | 120/= | [illegible] | 15/= | [illegible] | [illegible] |
| | | [illegible] | 10/= | [illegible] | [illegible] |

Marfat.com